فسانۂ عجائب

Fassana-2-Ajaeeb
By
Mirza Rajab Ali Beg Saroor
Belongs to

Mir Ghulam Mohammad
Ram Bagh Paeen
Srinagar-5.

بعون صانع بیچون و مکان فضل خلاق زمین و زمان

قصۂ شیرین زبان داستان رنگین بیان تصنیف جامع کمالات موفور مرزا رجب علی بیگ سرور

فسانۂ عجائب

حرف حرف نظر یافتہ تصرف اخیرہ مصنف مسبوق التوصیف باہتمام سزاوار التحسین و تعریف

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ بہزار خوبی طبع شد

باہتمام کسری داس سپرنٹنڈنٹ ۱۹۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی خَلَقَ مِنَ المَاءِ بَشَراً فَجَعَلَہٗ نَسَباً وَّ صِہراً وَّ کَانَ رَبُّکَ قَدِیراً اسزاوار حمد و ثنا خالق ارض و سما جل و علیٰ صانع بیچون و چرا ہی جسنے رنگ بے ثباتی سے باین نگارنگی تختۂ چمن دنیا پُر از لالہ و گل و چمن و گل بنایا اور باوجود ترس باغبان و بیم صیاد و لولۂ رُخ و گل و بلبل کو دیکھ دام محبت مین پھنسایا اور عاشق باوفا و معشوق پُر دغا کو ایک آب و گل سے خمیر کر کے پردۂ غیب سے بعرصۂ شہود لایا ایک خلقت سے دو طرح کا جلوہ دکھایا اور انسان ضعیف البنیان کو اشرف المخلوقات فرمایا جلوۂ حسن بتان بخدا شیفتگی کا بہانہ ہے نالۂ بلبل شیدا گوش گل رعنا کا ترانہ ہے اسکی نیرنگیون کے مشہور فسانے ہین ہم اسکی قدرت کاملہ کے دیوانے ہین صفت اسکی محال ہے زبان اس تقریر سے لال ہے جسکی شان مین مخبر صادق یہ فرمائے دوسرا اس عہدے سے کب بر آئے مَا عَرَفنَاکَ حَقَّ مَعرِفَتِکَ

نعت سرور کائنات محبوب خدا برگزیدۂ انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بعد حمد خالق جن و بشر حاکم قضا و قدر مبداء شام طالع سے نعت سید کائنات خلاصۂ موجودات بہترین عالم برگزیدۂ نوع بنی آدم کی ہے جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتہ کوچۂ ضلالت راہ راست پر آئے بتوفیق رفیق اور مدارج تحقیق کیا کیا مرتبے بلند پائے اور منحرف کو باطنون کو فہم ناقص کی کجی اور زعم فاسد نے کیسے کیسے روز سیہ دکھائے اسکے حق مین یہ حکم آیا ہٰذا بچشم غور دیکھو اور

کسی نے بھی یہ مرتبہ پایا ہی لولاک لما خلقتُ الافلاک سر حلقۂ اولین خاتم المرسلین مظہر صنعت کریم
احمدؐ بے میم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ الطاہرین و اصحابہ المکرمین وسلم کوئی شاعر اُس کی
شان مین کہتا ہے لا اعلم بیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ × ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ × اے ختم رسل
قرب تو معلومم شد × دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ × اس مشت خاک کا کیا فہم و ادراک جو شمۂ صفات
ذات بابرکات زبان پر لائے جو عجز مین نہ ور آئے کام زبان ناکامی سے فوراً جلجائے اور منقبت
امیر المومنین امام المتقین یکہ تاز میدان لافتیٰ خلاصۂ مضمون سورۂ ہل اتیٰ یہی کافی ہے جیسے پیمبر نے
کہا لحمک لحمی و دمک دمی علی منی وانا منہ اور مدح اہلبیت رسالت کہ ولا اُنکی ایمان کی دلیل ہی اور محبت
اُنکی ہر فرد بشر کو واجب اِس حدیث جلیل ہی مثل اہل بیتی کمثل سفینۂ نوح مَن رکبہا نجیٰ و من تخلف عنہا غرق و ہوے
مذکور شاہ غیور قباد شوکت نوشیروان معدلت غازی الدین حیدر بادشاہ غازی وارث دودمان سعادت
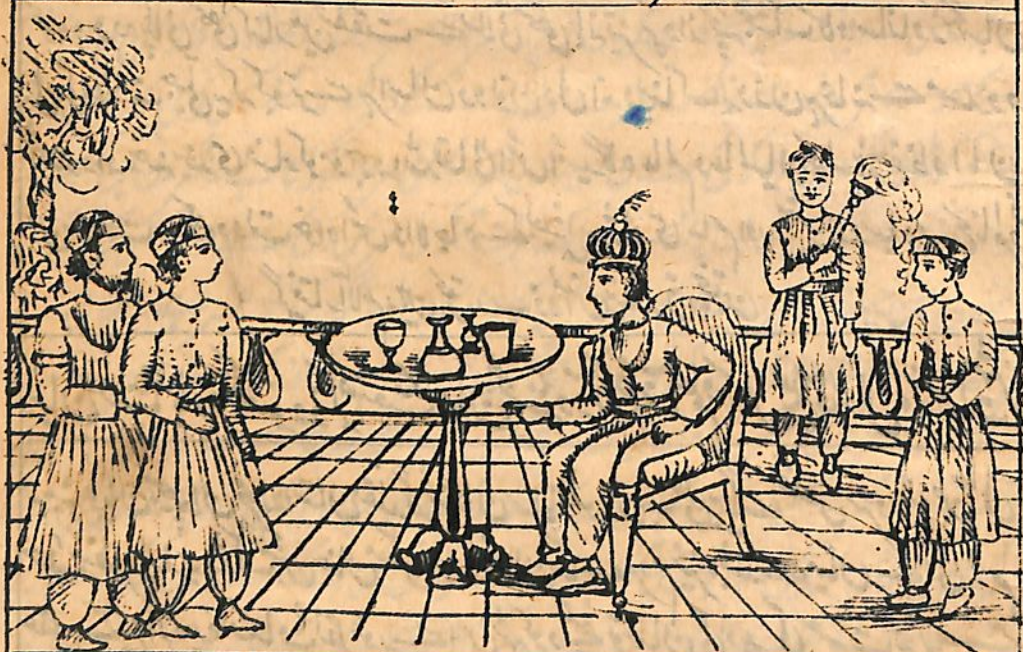
بس از حمد خدا و نعت سرور انبیا لازم و ضرور ہے کہ مدح والی ملک بیان کرے قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اگرچہ صفت شاہ زمان گدا کو بیان کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے مگر
نام نامی و توصیف ذات گرامی اُنکی وسیلۂ توقیر اس تحریر اور مفتاح باب اس پریشان تقریر
کا جانکر شمۂ از شمائل و ذرہ از خورشید فضائل رقم کرتا ہوں شاہ کیوان بارگاہ بلند مرتبہ عالیجاہ سر حلقۂ

شاہان والا تبار جم شوکت فریدون فر سلیمان اقتدار کشور گیر ملک ستان خدیو کیہان ابو المظفر
معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و ایدہ اللہ بالنصر و الظفر
جل جلالہ اگر معرکۂ رزم یا صحبت بزم اسکی انشا کرون صفحۂ دنیا پر نہ لکھ سکون دم رزم رستم و سام و نریمان
مثل بید زال لرزان اور وقت سخا اور عطاے زر و مال حاتم کے ہاتھ مین کاسۂ سوال بزم طرب مین
زہرہ مشتری سرگرم نغمہ پردازی و عربدہ سازی ہنگام عتاب و خشم مریخ مستعد جلادی و بیدادی
بے ادبی عنایت ہے بیت چنان بموسم سرما دو شالہا بخشید + کہ گرم شد ہمہ بنگالہ سرد شد کشمیر + بسکہ
سحاب بخشش اس بحر عطا کا روز و شب مزرعۂ کہ و مہ پر بارش رکھتا ہے شہر مین سالہا کان مشتاق
سائل کی صدا کا اور دیدہ ندیدہ صورت گدا کا عدل یہ کہ ہاتھی چیونٹی سے ڈرتا ہے شیر بکری
کی اطاعت کا دم بھرتا ہے بچشم اسکے عہد دولت مین ہزار زن نے دیکھا بکری شیر کے بچے
کو دودھ پلاتی تھی کنار مین شفقت سے سلاتی تھی باز تیز پرواز بچۂ گنجشک کا وسانا در نگہبان
بلی کی عادت جبلی یہ کہ کبوتر سے ہراسان دونون دل اندوہناک روزن ہر خانہ سے مسدود
شحنۂ داد رخنہ بندی فساد کو موجود اللہ تعالی اس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنے حفظ و امان
مین سلامت رکھے دولت خواہ اس والا جاہ کے بعیش و شادی مدام اور دشمن روسیاہ برنج نامرادی
گرفتار آلام رہین بحق رب ذو المنن بتصدق پنجتن

بیان مؤلف در بارۂ لکھنؤ و ذکر صنعت مردمان خجستہ و تذکرہ ہر صاحب علم و کمال علی قدر حال فی نمودکانات شہر

یہ ہیچمدان ہیچمدان بحر داستان مقلد گذشتگان سراپا قصور رجب علی بیگ تخلص سرور متوطن جائے
خطۂ بے نظیر دلپذیر رشک گلشن جنان مسکن حور و غلمان جاے مردم خیز باشندے یہان کے ذکی فہیم
عقل کے تیز اگر دیدۂ انصاف نظر غور سے اس شہر کو دیکھے تو جہان کی دید کی حسرت نہ رہے
آنکھ بند کرے شعر سنا رضوان بھی جس کا خوشہ چین ہے + وہ رشک لکھنؤ کی سرزمین ہے۔ سبحان اللہ
و بحمدہ عجب شہر گلزار ہے ہر گلی کوچہ دلچسپ باغ و بہار ہے ہر شخص اپنے طور پر با وضع قطعدار ہے
دور دیہ بازار کس انداز کا ہے ہر دکان مین سرمایہ ناز و نیاز کا ہے ہر چند ہر محلے مین جہان کا
ساز و سامان مہیا ہے پر اکبری دروازے سے جلوہ خانے اور پکے پل تک گھر راہ مستقیم ہی کیا جلسہ ہے

نان بائی خوش سلیقہ شیرمال کباب نان نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جسکی بو باس سے
دل طاقت پائے دماغ معطر ہو جائے فرشتہ گذرے تو سونگھے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو دیکھے
سے بھوک لگ آئے وہ سُرخ سُرخ پیاز سے نہاری کا بگھار سیرلی جھکار شیرمال شنگرف کے
رنگ کی خستہ بُھربُھری ایک بار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہجائے کباب
اس آب و تاب کے کہ مُرغ و ماہی کا دل سیخ آہ پر حسرت محرومی سے کباب اورگ کا لچھا میان
خیراللہ کی دوکان کا بال سے باریک کترا ہاضم نایاب حسینی کے حلوا سوہن پر عجیب جوبن اُسکی
شیرینی کی گفتگو مین لب بند جہان کو پسند پٹری و بتر بسی بسائی لذیذ ہونٹ سے کھائے دانت
کا اُس پر تمام عمر دانت رہے دانت لگانے کی نوبت نہ آئے جوزی خوب حبشی اہل ہند کو
مرغوب دودھیا شیر خوارہ نوش کر جائے ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون آدمی صورت دیکھتا رہے
رعب حسن سے بات نہ کر سکے سن کر نین پریزاد سرو قامت رشک شمشاد دوکانو مین انواع اقسام
کے میوے قرینے سے چُنے روز مرے محاورے اُسکے دیکھے نہ سُنے کبھی کوئی پکار اٹھی میان
ٹکے کو ڈھیر لگا دیا ہے کوئی موزون طبیعت یہ فقرہ سُناتی مرہ انگور کا ہے رنگترون مین کسیطرف
یہ صدا آتی ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی ایک طرف تنبولی سرخروئی سے یہ زمزمہ کنایہ کرتے بولی
ٹھولی مین چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرتے مکھی کا منھ کالا ہو یا گرد کر ڈالا عبیر ہے نہ گلال ہے
کتھے چونے سے ادھی مین مکھڑا لال ہے گلیون مین گجر دم یہ آواز آتی ہے شیرمال ہے
گھی اور دودھ کی مفلس کا دل اُچاٹ ہے ٹکون کی چاٹ ہے کدھر لینے والے ہین کمشش کی
قفلیان اور کھیر کے پیالے ہین کیا خوب بھُنے بھُربھُرے ہین چنے پر مل اور مرمُرے ہین جیٹھ بیساکھ
کی وہ گرمی جس مین چیل انڈا چھوڑتی دو پیسے کو برف کی قفلی جمی دو کھائے بدن تھرائے
زیادہ ہو کا کرے لقوے فالج مین مرے سر خوک ہمیشہ شانے سے شانہ چھلا نسیم و صبا کو
سیدھا رستہ نہ ملا شیخ کولی کی مٹھائی جسنے کھائی جہان کی شیرینی سے دل کھٹا ہوا بنارس کا
کھجلا بھولا متھرا کے پیڑے کا ٹھٹھا ہوا برفی کی نفاست بو باس در در اپن نقرئی ورق کا جوبن
کسی اور شہر کا بدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے
امرتی مسلسل کا ہر پیچ ذائقہ کو پیچتاب دیتا یاقوتی مفرح کا مزہ جب منھ مین رکھا اصل تو یہ ہے عسل مصفے

جنت کی نہر کا حلق سے اُترا ہرا جیون کی گلی کی کھجور لذت ٹپکتی ذائقے مین چور بہتر از انگور نہایت
آب و تاب ہم خرما و ہم ثواب بالائی نورا کی دوکان پر جب نظر آئی بے قند و شکر شکر گر نور علی انور
کہکر چھری سے کاٹ کر کھائی مداریے حقے وہ ایجاد ہوئے کسگر ایسے اُستاد ہوئے کہ جب تڑاقا
اُٹھکا سنا بیچوان کا دم بند ہوا پٹھانا کا تمباکو مشک و عنبر کی خوشبو جسنے ایک گھونٹ کھینچا اُسی کا دم
بھرنے لگا علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خراد ہے یہان ہر فن کا اُستاد ہے سیکڑون
گھامڑ بدشکل کندۂ ناتراش اطراف و جوانب سے آ ہفتے عشرے مین چھل چھبیلا وضعدار ہو گئے
جب ابو تراب خان کے کٹرے مین جامیان خیراتی سے کسی کی خیرات مین خط بنوایا بارہ برس
کے سن کا گالون سے مزہ آیا چار پہر کھونٹی ٹوپی تیا نیا یا کاتب قدرت کا لکھا مٹاتا ہی ایسا خط
بناتا ہے سید حسین خان کے دروازے پر عبد اللہ عطر فروش کی دوکان جائے نشست ہر ضعیف و
جوان ہے دو پیسے مین بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ برپا کرنیوالا ایسا ملا کہ سہاگ کا عطر گرد ہوا
جونپور سے دل سرد ہوا عطر کی ردی رکھی کان مین پھر جا بیٹھا کسی افیونی کی دوکان مین سفید سفید
چینی کی پیالیان خوبصورت رنگتین نرالیان افیون فیض آبادی لالے کی وہ رنگین جس نے
تریاک مصر کے نسخے کر کرے کیے زیادہ پی جانے والے کو جان کے لالے ہوئے ایسے متوالے
ہوئے جھگڑا بادۂ ارغوانی و زعفرانی کا بیدا تبدیل ذائقہ کو قرنی کے خوانچے نقرئی ورق جمے
پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا چسکی پی ایک دم کے بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور موجود
ہوا وہان سے بڑھا کان مین آواز آئی بیلے کے ہار ہین شوقین البیلے کو بہن لے چلا جا
فرنگی محل کے میلے کو جب یہ سج بنی بگڑا بانکون کے بل چلا یہ بھولا کہ وطن کی چال ڈھال راہ و رسم
بھولا اکثر باہر سے آئے وضع بنا جونپور کے قاضی ہونے کو مفتی . مین راضی ہو گئے برسات کا اگر موسم
ہے شہر کا یہ عالم ہے ادھر مینہ برسا پانی جا بجا بہ گیا گلی کوچہ صاف رہگیا ساون بھادون مین ردون
جوتا پہنکر پھریے کیچڑ تو کیا مٹی نہ بھرے فصل بہار کی صنعت پروردگار کی قدرت رضوان جسکا
شائق دیکھنے کے لائق روز عیش باغ مین تماشے کا میلا ہر وقت چمن کا جلسہ موتی جھیل کا پانی
چشمۂ زندگانی کی آب و تاب دکھاتا پیاسون کا دل لہراتا ٹرک کے درختون کی قضا جدا کھجوا موجین مارتا
ہنسگارسکے جنگل مین لوگون کا جمگھٹا زنگار رنگ کی پوشاک آپس کی جھانک تاک تختۂ لالۂ نافرمان جنبر قربان

بندہائے خاص کی بسکردی خرام ناز ہر قدم پر کبک دری چال بھول کر جبین نیاز رگڑتی شاخ
سرو اُنکے روبرو نہ اکڑتی شائق ہزار در ہزار شمع پر پروانون کا عالم غول کے غول باہم آم
کے درختون مین ٹپکا لگا خاص جھولا وہین پڑا جھولنے والون پر دل ٹپکا پڑتا محبت کے پینگ
بڑھتے دیکھنے والے درود پڑھتے باغ مین کوئل پپیہے مور کا شور جھولے پر گھٹا رہی وہ بھی
گنگھور ساون بھادون کے جھالے وہ رنگین جھولنے والے دشت غربت مین یہ جلسہ جو یاد آجاتا ہے
دل پاش پاش ہو جاتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہے نہ کہ کانپور کی برسات ہیہات ہیہات دخل کیا دروازے
سے باہر قدم دھرے اور پھسل نہ پڑے گلی مین پاؤن رکھا کیچڑ کا چھپکا سر پر پہونچا دو اس فصل مین باہم
نہ دیکھے مگر چہلے کے پھنسے اور جھنجھلین سواری کا مقدور نہین دخل کیا جو وہ جائین کہین انکے حق مین برسات
حوالات گھر جیلخانہ نہ کہین جانا نہ آنا اگر خواب مین کہین نکل گئے تو چونک پڑے کہ پھنس گئے اور جو بازاری
کاروباری ہین انکا یہ نقشہ دیکھا ہاتھ مین جوتیان پائینچا چڑھا کیچڑ مین لت پت یہان گرے وہان
گرے خدا خدا کر جیتے گھر پھرے اور جو شیخی کے مارے ننگے پاؤن نہ نکلے تو شعر دیکھی ہی یہ رسم اس نگر مین
جو آہی گلی مین آپ گھر مین × پھر بر سر مطلب آیا خاص بازار کہ شہر وسیع و خوش قطع ہے اُس کے
نقشے سے مانی و بہزاد نے خار کھایا شبیہ کشی تو کیا خاکہ خاک نہ کھنچا ہاتھ تھرایا کوٹھیان فرح بخش
دولکشا بہ رخ ہر ایک جہان نما سلطان منزل اور استری منجن فشاطافزا تو یہ شکن انسان کو دیکھکر سکتہ
ہو جائے کام انکا وہم و قیاس مین نہ آئے سر راہ کی بارہ دری جواہر سے جڑی پری کی صورت
کی قریب نہر جاری تکلف کی تیاری پائین باغ اُسکا جس نے دیکھا باغ ارم سمجھا سوسن صفت
ہزار زبان مین مبہم ہو تحسین تعریف نہ کر سکا گونگے کا سپنا ہوا رومی دروازہ اس رفعت و شان کا
ہے گذرگاہ ایک جہان کا ہے اگر اُس پر چڑھ جائے بام فلک پست معلوم ہو فرشتون کا
مشورہ کان مین آئے سہرا و لیبن اسکی زمین سے ہے شش جہت مین دوسرا نہین ہے مسجد انتخاب
ہے امام باڑہ لاجواب ہے مقبرے عالیشان وہ نادر مکان کہ فلک بدیدۂ انجم نگران
اُنکے نظر کی جستجو مین مشعل مہ و خورشید روز و شب روشن کیے کو بکو سرگردان ہی اگر پاؤن پھیلائے
کی جگہ ان مین ہاتھ آئے سر دست مر جائے کو جی چاہے گومتی کے انداز سے نہر کی کیفیت نظر
آتی ہے طبیعت لہراتی ہے دو رویہ آبادی عمارت کہین رمنے کسی جا باغ ہی صبح و شام

وہ بہار نظر آتی ہے کہ شام اودھ اور بنارس کی سحر بھول جاتی ہے خط نفیس مجمع رئیس ہر فن کا کامل یہان حاصل ہے خوشنویس حافظ ابراہیم صاحب کا اس قطع کا قطعہ لکھا جو میر علی یا آغا جیتے ہوتے اپنے لکھے کو روتے اشک حسرت سے وصلیان دھوتے مرزائی صاحب کا یہ حال تھا کہ کوئی پرچہ اُنکا اُنکی نظر پڑجاتا نیریز بریز بریزہ کہتا یاقوت رقم ہیرا کھاتا مرثیہ خوان جناب میر علی محمد صاحب نے وہ طرز نو مرثیہ خوانی کا ایجاد کیا کہ جیرخ کہن نے مسلم الثبوت اُستاد کیا علم موسیقی مین یہ کمال بہم پہونچایا اس طرح کا دھرپت خیال پلّے کا یا اور رتبا یا کہ کبھی کسی نائک کے وہم وخیال مین نہ آیا تھا ایک رنگین احاطہ کھینچا ہے جو اسمین آیا پھولا پھلا وہ اُنکا پیرو ہوا اور جسے ڈھنگ اُجدا کیا وہ ٹکسال باہر بدرنگ ہوا اگر تان سین جیتا ہوتا اُنکے نام پر کان پکڑتا بھیک مانگ کھاتا مگر نہ گاتا ہزارون شاگرد جگت اُستاد ہوا مولوی سب مین یہ نرادھوا میر وزیمن حسین علی خان بلبل ہزار داستان خوش الحان مرثیہ گو نیبطر میان دلگیر صاف باطن نیک ضمیر خلیق فصیح مرد مسکین مکروہات زمانہ سے کبھی فسردہ نہ دیکھا اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیر مرغوب سکندر رطارلع بھبوت گدا بار جہان اہل دول کا نہ اُٹھایا عرصہ قلیل مین مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا طبیب ہر ایک مسیحائی کرتا ہے قم باذنی کا دم بھرتا ہی جسے دیکھا بقراط سقراط جالینوس زمان ہے اس معنی مین یہ خطہ رشک زمین یونان ہی میر کاظم صاحب پیرنے کے فن سے ایسے آشنا ہوئے کہ روم بحر و بر سرگرم شنا ہوئے شاعر زبان دان ایسے کہ عرفی اور خاقانی کی غلطی ثنائی فردوسی وانوری کی یاد بھلا گئی شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہندی کی چندی کی اور روزمرے کو فصیح و بلیغ کیا کہ کلام سابقین منسوخ ہوا فصحائے شیراز و صفہان اُس سیف زبان کا لوہا مان گئے اپنے قبیح پر منفعل ہوئے اس زبان کا حُسن جان گئے زمین شعر کو آسمان پر پہونچایا سیکڑون کو اُستاد بنایا خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر فشانی سے دل جلون کے سینے مین سوز وگداز ہی مرد قانع شاعر ممتاز ہی فرنگی محل کا حال کیا لکھون کہان زبان و دست کا یارا جو شمہ لکھا مولوی فاضل عدیم المثال ہر شخص جمیع علوم کا اُستاد کتب درسی ابتدا سے نہتا تک یاد منقول و معقول مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہا ریاضی کے ریاض سے آسمان کو زمین کر دیا مولوی انوار کا پر توفیض جہان مین روشن مولوی مبین ود بین سراج انجمن مولوی ظہور اللہ سبحان اللہ ایسے فقیہ محقق کہان ہوتے ہین یہی لوگ نادر الزمان ہوتے ہین ادھر کن وین بلاکر میر سید محمد مجتہد

مستند مرزا کاظم علی متقی اخوند محمد رضا رضائے خدا کا جویا حافظ قرآن ہمہ دان کسی علم مین عاری نہین
روے زمین پر آقا محمد تبریزی ساقاری نہین مگر وہ جو مثل ہے نیک اندر بدیہ اصل ہے لب معشوق
مولویون سے وہ رنڈیان پری شمائل زہرہ پیکر مشتری خصائل اس ناز و انداز سحر کرامات غمزہ عشوہ
اداگات بانکی کہ ہاروت و ماروت تو کیا معاذاللہ اگر سب فرشتے عرش سے فرش خاک پر آئین
انکی چاہ مین لکھنؤ کے کنوئین بھر جائین گھڑی بھر آنسے زانو بزانو بیٹھے تو یہ تصوحا کوٹے اٹکا در وازہ
نہ چھوٹے بولی چرخ اُن پر نثار ہے ہر ایک حور کردار ہے خوش مزاج مردم شناس روزمرہ شستہ دم
تقریر رمز و کنایہ اس کوچہ کے فیض سے انسان آدمیت بہم پہونچاتا ہی تراش خراش اثر صحبت سے
کچھ کا کچھ ہوجاتا ہی کلاونت قوال ہمیثال چھجو خان غلام رسول سب کو موسیقی مین کمال حصول شوری
کی منہ زوری کی دھوم ہے ٹپے کا موجد ہوا سب کو معلوم ہی بخشو اور سلاری نے طبلہ ایسا بجایا کہ
پکھاوج کو شرمایا پتنگ ایسا بنایا ایسا لڑا کہ نزدیک و دور مشہور ہی ستر کھپتر تار ڈور کا پتنگ خیراتی
یا چھنگا کے ہاتھ کا لڑائی کی گھات کا ستم کی عافیت تنگ کرنیوالا انکی ہاتھ پاؤن پر مولوی عمو نے
ایسا لڑایا عمداً اتنا بڑھایا کہ روبیون سے عبادت چھوٹی دوڑ دوڑ کر ڈور لوٹی آنکھ بچا کر بیٹا توڑا
فرشتے خان کا پتنگ نہ چھوڑا مردان بیگ مانجھا ٹینے والا دیکھا نہ سُنا غرضکہ جو چیزین یہان نئی نہین
اور ایجاد طبیعت سے کاریگرون نے نکالین سلف سے آجتک نہ ہوئی تھین ادگی زردوزی ایسی بنی
ایسی باریکی چھنی کہ باہر بندوا سکے پنے جو پائین بجائے جیغہ و سرپیچ سر پہ لگائین جوتا خرد نوک
کا بیر علی نے اس نوک جھونک کا بنایا کہ جہان کو پسند آیا آرام پائی جسکے ہاتھ آئی دل نے چین پایا
چالیس سال دیکھ بھال کی ایسا شہر یہ لوگ نظر سے نہ گذرے اور تو اور شہدا پیر بخارا کا ٹماسا سید الشہدا
کا شیدا اس روز مین جو پیدا کیا عشرۂ محرم مین محتاجون کو نذر حسین کھلا دیا یہ یکرنگی مزاج مین سمائی
تمام سن جوا کھیلا دوسے کے دانؤن پر ادھی نہ لگائی ایکروپیہ ہوا خواہ سو کہدیا یوسیکڑون دانون
منجے گئے مُنہ سے نہ پہنچے گئے وہان بھی ایک چوک لگا رہتا ہی آدمی کے چھکے چھُٹ جاتے ہین جب وہ
لوگ نظر آتے ہین مشائخ فقیرون کے مزار خوب خواب راحت مین آسودہ سالک مجذوب شاہ مینا شاہ پیر محمد
شاہ خیر اللہ ایک سے ایک سُبحان اللہ ظاہر مُردہ حقیقت مین جیتے ہین شیلے لطیف کھاتے پیتے ہین
مولوی عبدالرحمن برگزیدۂ یزدان عالم باعمل درویش کامل خواجہ باسط اور میر نظیر الدین کا عدیل نہ نظیر خواجہ حسین حسن سر گردہ

انجمن طبیعت بسکہ مصروف باختصار ہی ایک ایک فقرہ لکھا دگرنہ ان بزرگوارون کی صفت مین
کتابین تحریر کرے تو بجا ہے شعر کار دنیا کسے تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر گیرید + اسپر عمل کیا منصف
انصاف طلب ہین ہٹ دھرم سے کیا کہین جھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہی بالفرض معترض
کہے یہ لوگ کہان سے تھے تو یہ جواب شافی کافی ہی کہ یہ شہر ایسا تھا جیتے جی یہان سے نہ نکلے مر گئے
پر نہین رہے اور یون تو مصرع کس نگوید کہ دوغ من ترش است + جو گفتگو لکھنؤ مین کو بکو کسی نے
کبھی سنی ہو سنائے لکھی دیکھی ہو دکھائے عہد دولت بابر شاہ سے تا سلطنت اکبر ثانی کہ مثل مشہور
ہی نہ چولھے مین آگ نہ گھڑے مین پانی دہلی کی آبادی ویران تھی سب بادشاہون کے عصر کے
روزمرے لہجے اردوے معلی کی فصاحت تصنیف شعرا سے معلوم ہوئی یہ لطافت اور فصاحت
وبلاغت کبھی نہ تھی نہ اہنگ وہان ہی قطع نظر اس سے لوگ اس خلقت کے گرہ سے کھوئین اور
جلسہ کرین چنانچہ ایک بندے کے شفیق جگت آشنا مرزا محمد رضا مجمع خوبی از پا تا فرق تخلص برق
فی الحقیقت کلام بلاغت نظام انکا صاعقۂ خرمن ہستی حاسد ہے بھائی بند شاعرون کا بازار
ان کے روبرو کاسد ہے جوان خوش رو بہادر آشنائے با مزہ نیکخو شب ماہ صحبت مشاعرہ
بدولت خانہ مرزا معین ہی رئیس امیر صغیر و کبیر تشریف لاتے ہین اس مکان وسیع مین آدمیونکی
کثرت سے جگہ کی قلت ہوتی ہے ہوا کشمکش سے بار پاتی ہے جب پنکھے کی سعی اٹھاتی ہے
سخن سنج بیرنج خوش گو نازک فہم باریک بین نیکخو جمع ہوتے ہین لوگ انسے وہ لوگون سے حظ
اٹھاتے ہین تلامذہ مرزاے ممدوح خدمت کو حاضر کوئے کوئے مدار یے دمبدم گلوریان ورق
لگی کتھا ایسا چونا سنگ مرمر کا متواتر قبل از غزل خوانی افیون کا چرچا ہوجاتا ہی کوئی پیتا ہی کوئی
کھاتا ہے اگر چاہ کسیکو چاے کی ہوئی دودھ پیتے بچے تک کو شیر چاے موجود کر دی ہمیشہ صبح
اس شام کے جلسے کی ہوجاتی ہی طبیعت نہین گھبراتی ہے گھر جانیوالون کو صدائے مرغ سحر ندائے
اللہ اکبر آتی ہی ہرچند سب لوگ یہان کے قہر ہین مگر یہ بزرگوار زینت شہر ہین اور لکھنؤ کے جیسے
بازاری ہین کسی شہر کے ایسے ہفت ہزاری ہین دلال مرفہ حال خوش پوشاک چگے چمکائے اور
ملکون کے سیٹھ کر دیتی گا تہ مین لنگوٹی ادھوتی جب بڑا تکلف کیا گاڑھے کا مرزائی پہن لیا کلمۂ حق
کہنے والے کا مدار ادا پر ہوتا ہی منصور نگر اسکا محلہ ہے یہ نکتہ گوش دل جان سن الحق تم حاسدون کے

خوف سے یہ مذکور مختصر کیا اگر زیادہ لکھتا قصہ ہوتا کوتاہ بین لکھنؤ کے نام سے چڑھاتے ہین شک
کھاتے ہین افترا پردازی کرتے ہین جل مرتے ہین اچھے آغاز کا انجام بخیر ہوتا ہے اللہ تعالے
شفقت کسی کی بیکار نہین کھوتا ہی یہ فسانہ بعہد دولت شاہ غازی الدین حیدر شروع ہوا تھا اور
تمام بعصر سلطان بن سلطان ابو النصر نصیر الدین حیدر دام ملکہ ہوا اللہ اللہ یہ عجب شاہ جمجاہ اریکہ نشین ہوا
کہ حاتم کا نام صفحۂ سخا سے مثل حرف غلط مٹا دیا فقیرون کو امیر بنا دیا عیش و نشاط کی طرف طبیعت جو
آئی ایک ایک کوٹھی کنچن کی ہفت ہزاریون سے اعلی بنائی محمد شاہ کی گور تھرائی شہزادیون کو کھاریون
پر رشک آیا خواصون کو صاحب نوبت کیا چنڈول سکھپال مین چڑھایا ہزار بارہ سو جلسے والی حور وش
برق کردار کبک رفتار نغز گفتار از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق دست بستہ روبرو کھڑی رہی جہانکی
نعمت انکے سامنے پڑی رہی ایلیون کو کرورون روپے دیے پیش خدمتون نے بادشاہت کے چین
کیے قدسیہ محل پر طبیعت جو آئی معاً نعمت و شان فلک ہفتم پر پہونچائی کئی کرور روپے اس منظور نظر
نے صرف کیے خزانے خالی کر محتاجون کے گھر بھر دیے ہر وقت راجہ اندر کا جلسہ رہا نہرون مین عطر
بہا مکان اسطرح کے بنوائے کہ فلک گردان نے صدقے ہو کر چکر کھائے اندر اسن گلشن ارم کہ
ایسا باغ اور اس طرح کی کوٹھی چشم گوش عالم نے دیکھی نہ سُنی دوازدہ امام کی درگاہ ایسی بنائی کہ
چرخ گردان کو خواب مین نظر نہ آئی اندر اسن مین عطر کا حوض جھلکتا رہا تمام شہر مہکتا رہا مغلانیون
نے گوٹے کناری کی کترنون سے چاندی سونے کے محل اُٹھائے خاصے والیون نے لونگ لاچی
زعفران کے اپنے گھرونمین خاصے ڈھیر لگائے تھا خیال مال دنیا سے مالامال ہی استغنا کا دم بھرتا ہی
سینا تو کیا ٹاٹکا کم بھرتا ہے بجز غم حسینؑ شہریار کو اندوہ و غم نہین کون ہی جو اس زمانے مین شاد و خرم
نہین اربعین تک عزاداری ہوتی ہے خلق خدا ماتم حسینؑ مین روتی ہے لاکھون روپیہ اس راہ
مین صرف ہوتا ہے چالیس شب نہین سوتا ہے تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہی روز تولد امام
و شب وفات جگر بندان خیر الانام لاکھ لاکھ روپے کا صرف ہے اسکی ہمت کے آگے فیاضان
گذشتہ پر حرف ہے حسن صورت و شوکت و حشمت جاہ و ثروت جتنی دنیا کی خوبیان ہین اللہ نے
سب دی ہین ہر شب شب برات روز عیدین کی ہین سیر دریا کی دفعۃً جو لہر آئی گنگا سے نہر منگائی
اسمین بھی غربا نہال کاندے مالامال ہو گئے بسکہ خامۂ مولف اختصار رقم ہے جتنا اُس کے

صفت مین لکھیے بہت کم ہے لہذا اس غزل پہ اختتام کیا یہ جملہ تمام کیا

تصویر نصیر الدین حیدر بادشاہ

غزل

تا ابد قائم رہے فرمان روائے لکھنؤ
گو ملے جنت بھی رہنے کو بجائے لکھنؤ
رشک کھا کھا گو فلک مجھ سے چھڑائے لکھنؤ
یا تو ہم پھرتے تھے اُنمین یا ہوا یہ انقلاب
اُنکی استغنا سے کیا کیا آرزو کرتی ہی رشک
کیون گمانِ زاغ بلبُل کے ترانے پر نہو
ہر محلے سے بجا ناجی ہے عیسیٰ کو محال
جن و انس و وحش و طائر کیون نہ سب محکوم ہون
دشت غربت مین کیا برباد وحشت نے تو کیا
یہ ہے آباد یا رب تا ابد ورِ شتری
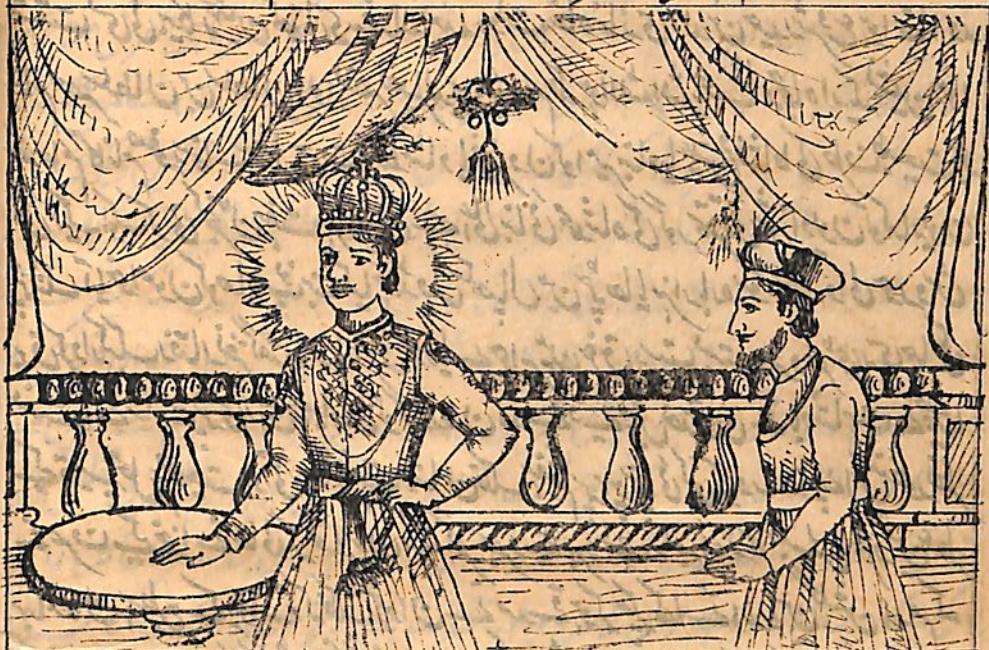
یہ نصیر الدین حیدر بادشاے لکھنؤ
جو نمک اُٹھتا ہون مین ہر دم کھلے ہاے لکھنؤ
تب مین جانون دل سے جب میرے بھلاے لکھنؤ
پھرتے ہین آنکھون مین ہر دم کوچہ ہاے لکھنؤ
جام جم پر تف نہین کرتے گداے لکھنؤ
یاد آجائین جو وہ نغمہ سراے لکھنؤ
چھوڑتے جیتا نہین معجز نماے لکھنؤ
ہے سلیمان ان دنون فرمان رواے لکھنؤ
دل سے اُڑتی ہی کوئی اپنے ہواے لکھنؤ
مین کہین ہون مانگتا ہون یہ دعاے لکھنؤ

بلبلِ شیراز کو ہے رشک ناسخ کا سرور ۔ اصفہان اُسنے کیے ہین کوچہ ہاے لکھنؤ

الٰہی بحرمت سید ابرار احمد مختار و بتصدق ائمۂ اطہار لکھنؤ کو آباد رکھ والی ملک کو یہان کے
کار فرما رعیت پرور مسند حکومت پر دل شاد رکھ جب تک گنگا جمنا مین پانی رہے یہ خطۂ دلچسپ
فرح افزا آباد رہے فرد الٰہی لکھنؤ بستا رہے دورِ قیامت تک + سرور دشت پیما کا کبھی وہ شہر
مسکن تھا اور مقلدی مین یہان کے لوگ صاحب کمال ہین باریک بین دقیقہ رس زود فہم نازک خیال
ہین یہ عجب ان صاحبون کا لیکھا ہے مقلدی مین موجد سے بہتر ہو جاتے انھین کو دیکھا ہی اس شہر
مین کئی مطبع سنگی ہین نمونۂ نیرنگی ہین لیکن ایک ہمارے عنایت فرما ہین جناب میر حسن صاحب
صاحب حسن و جمال جوان خوش خو و صاحب باطن حمیدہ خصال حسن خلق اُنکا خلق مین مشہور ہے
عجب و نخوت اُنکے نزدیک سے دور ہے موسم شباب ہے چہرے پر جوانی کی آب و تاب ہے
بیت ابرو کا کل مشکبو صفحۂ رخسار گل بیخار از سر تا پا ہر شے دیوان وجاہت مین انتخاب ہی محمود نگر مین
اُنکا چھاپہ خانہ جدید ہے عیاذاً باللہ بھولا گلشن بیخزان ہی کہ دیدہ نہ شنیدہ ہی عقل دنگ ہی کارخانہ کیا ہے
تختۂ ارژنگ ہے ایک سمت خوشنویس ثانی آغا و میر ہفت قلم ایکطرف فاضل صاحب درس و تدریس ہر ایک
بینظیر شیر و شکر کی طرح باہم ایک جا ولایتی کل جیسے دیکھکر جی بیکل ہو گیا ہی کیسا ہی جوان قوی ہیکل ہو
اگر چاہے پہاڑ اُٹھائے مگر ایک کاپی مین ہاتھ کانپے کیا دخل ہی جو بے دریافت دس فرمے نکالے اُسکی
ہر کمانی کو اگر کار ہامی گنون بد گمانی ہے بہزاد کی عقل کو حیرانی ہے پرزے پرزے پر جلا ہی جو صفحہ ہی
ید سحر کا ڈھلا ہے کہین پتھر صاف صاف شفاف جنکے سنگ کا فرسنگون نظر نہ آئے مردم دیدہ
اگر اُنکی صفا کو نظر بند کرین آنکھ پھسل جائے ہر پتھر ہمسنگ کوہ طور ہے کسی پر جلی لکھا کوئی قلم ہو
سے مسطور ہے کاریگر ہر ایک سرگرم فرمانروائی ہے کتب کہن از سر نو زندہ ہوتی ہین ثبوت اعجاز مسیحائی
ہے سبک دست چست و چالاک اُستاد ہین طبع بلند اُنکا مطبوع و دلپسند اپنے کام مین ذی استعداد
ہین بے لن ترانی کہتا ہون نئی تشبیہ ہاتھ آئی ہے ہلین کی سیاہی مین صاف کیفیت روشنائی
ہے فریم ہر ایک مرقع کی تصویر ہے کلھا ٹتا نہین گویا خط تقدیر ہے الٰہی جبتک فلک
کی کل چلتی رہے اور خانہ چرخ زنگاری لٹے ہے یہ کارفرما سلامت رہے یہ کارخانہ جاری رہے
بندہ کمترین تلامذہ اور خوشہ چین خرمن سخن جناب قبلہ اُستاد شاگرد نواز مخزن ممتاز مجمع فضل و کمال

نیک سیرت فرخندہ خصال خرد آگاہ دانش آموز و یادگار جناب میر سوز عرفی عصر سعدی زمان ننگ
انوری و خاقانی نوازش حسین خان صاحب عرف مرزا خاقانی تخلص نوازش کا ہی حقیقت حال
یہ مقام ہے کہ طرز ریختہ اور روزمرہ اُردو کا اُنپر اختتام ہے شعر اُن کے واسطے وہ شعر کی خاطر موضوع
ہین کہنے کے علاوہ پڑھنے کا یہ رنگ ڈھنگ ہی اگر طفل مکتب کا شعر زبان معجز بیان سے ارشاد
کرین فیض وہان تاثیر بیان سے پسند طبع سحبان وائل ہو فی زمانتا تو کیا سابقین جو موجد کلام
کوس لمن الملکی بجاتے تھے اُنکے دیوانونمین دس پانچ شعر تناسب لفظی یا صنائع بدائع کے ہونگے وہ انپر
نازان تھے اور متاخرین فخر یہ سند گرداتنے ہین لہذا جس شخص کو فہم کامل یا اس فن مین مرتبہ کمال حاصل
ہو اور طبع بھی عالی ہو آپکا دیوان بچشم انصاف و نظر غور سے دیکھے کوئی غزل نہوگی جو اُن کیفیتون سے خالی ہو
ہر مصرع گواہ ہزار صنعت ہر شعر شاہد لاکھ صفت مطلع سے مقطع تک ہر غزل پری کی صورت اکثر اشعار آپکے تبرکاً
و تیمناً بطریق یادگار بندے نے لکھے ہین جہان لفظ اُستاد ہے وہ آپ کا شعر ہے یاد رہے۔

باعث تحریر اجزاے پریشان و سرگزشت جمع دوستان مکلف یعنی تا محجوب کان بنیاد داستان مرغوب کا

جب اتفاق ایک روز مع چند دوست صادق و محبان صفاکیش و موافق باہم بیٹھا تھا کہ نیرنگی زمانہ ناہنجار
و کجروی فلک سفلہ پرور دون نواز جفا شعار سے سب کا دل حزین و زار اور ہجوم اندوہ و یاس سے اور
حرمان و افکار سے کہ ہر دم یہ پاس تھے دل گرفتہ سینہ ریش اور راو داس تھے اُنھون نے کہا شعبدہ بازی
چرخ مکار از آدم تا اینندم یون ہی چلی آئی ہے اور تفرقہ پردازی اُسکی سوائے رنج و محن زیادہ مشہور ہی
یہ اور بُرائی ہی اب یہی غنیمت جانیے اور لازم ہی کہ اُسکا بھی احسان مانیے کہ تم ہم اس دم باہم تو بیٹھے
ہین اُستاد جو ہم تم پاس بیٹھے ہین سُنو یہ دم غنیمت ہی + یہ ہنسنا بولنا رہجائے تو کیا کم غنیمت ہے
اور واقعی ہی اگر شدت رنج و الم مین دوست صادق یار موافق ہمنشین ہو تو الم خیال مین نہین آتا ہی
دور صحبت غیر جنس مین اگر تخت سلطنت میسر آئے تو تختہ تابوت کی طرح کاٹے کہاتا ہے سعدی
پاے در زنجیر پیش دوستان + بہ کہ با بیگانگان در بوستان + لیکن زمانے کی عادت یہی ہے کہ باوجود
کثرت غم و شدت اندوہ و الم دو شخص کو باہم نہین دیکھ سکتا مرزا پھینکے ہے بتحقیق چرخ تا ک کے
سنگ تفرقہ + بیٹھکر ایک دم کہین ہووین جو ہم کلام دو + جب سلسلۂ کلام یہان تک پہونچا اُس

زمرے مین ایک آشنائے باصفا پُرمزہ بندے کے تھے اُنھون نے فرمایا اسوقت کوئی قصہ یا کہانی
بشیرین زبانی ایسا بیان کرکہ رفع کدورت وجمعیت پریشانی طبیعت ہو اور غنچۂ سربستہ دل باہتزاز
نسخۂ تکلم کھل جائے فرمانبردار نے بجز اقرار انکار مناسب وقت نہ جانا چند کلمے گوش گذار کیے اگرچہ
گریہ کردن راہم دل خوش میباید مگر اس نظر سے مصرع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + یہ فسانہ
انھین بہت پسند آیا کہا اگر بدلجمعی تمام تو اس قصہ پراگندہ کو از آغاز تا انجام زبان اردو مین فراہم اور
تحریر کرے تو نہایت منظور نظر اہل بصر ہو لیکن تقصیر معاف ہو لغت سے صاف ہو بندے نے
کہا طبیعت ابنائے روزگار بیشتر متوجہ عیب جوئی و ہنر پوشی ہے بقول دلگیر شعر قبح کے دیکھنے والے
تو بہت ہین دلگیر۔ اور یہان حسن شناسان سخن تھوڑے ہین + وہ بولے چشمداشت صلہ وطلب
اُجرت کسی سے متصور نہین فقط ہماری خوشی مدنظر رکھ جیسا رطب یابس کہیگا ہمین پسند ہے بشرطیکہ جو روزمرہ
اور گفتگو ہماری تمہاری ہے یہی ہو ایسا نہو کہ آپ رنگینی عبارت کیواسطے دقت طلبی اور نکتہ چینی کرین ہم ہر
فقرے کے معنی فرنگی محل کی گلیون مین پوچھتے پھرین بندے نے کہا یہ تو مقدمہ تحریر ہے اگر سرکار کے کام آئے
جائے تقریر نہین مگر جلدی نہ کرنا بوقت فرصت لکھونگا وہ تو یار شاطر نہ بار خاطر تھے کہا اچھا فقیر کو اسی دن سے
ہمیشہ اسکا خیال رہتا تھا عدم فرصت سے نہ کہتا تھا آخرالامر بمقتضائے عادت تلاش معاش کے حیلے
مین فلک تفرقہ پرداز گردون عربدہ ساز نے صورت مفارقت کی دکھائی مہاجرت استقبال کو
آئی مسرت بوقت لقمہ خوردن لے مسرت گفت لبہایم + کہ روزی می کند از ہم جدا یاران ہمدم را
ربیع الثانی کے مہینے مین کہ سن ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بارہ سو چالیس تھے آنیکا
اتفاق مجبور کرکہ روہ کانپور مین ہوا بسکہ یہ بستی پوچ ولچر ہے اشراف یہان عنقا صفت ناپید ہین
احیاناً جو ہونگے تو گوشہ نشین عزلت گزین مگر چھوٹی امت کی بڑی کثرت دیکھی یہ طور دیکھکر
دل وحشت منزل سخت گھبرایا کلیجہ منہ کو آیا قریب تھا جنون ہو جائے تیرہ بختی سے روز سیاہ
پیش آئے لیکن بشربت عنایت ومعجون شفقت ارسطو فطرت بقراط حکمت حکیم سید اسد علی
شیر بیشۂ علم وکمال سخن فہم ظریف خوشحال طبع سودا خیز اور سر جنون انگیز کو آرام وتسکین
حاصل ہوئی وہ حال فقیر دلگیر پر الطاف وکرم فرماتے تھے تدبیرین نیک وآئین واقع
رنج ومحن بتاتے تھے ایک روز ان سے بعد اظہار حال مکلف فسانہ دوستانہ یہ بھی

کہا کہ ایک کہانی لکھا چاہتا ہون سُنکر فرمایا بیکار مباش کچھ کیا کر میر میر نہین بیر تم کاہلی اللہ رَی + نام خدا ہو جوان یہ کچھ تو کیا چاہیے + اُسوقت یہ کلمہ توسن طبع کو تازیانہ ہوا اگرچہ اس ہیچ میرز کو یارا نہین کہ دعوی اُردو زبان پر لائے یا اس فسانہ کو بنظر نثاری کسی کو سُنائے اگر شاہجہان آباد مین اہل زبان کبھی بیت السلطنت ہندوستان تھا وہان چندے بود وباش کرتا فصیحون کو تلاش کرتا تو فصاحت کا دم بھرتا جیسا میر امن صاحب نے چار درویش کے قصے مین بکھیڑا کیا ہے کہ ہم لوگون کے ذہن وحصے مین یہ زبان آئی ہے دلّی کے روڑے ہین محاورے کے ہاتھ مُنھ توڑے ہین بھر پڑین ایسی سمجھ پر یہی خیال انسان کا خام ہوتا ہے مفت مین نیک بدنام ہوتا ہے بشر کو دعوی کب سزاوار ہے کاملون کو بیہودہ گوئی سے انکار بلکہ ننگ و عار ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید دہی مثل سُننے مین آئی کہ اپنے منہ سے دھنا بائی لیکن بحر تحریر اسکی ایفائے تقریر ہے یہ قصہ دلچسپ بینظیر ہے امیدوار ناظرین پُر تمکین سے یہ ہے کہ بچشم عیب پوشی و بنظر اصلاح ملاحظہ فرماکر جہان سہو یا غلطی پائین اصلاح مزین فرمائین کیسی ہی طبیعت عالی ہو ممکن نہین جو بشر خطا سے خالی ہو اسکے مطالعہ سے خاطر عاطر شاد کرین عاصی کو دعائے خیر سے یاد کرین نیاز مند کو تحریر سے نمود نظم و نثر وجودت طبع کا خیال نہ تھا شاعری کا احتمال نہ تھا بلکہ نظر ثانی مین جو لفظ دقّت طلب غیر مستعمل عربی وفارسی کا مشکل تھا اپنے نزدیک اُسے دور کیا اور جو کلمہ سہل ممتنع محاورے کا تھا وہ رہنے دیا دوست کی خوشی سے کام رکھا فسانہ عجائب اسکا نام رکھا الحمد للہ والمنہ کہ بعنایت ایزدی تمام ہوئی کتاب

آغاز داستان نادر بیان صاحب سریر سلطانی مالک اورنگ کامرانی زینت تاج و تخت شاہنشاہ گردون بارگاہ شاہ فیروز بخت اور پیدا ہونا شاہزادہ جانعالم کا اور شادی ماہ طلعت سے استاد

مثل ہی سے نہ الفاظ تلازم سے یہ خالی ہے + ہر ایک فقرہ کہانی کا گواہ بے مثالی ہے لا اعلم یادگار زمانہ ہین ہم لوگ + سُن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ + گرہ کشایان سلسلۂ سخن و تازہ کنندگان فسانۂ کہن یعنی محرران رنگین تحریر و مورخان جادو تقریر نے اشہب جہندۂ قلم کو میدان وسیع بیان مین باکرشمہ سحر سازہ لطیفہائے حیرت پرداز گرم عنان و جولان یون کیا ہے کہ سرزمین ختن مین ایک شہر تھا مینو سواد بہشت نژاد پسند خاطر محبوبان جہان قابل بود وباش خوبان زمان شمیم صفت اُسکی

معطر کن دماغ جان مسکن التہاب قلب دافع خفقان زمین اسکی رشک چرخ برین رفعت و شان
چشمک زن بلندی فلک ہفتمین گلی کوچہ خجلت وہ گلشن آبادی گلزار بسان تختہ چمن بازار ہر ایک بے آزار
مصفا ہموار دکانین نفیس مکان نازک پائدار خلق خدا با خاطر شاد اوسے فرحت آباد کہتے تھے سب
طرح کی خلقت رغبت سے اُسمین رہتی تھی والی ملک وہان کا شاہ گردون وقار پر تمکین بافتخار سکندر سے
ہزار خادم دارا سے لاکھ فرمانبردار قباد شوکت کاؤس حشم مالک تاج و تخت والا مرتبت عالی مقام شہنشاہ
فیروز بخت نام موج بخشش سے اُس بحر جود و عطا کے سائلان لب تشنہ سیراب اور نائرہ غضب کے شعلہ سے
دشمن بد باطن جگر سوختہ بتیاب دیدۂ داد دہی و غلغلۂ عدالت سے دشمن دوست جانی چور مسافر
کے مال کا نگہبان ڈکیتون کو عہدۂ پاسبانی ملک وافر سپاہ افزون از قیاس خزانۂ لا انتہا وزیر و امیر
جانفشان تاج بخش و باج ستان محتاج اور فقیر کا شہر مین نام نہین داد فریاد آہ و نالہ سے کسی کو کام
نہین رعیت راضی سپاہ جان نثار دوست شادان دشمن خائف شمع کا چور سے محفل لرزان اس نام سے
یہ ننگ تھا کہ امیرن کا چور محل نہونے پاتا تھا اور حنا کا رنگ نہ جمتا تھا سر دست ہاتھ باندھا جاتا تھا
آنکھ چرانے سے ہمچشم چشمک کرتے تھے کار خیر سے اگر کوئی جی چراتا تو نامردی کی تہمت اُسپر دھرتے
تھے لیکن باین حکومت و ثروت کاشانۂ امید کا چراغ گل اولاد بالکل نہ تھی خواہش فرزند ورد دل
نہ ہونے کی کاہش متصل حسرت پسر مین رَبِّ لَا تَذَرْنِی فَرْداً وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن ہر ساعت بر زبان
رَبِّ ہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیّاً وظیفہ وہان لڑکے کی تمنا مین بادشاہ مثل گدا دست دراز ایسا
لاپروا بے نیاز کی قدرت سے بانیاز آخرش جناب باری مین تضرع و زاری اُسکی منظور ہوئی
لاولدی کی بدنامی دور ہوئی ساٹھ برس کے سن مین گوہر آبدار در شاہوار صدف بطن بانوے
خجستہ اطوار سے پیدا ہوا چھوٹا بڑا اُسکی صورت کا شیدا ہوا اُس روح افزا کا فیروز بخت نے جان عالم
نام رکھا شب و روز پرورش سے کام رکھا حسن اللہ نے یہ عطا کیا کہ نیر اعظم چرخ چارم پر عجب
جمال سے تھرایا اور ماہ باوجود داغ غلامی تاب مشاہدہ نہ لایا اُس نقش قدرت پر تصور مانی و بہزاد
حیران اور صناعی آذر کی ایسے بت حقیقت کے روبرو پشیمان کاسۂ سر سراسر شور جوانی زور شباب
سے معمور آنکھین جھپکانیوالی دیدۂ غزال ختن کی شراب عشق کے نشہ سے چکنا چور چہرے پر جلال
شاہی شوکت جہان پناہی نمایان حسن درخشندہ کی تڑپ ہزار انجم دختر تابان مصحفی سے

اسے دیکھ طفلی مین کہتی تھی دایہ ✦ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہی ✦ مرزا قتیل ع پارہ خواہد شد ازین دست
گریبانی چند لکھا ہی کہ جب وہ مہر سپہر سلطنت برج حمل سے جلوہ فزا ہوا زینت بخش کنار مادر زیب
وہ آغوش دایہ ہوا خزانہ و مجلس کھلا ہزار ہا قیدی رہا ہو اپنے گھر آیا اور سیکڑون لونڈی غلام نے
فرمان آزادی پایا شہر مین محتاج ناپدید تھا مگر اشرفی روپیہ حاجیون کیواسطے مکہ معظم اور زائرون کی
خاطر کربلاے معلّی مین بھیجا ایک سال کا خراج رعیت محتاج کو معاف ہوا شہزادے کے نام کے گنج آباد
مسجدین مدرسے مہمانسرا مسافرخانے تعمیر ہوئے اہل شہر دل شاد ہوئے نجومی پنڈت جفردان حاضر ہوئے
بہت سوچ بچار کر برہمنون نے عرض کی مہاراج کا بول بالا جاہ و حشم مرتبہ دوبالا اعلی ہے ہماری
پوتھی کہتی ہے بھگوان کی دیا سے شہزادے کا چندرمان بلی ہی چھٹا سورج ہے جو گرہ ہے وہ
بھلی ہی دیگ تیگ کا مالک رہے دھرم مورت یہ بالک ہی جلد راج پر براجے پرتھوی مین دھوم
مچے ایسی شادی رچے مگر پندرھوین برس مشتری بارھوین آئیگی سینچر پاؤن پڑے گا ایک پنکھیرو
دسوئے کے برن مین ہاتھ آئیگا تریا کے گھٹ پٹ سے دکھن سنائیگا کہ راج پاٹ چھڑا
دیس بدیس لیجائیگا ڈگر مین شہزادہ بھٹکے کوئی پاس نہ پھٹکے ساتھی چھٹین اپنے ڈیل سے ڈانوان
ڈول رہے پھر ایک منکھ ٹھاکر کا سیوک کرپا کرے راہ لگائے کوئی کلنکن تو بھی ہو کشٹ دکھائے
وہان سے جب چھٹے رانی ملے مہاسندر وہ چرن پر پران وارے پتا اس کا گیانی گن کی نکھتی
دے اس سے کئی بلچھ مارے دکھ مین آڑے آئے کرٹے کاج بنائے جب اس نگر پہونچے جسکے
جتن مین گھر چھوڑے تو لاب بہت ہو ورب گھنے ہاتھ آئین دور سب کلیس ہوجائین پر ایک
ہتی من کا کپٹی استری پروجیت ہو کھٹائی کرے جھجھ پڑین نرناری لڑین اور کچھ جل مین بھی ہلچل
پڑے پرتھی لوگ جھٹ جائین نگر نگر کھوج مین پھر آئین سب بچھڑے ملجا مین ماتا پتا کے ڈھگ
آئین استری تین ہو دو کا پرمان رہے ایک کی ہین ہو پڑا راج گھرے دیا دھرم کے کاج کرے
گسّیان کی کرپا سے جان کی کھیر ہے بڑی بڑی دھرتی کی سیر ہی یہ سن کے بادشاہ گونہ ملول ہوا
پھر مستقل مزاجی سے یہ کلمہ فرمایا فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ اُن سب کو بقدر
حال فراخور کمال مالا مال کیا خلعت و انعام دیا بہ بشاشت تمام سرگرم پرورش صبح
و شام رہا کوئی برسون مین بڑھا ہے وہ نہال نو دمیدہ بستان سلطنت گھڑیون بلند بالا

ہوتا تھا چند عرصے مین بحول و قوت الٰہی وہ ہاتھ پاؤن نکالے دس برس کے سن مین اُس
غزال چشم نے ہرن کے سینگ چیر ڈالے دست و بازو مین یہ طاقت ہوئی کہ درندہ فیل مست ہوا
جوان رعنا چہرۂ زیبا رستم شوکت اسفندیار سے زبردست ہوا جو اس کا روے منور دیکھتا یہ کہتا
لا اعلم مُنھ دیکھون آئینے کا تری تاب لا سکے + خورشید پہلے آنکھ تو تجھسے ملا سکے۔ تصویر تیری
کھنچے مصور تو کیا مجال + دست قضا تو پھر کوئی تجھ سا بنا سکے + تحصیل علم و فضل مین شہرۂ آفاق
ہوا جتنے فن سپہ گری ہین اُنکا مشاق جمیع علومؔ ہر فن مین طاق ہوا جل جلالہ باپ ویسا بیٹا
ایسا محبوب محبت مین بسان یوسفؑ و یعقوبؑ جب وہ ہلال سپہر شہریاری بدر کامل ہوا اور چودھون
برس پھر گیا جوانون مین شامل ہوا بصلاح و صوابدید ارکان سلطنت و ترقی خواہان دولت شادی
کی تجویز ہوئی بتلاش بیشمار و تجسس بسیار ایک شاہزادی پری پیکر خوبصورت نیک سیرت حور نژاد
گل اندام سیمین بر رشک شمشاد ماہ طلعت نام دودمان والا سے مقرر ہوئی وہ جو آئین بادشاہی طریق
فرمانروائی ہی اسیطرح اُسکے ساتھ اس اختر تابندہ کو ہمقران کیا

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ گلشن بیان سواری شہزادہ جانعالم مین اور خریدنا توتے کا اور رنج بخشی ماہ طلعت کی توتے سے اور مذکور حسن انجمن آرا اور شہزادے کا عاشق ہونا

بلبل نوا سنج ہزار داستان طوطی خامہ زمزمہ ریز خوش بیان گلشن تقریر مین یون چہکا ہے کہ بعد رسم
شادی سیر و شکار کی اجازت سواری کا حکم شاہ ذوی الاقتدار سے حاصل ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ
جانعالم سوار ہونے لگا ایک روز گذر اُسکا گذری مین ہوا انبوہ کثیر جم غفیر نظر آیا اور غلغلہ تحسین و
آفرین از زمین تا چرخ برین بلند پایا شہزادہ اودھر متوجہ ہوا دیکھا ایک مرد پیر نحیف اسّی برس
کا سن نہایت ضعیف پنجرا ہاتھ مین لیے کھڑا ہے اُسمین ایک جانور مانند ساکنان جنان سبز پوش
طائر ہمیشہ وقت خانہ بدوش با منقار گلنار لطیفے لطیف رنگین اور نکتے قابل تعریف تمکین مثال طوطی
پس آئینہ بیان کرتا ہی لا اعلم در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + آنچہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم +
شہزادے کے دیکھتے ہی توتا اپنے مالک سے بولا اے شخص کوکب بخت تیرا افلاس برج تیرہ سے
نکلا نصیب چمکا طالع برسر یاری زمانہ آمادہ مددگاری ہوا دیکھ ایسا شہزادہ حاتم شعار ابر گہر بار متوجہ اس

تصویر شہزادہ اور پیر مرد کی مع پنجرے اور توتے کے

مشت ذرۂ بیمقدار پر ہوا ہے وہ بیکار سے کارگاہ بے ثبات مین ہون جسکا طالب نہین
کہین یکدکیہ جانور ہون اور بلی کا کھا جانا اگر یہ جو نظر عنایت کرے ابھی تیرا ہاتھ پر زر ہو
دامن گہر سے بھرے جانعالم نے جو یہ سخن ہوشربا کلمۂ حیرت افزا سنے توتے عقل کے اوڑے پنجرا
اُس طائر ہمہ دان جانور سحر بیان کا ہاتھ مین لیکے مالک سے قیمت پوچھی توتے نے کہا مولف کب
لگاتا ہی کوئی اس دلِ بیحال کا مول + سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول + مگر جو حضور کی
مرضی جانعالم نے لاکھ روپے خلعت کے سوا عنایت کیے اور پنجرا ہاتھ مین لیے دولتسرا کو روانہ ہوا گھر مین جا
ماہ طلعت کو توتا دکھایا یہ مصرع انشا کا پڑھا انشا بازار سے ہم گئے تھے اک چوٹ مول لائے + توتے نے
شہزادے کو سخنان دلچسپ نقص عجیب حکایات غریب شعر خوب خمسہاے مرغوب سُنا اپنے
دام محبت مین اسیر کیا یہ نوبت پہونچی کہ سوتے جاگتے دربار کے سوا جدا نہوتا جب دربار جاتا
پنجرا بتاکید حفاظت ماہ طلعت کو سونپ جاتا اور دربار سے دیوانہ وار بشوق گفتار بیقرار جلد
پھر آتا ایک دن شاہزادہ دربار گیا توتا محل مین رہا اُس روز ماہ طلعت نے غسل کیا اور
لباس مکلف سے جسم آراستہ زیور پر تکلف سے پیراستہ ہو جواہر نگار کرسی پر بیٹھی ہوا جو لگی آئینہ
مین صورت دیکھ خود محو تماشا ہوئی پھر عجب و نخوت مین آشنا ہوئی خواصون سے جلیسون سے
جو جو دمساز محرم راز تھین اپنے حسن کی مداحی ہر ایک نے موافق عقل و شعور تعریف کی کسی نے کہا ہلال عید ہو

کوئی بولی خدا جانتا ہی دیدہ ہو نہ شنیدہ ہو اللہ تعالی نے باین کثرت مخلوقات تمہارا ہمسر از قسم جن و بشر بنایا نہین پری نے یہ قد بالا حور نے یہ حسن کا جھمکڑا پایا نہین جب وہ کہہ چکین ماہ طلعت نے کہا توتا بہت عقلمند ذی شعور سیاح نزدیک و دور ہی اس سے بھی پوچھنا ضرور ہی مخاطب ہوئی کہ اے مرغ خوشنحو و طائر زمرد لباس سرخرو بذلہ سنج بیرنج سچ کہنا اس سج دھج کی صورت کبھی تیرے طائر وہم و خیال کی نظر سے گذری ہی نیرنگی چرخ کج رفتار فتنہ پردازی گردون دوار زون عیان ہی

تصویر ماہ طلعت و جانعالم مع توتے اور خواصون کے
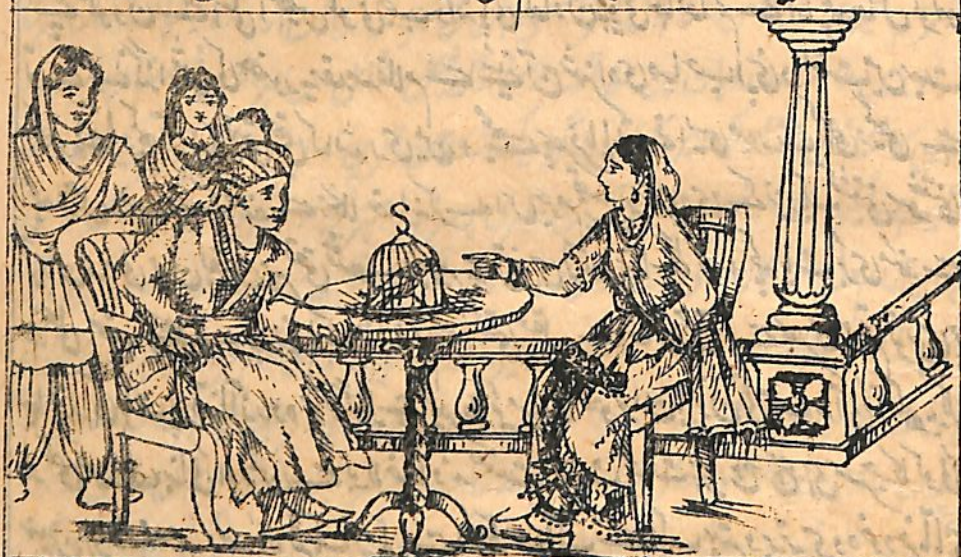
آگاہ سب جہان ہی اسوقت توتا رنجیدہ دل کبیدہ خاطر منفعل بیٹھا تھا چپ ہو رہا شہزادی نے پھر پوچھا توتے نے بے اعتنائی سے کہا ایسا ہی ہو یہ رنڈی معشوق مزاج طرہ یہ کہ شہزادے کی جورو شوہر مالک تخت و تاج برہم ہو کے بولی میان مٹھو چنے سے خفا ہو جو ہمارے رو برو چبا چبا کر گفتگو کرتے ہو توتے نے کہا سوال و جواب اور دھمکانا اور حکومت سے ڈرانا غصے کی آنکھ دکھانا اور ہی کیون الجھتی ہو شاید تمھین سچی ہو پھر تو شعلہ غضب کانون سینۂ شہزادی مین مشتعل ہوا کہا کیون جانور بے تمیز ناچیز تیری موت آئی ہی کیا بیہودہ ٹین ٹین مچائی ہی واہی بک رہا ہی ہمارا مرتبہ نہین سمجھتا ہی توتے کے منہ سے نکلا کیون اتنی خفا ہوتی ہو اپنا منہ ملاحظہ کرو صاحب تم بڑی خوبصورت ہو یہان تو یہ حیص بیص تھی کہ جان عالم تشریف فرما ہوا عجب صحبت

دیکھی کہ شہزادی بچشم پرآب و با دل کباب غیظ مین آتھر تھرا توتے سے بحث رہی ہی شہزادے نے فرمایا خیر باشد توتا بولا آج نرا شر ہے خیر بخیر گرچند ے حیات مستعار اس وحشی کی اور آب ودانہ قفس پینا کھانا باقی تھا اگر آپ اور گھڑی بھر دیر لگاتے تشریف نہ لاتے تو میرا طائر روح گربہ غضب شہزادی سے مجروح ہوکر پرواز کرجاتا ہرگز جیتا نہ پاتے گر پنجرا خالی دیکھ مزاج عالی پریشان ہوتا بحسرت وافسوس یہ فرماتے اَلْنشا تو تا ہمارا مرگیا کیا بولتا ہوا + ماہ طلعت ان باتون سے زیادہ کمکنی ہوئی شہزادے سے کہا کہ اگر میری بات کا توتا صاف جواب نہ دیگا تو اس نگوڑے کی گردن مروڑ اپنے تلوون سے اُسکی آنکھین ملونگی جب دانہ پانی کھاؤن ہونگی جانعالم نے کہا کچھ حال تو کہو توتے نے گذارش کی حضور یہ مقدمہ غلام سے سُنیئے آج شہزادی صاحب اپنی دانست مین بہت نکھر بیٹھا دیکھ آئینہ کو کہتی تھی کہ اللہ ری مین + مجھسے پھر فرمایا تونے ایسی صورت کبھی دیکھی ہے مجھ اجل رسیدہ کے مُنہ سے نکلا خدا نہ کرے اس جرم قبیح پر شہزادی کے نزدیک کشتنی سوختنی گردن زدنی ہون بقول میر تقی شعر بے جرم ہے تیغ ہی رکھا تھا گلے کو + کچھ بات بُری مُنہ سے نکلی تھی بھلے کو + جانعالم نے کہا تم بھی کتنی عقل سے خالی حمق سے بھری ہو تم تو پری ہو جانور کی بات پر اتنا آزردہ ہو گویا ہے پھر طائر میان مٹھو کو ان باتون کی تاب نہ آئی آنکھ بدلکر روکھی صورت بنائی اور ٹین سے بولا خداوند نعمت جھوٹ جھوٹ ہے سچ سچ ہی ہسر جسکا کوئی نہین ہی وہ ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہے اُسکے سوا ایک سے ایک بہتر و برتر ہی وہ خود فرماتا ہی فَضَّلْنَا بَعْضَہُمْ عَلٰی الْبَعْضِ مین نے تو جھوٹ اور سچ دونون سے بچکر ایک کلمہ کہا تھا اگر راستی پر ہو تا گردن کج کیے سیدھا گور مین سوتا یہ سُن کے وہ اور بگجور ہوئی مثل مشہور ہی راج ہٹ تریا ہٹ بالک ہٹ جانعالم نے مجبور ہو کے کہا جو ہو سو ہو مٹھو پیارے سچ کہدو توتے نے بمنت عرض کی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مجھ سے سچ نہ بلوایئے میرا مُنہ نہ کھلوایئے نہین انجام راستی حضور کے دشمنون کو دشت نوردی بادیہ پیمائی غریب الوطنی کوچہ گردی نصیب ہو گی شہزادے نے کہا یہ جملہ تمنے اور نیا سُنایا اب جو کچھ کہنا ہی کہا چاہیئے باتین بہت نہ بنایئے اُسنے کہا مین نے ہر چند چاہا آپ رنج سفر مصائب شہر بشہر ایذائے غربت سے باز رہین کہ سفر اور سقر کی صورت ایک ہی اس سے بچنا نیک ہی مگر معلوم ہوا کہ حضور کے مقدر مین

یہ امر لکھا ہی میرا تصور اس مین کیا ہی رفیع سودا چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن
تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + سُنئے قبلۂ عالم یہان سے برس دن کی راہ شمال مین ایک ملک ہی
عجائب زرنگار ایسا خطہ ہی کہ مرقع خیال مانی و بہزاد مین نہ کھینچا ہوگا اور پیر دہقان فلک نے مزرعۂ
عالم مین تخم نہ دیکھا ہوگا شہر خوب آبادی مرغوب رنڈی مرد حسین طرحدار مکان بلور کے بلکہ نور کے
جواہر نگار عقل باریک بینان مشاہدے سے دنگ ہو خلقت اس کثرت سے بسی ہی کہ اُس بستی
مین وہم و فکر کو عرصہ تنگ ہو خورشید ہر سحر اُس کے دروازے سے ضیا پاتا ہے بدر کامل اس
شہر مین غیرت سے کاہیدہ ہو ہلال نظر آتا ہی وہان کی شہزادی ہی انجمن آرا اسکا تو کیا کہنا کہان میری
زبان مین طاقت اور وہان مین طلاقت جو شمہ مذکور شکل و شمائل اس زہرہ جبین فخر بتان لندن و
چین کا سُناؤن اُستاد ازل نے کیا خوب گڑھ دیکھے اُسے حسن آفرین + اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورت
گر رہے + لیکن سات سو خواص زرین کمر تاج دلبری بر سر مہرو عنبرین مو سر گروہ خوبان جہان جان
جان آرام دل مشتاقان اُسکی خدمت مین شب و روز سرگرم خدمتگزاری بڑی تیاری سے رہتی ہین اگر
اُنکی لونڈیونکو شہزادی صاحبہ بنظر انصاف دیکھین اور کچھ غیرت کو بھی کام فرمائین بالیقین تو ہی چلو بھر
پانی مین محجوب ہو کے ڈوب جائین ماہ طلعت یہ سُن کے سُن ہو گئی سر جھکا لیا جانعالم نے پنجرا اُٹھا لیا
دیوان خانہ مین لیجا مفصل حال دریافت کرنے لگا ہر دم دم سرد بھرنے لگا مولوی جامی نہ تنہا
عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + در آید جلوۂ حسن از در گوش + ز جان آرام
برباید ز دل ہوش + ز دیدن ہیچ اثر نے در میانہ + کند عاشق کسا نرا غائبانہ + توتے کو شہزادے
کی طرز گفتگو رنگ رو آنکھ کی تری ہونٹھ کی خشکی دل کی دھڑک کلیجے کی پھڑک سے کہ یہ نشان
عشق گمان غلط سب مین ثابت ہوا کہ شہزادے کا دل پرزے پرزے اور دماغ عقل سے خالی ہوا خیال محال
وصال انجمن آرا پھر اسخت نادم و خجل ہوا دل سے کہا کمبخت زبان نے حُسن کے بیان نے غضب کیا منتر کارگر
ہوا اڑ پڑھا جن سر پہ چڑھا حضرت عشق کا گذر ہوا چاہا کہ بلطائف الحیل اس عزم بیجا سے باز رکھے کہا اے نادان
دشمن جان یہ قصد لاحاصل ہی عمداً اس کوچے مین پاؤن نہ دھر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر بقول مؤلف
خدا کو مان نہ لے نام عاشقی کا سر در + کہ منفعت مین بھی اُسکے ہین سو ضرر پیدا + بیان اسکا محال ہی
مگر مختصر سا یہ حال ہے عقل اس کام مین دنگ ہو جاتی ہی وحشت نزدیک آتی ہی لب خشک چشم تر چہرہ زرد و

دل خون ہوتا ہی بھوک پیاس مرجاتی ہی خواب مین نیند نہین آتی ہی جان شیرین تلخ ہو کلیجے مین درد آخر کو جنون ہوتا ہی لخت جگر کھاتا ہی خون دل پیتا ہی مر مر کے جیتا ہی رقیبون کے طعنون سے سینہ فگار ہوتا ہی لڑکون کے پتھرون سے سر گلنار ہوتا ہی دن کو ذلت وخواری شب کو انتظار مین اختر شماری بیقراری سے قرار سب کی نظر مین ذلیل وخوار جنگل مین جی لگتا ہی بستی اجاڑ معلوم ہوتی ہی دربدر پھرنے مین دن تو کٹ جاتا ہی تنہائی کی رات پہاڑ معلوم ہوتی ہی دل جلتا ہی دیدے سے دریا اُبلتا ہی شجر تمنا بے برگ وبار رہتا ہی پھولتا ہی نہ پھلتا ہی جوانی کا گھن پیری تک اُدھیڑ بن رہتی ہی گونگا بہرا بنجاتا ہی طبیعت سُن رہتی ہی ابھی پہلی بسم اللہ ہی ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو لب پر آہ ہی دیکھا نہ بھالا ہی سینے کے پار عشق کا بھالا ہی آئینہ ہاتھ مین لے منھ تو دیکھو نقشہ کیا ہی معشوق باوفا گوگر دسرخ لال سپید سے نایاب سوا ہی کہان ملتا ہی خاک مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے خواہان ملتا ہی یہ جو زمانہ مین مشہور با مہر ووفا ہین بانی صد جور وجفا ہین عشق کمبخت بُری ہی او نوجوان یہی ٹیڑھی کھیر ہی سُنا نہین کوہکن نے جان شیرین کس تلخی سے کھوئی یوسف کی چاہ مین زلیخانے کیسے کنوئین جھانکے کیا کیا روئی مجنون کو اس دشت مین جنون ہوا لیلی کا کیا بگڑا پرویز کا اس کوچے مین خون ہوا شیرین نے کیا کیا افسوس تو یہ ہی کہ اتنا بھی کوئی نہ سمجھا جامی رحمۃ اللہ

غم چیزے رگ جان را نخراشد + کہ گاہے باشد وگاہے نباشد + ذلت اس کام مین عزت ہی درد کا نام یہان راحت ہی دل اس کشمکش مین ٹوٹ جاتا ہی رستم کا اس معرکہ مین جی چھوٹ جاتا ہی اسفندیار سا روئین تن ہو تو موم کیطرح پگھل کر بہ جائے حسرت ہی حسرت رہجائے لوگون نے ہزارون رنج وصدمے اس کام مین اُٹھائے بد خرابی بسیار بھی ناتجربہ کار کہلائے لیکن یہ وہ بُرا کام ہی کہ اسمین مشاق اور مبتدی کی رلّے ایک سی ہی اسکا آغاز ہی نہ انجام ہی مرض عشق مین کوئی درست گرفتار نہو مؤلف ع دست تو دوست ہے دشمن کو یہ آزار نہ ہو مسدس

کیا مین اس کافر بدکیش کا احوال کہون	یہی خونخوار پیا کرتا ہی عاشق کا خون
زار کر دیتا ہے انسان کو یہ اور زبون	رفتہ رفتہ یہی پہونچاتا ہے نوبت بجنون
یہی خونریز تو خونخوار ہی انسانون کا	دین کھوتا یہی کافر ہی مسلمانون کا
یہی کرتا ہے ہر اک شخص کو رسوا ظالم	یہی کرتا ہی ہر اک چشم کو دریا ظالم

کوہ دکھلاتا ہے گاہے گہے صحرا ظالم
دربدر خاک بسر چاک گریبان کرکے

یہی بانی تو زلیخا کی بھی بھتا خواری کا
یہی فرہاد کا حامی بھتا تبر داری کا
تلخکامی ہوئی شیرین کو اسی سے حاصل

اسنے مجنون سے بنائے ہین بہت دیوانے
گوکہ مشہور جہان اسکے ہین سب افسانے
کبھی معشوق کے پردے مین نہان ہوتا ہی

ناقۂ لیلے مضطر کا شتربان یہ بھتا
چاہ مین ڈالکے یوسف کا نگہبان یہ تھا
حسن بنجاتا ہی انداز کہین ناز کہین

مثل فرہاد بہت مر گئے سر پھوڑ حزین
پاس عذرا کے گیا اور کبھی وامق کے قرین
اس سے ملتا ہی جسے رنج و محن ملتا ہے

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اسنے
جان چھوڑی نہین جیتا جسے پایا اسنے
کام ہر دو جہے لیا زندون کو نا کام رکھا

اسکے افسانے ہین دنیا مین بہت طول و طویل
اسکا بیمار پڑا رہتا ہے بستر پہ علیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہی

یہی اخفا ہی بصد زیب رگ ہر گل مین
یہی ہی جزو مین گر دیکھو بھی ہے کل مین
خون بیجرم زمانیکا بہاتے دیکھا

کیا بتاؤن تجھین کرتا ہے یہ کیا کیا ظالم
جان لیتا ہی ولے بے سر و سامان کرکے

یہی باعث دمن دل کی ہوا یاری کا
عشق کہیئے نہ اسے قہر ہے یہ یاری کا
کیے بے پردہ و برباد ہزارون محمل

اسنے خود رفتگی مین اپنے کیے بیگانے
پر جو اس کام کا مشتاق ہو وہی جانے
کبھی سر چڑھکے یہ عاشق کے عیان ہوتا ہی

نجد مین قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
جان ہر شیر کی لینے کو نیستان یہ تھا
درد دل ہی یہ کہین سوز کہین ساز کہین

دی ہی شیرین کی طرح کتنون نے جان شیرین
اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشین
گور ملتی ہی کسی کو نہ کفن ملتا ہے

کبھی آتش کو ہی گلزار بنایا اسنے
اور نیرنگ جہان اپنا دکھایا اسنے
درد کا نام کبھی ہید دنے آرام رکھا

جسکا ہمدم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل
دھونس دے دے کے بجا دیتا ہی یہ کوس رحیل
وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہے

سوز و نالہ یہ اسی کا ہی دل بلبل مین
گر فرشتہ ہو تو آجاتا ہے اس کے جل مین
میل چتون پہ کبھی اسکے نہ آتے دیکھا

ایک ستمگر ہے لکھا حال جو مین نے اسکا
دشت غربت مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہوا
پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور ہوا

جسپہ اس دیو نے الطاف کا سایہ ڈالا
دوست بھی چھوٹتے ہین شہر بھی چھوٹے اپنا
کونسا شیشۂ دل تھا کہ نہ وہ چور ہوا

ہجر کے رنج مین کتنون کا ہوا اسمین وصال
اسکی گردش سے ہر اک ماہ ہوا بدر ہلال
زیست کرنا غم ہجران سے ہے یہ سبکو شاق

لے گئے سینے مین فرقت کا سبھی درد و ملال
کس کی طاقت ہے جو تحریر کرے اسکا حال
جان دیتے ہین کہ کہئے یہی ہائے فراق

وصل مین گو مزا ہے ہجر کا رنج وسے جانگزا ہے چاہ کنوئین جھکواتی ہے یہ وہ بیماری ہے جو جان کے ساتھ جاتی ہے ہمیشہ سے اس کام والے آہ و نالہ برلب خاک بسر چاک گریبان سب رہے ہین اگر عاشق کی عزت و توقیر ہوتی تو دنیا مین اس سے بہتر کوئی شے نہ تھی کچھ کچھ ان لوگون کے مرتبہ شناس قدردان ہین مگر ہر جگہ کہان ہین اور یہ قصہ جو مین نے کہا فقط بات کی پچ کا جھگڑا تھا ورنہ کہان ملک زرنگار کجا شہزادی عالی تبار جانعالم نے کہا استغفر اللہ اگر وہ جھوٹ تھا تو یہ فقرہ کب سچ ہے یہ تو نری کھڑ پیچ ہے سوئر خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانونگا کہا اب تو + نہ چھوڑیگا ترے کہنے سے میرا دل لگا اب تو + اسی تقریر مین یہ حال ہوا کہ دلمین درد چہرہ زرد ہونے لگا لب پر آہ سرد گرفتار رنج و تعب عشق کے آثار سب ظاہر ہوئے ضبط کا پردہ درمیان سے اٹھا شور فغان سے اٹھا جنون پیرامون عقل بیچارہ تو گرفتار سلسلۂ محبت مین اسیر بقول میر ہو گیا میر طبع نے اک جنون کیا پیدا + اشک نے رنگ خون کیا پیدا + ہاتھ جانے لگا گریبان تک + چاک کے پاؤن پھیلے دامان تک + بیقراری نے کج ادائی کی + تاب و طاقت نے بیوفائی کی + توتا یہ حال دیکھکر بہت محجوب ہوا کہ ناحق زندگی کی کج بحثی سے شہزادے کو مرگ کا مستعد کیا بیٹھے بٹھائے خون بیگناہ اپنی گردن پر لیا اب اسطرح کا سمجھانا مانع ہونا ابھارنا بھڑکانا بلکہ زرا جلانا ہے گھبرا کر تسکین و تشفی کرنے لگا اور زخم شمشیر عشق کو مژدہ وصال سے بھرنے لگا کہا آپ ہوش و حواس بجا رکھیے اگر مجھے ایسا سچا جانا کہ میرا جھوٹ سچ مانا اس شرط سے آپ کو لیچلونگا جو میرا کہا نہ مانوگے زک اٹھاؤگے دھوکا کھاؤگے پھر مجھکو نہ پاؤگے پچھتاؤگے جانعالم نے فرمایا اے رہبر کامل رنج کے غمگسار راحت کے شامل تیرے جادۂ اطاعت سے ہرگز قدم باہر دھرونگا جو تو کہیگا

وہی کرونگا مگر جلد حال مُفصل اور بُعد منازل و سمت شہر دوست سے نشان کامل دے وگرنہ یہ دلِ بیتاب خجلت دہ بیقراری سیماب کہ قطرۂ خون سے فزون نہین تڑپ کر از راہ چشم نادیدۂ روے دوست نکلجائیگا پھر بجز حسرت و افسوس تیرے کیا ہاتھ آئیگا میرا دل تڑپتا ہے متصل میرا مُرغ بسمل ہوا کہ دل میرا + توتے نے کہا اضطراب کا کام خراب ہوتا ہے اتنی جلدی موقوف ہے آج کی رات اس شہر مین کاٹ صبح ادھر کی راہ لیجئے اگر کشش صادق اور طالع بھی موافق ہے انشاء اللہ منزل مقصود کو پہونچین گے عزم بالجزم درکار ہے در شہر پناہ پر خانۂ یار ہے جانعالم یہ خوشخبری سُنکے بشاش ہوا پھر کہا اُستاد مژدۂ وصل ہے کل رات کی نیت ہو حرام ہوے اگر طالع برگشتہ نہ تدبیر اُلٹ + اُس رات کی بیقراری گریہ و زاری اختر شماری شہزادے کی کیا کہون ہر گھڑی بحال پریشان سوے آسمان مضطر نگران تھا کہ رات بسر ہو جلد سحر ہوتا عزم سفر ہو اور یہ کہتا تھا سعدی سعد با نوبت اشب وہلِ صبح نہ کوفت + یا مگر صبح نباشد شبِ تنہائی را + آخرش تاثیر دعاے سحری و اثر نالۂ نیم شبی سے ظلمت شب بنور روز منور ہوئی وزیر زادے کو باوجود خود فراموشی یاد فرمایا لڑکپن سے تازمانۂ عشق انجمن آرا اُس سے بھی اُلفت رکھتا تھا جب وہ حاضر ہوا حکم کیا دو گھوڑے صبا رفتار برق کردار جنکی جھپٹ نسیم تیز رو کو کھنڈل ڈالے انکے قدم سے گیت صرصر کی ڈپٹ بادِ خزان نہ آگے نکالے جلد لا بمجرد ارشاد اصطبل خاص مین جا گھوڑے لایا کچھ اسباب ضروری وہ بھی بمجبوری لیکے وہ دونون خستہ تن بقول میر حسن چل نکلے

نہ سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

پہلا سفر عازم شہر ولدار کا مع وزیر زادہ اور رہبر ہونا توتے کا ہرن کا ملنا اور تفرقہ باہم کا ملاقات مرشد کامل کی پھر حوض مین کودنا شہزادے کا طلسم کی گرفتاری جانعالم کی بیقراری پھر بدولت نقش سلیمانی رہائی پانی

بادیہ پیمایان مراحل محبت و صحرا نوردان منازل مودت رہروان دشت اشتیاق وطے کنندگان جادۂ فراق مسافران بار ناکامی بر دوش بجز راہ کوچۂ یار دین و دنیا فراموش عشق سر پر سوار خود پیادہ زیست سے دل سیر مرگ کے آمادہ لکھتے ہین کہ جب با این ہیئت گدائی وہ پروردۂ دامن ناز و آغوش شاہی گھر سے نکلا اور در شہر پناہ پر پہونچا پھر کر عمارات سلطانی شہر کی آبادانی دیکھ آہ سرد کھینچی غریب الوطنی

کمر ہمت کی اور فراق یاران وطن مین دل کھولکے خوب رویا پھر فاتحہ خیر پڑھ کر آگے بڑھ توتے کو
پنجرے سے کھول دیا گھوڑون پر شہزادہ اور وزیرزادہ سمند صبا پر میان مٹھو پیادہ نیا دانہ کھاتے
نیا پانی پیتے روانہ ہوئے بعد طے منازل و قطع مراحل اُنکا گذر ایک دشت عجیب صحراے غریب مین
ہوا ہر تختہ جنگل کا بروش باغ تھا جو پھول پھل تھا تازہ کن دل معطر نمائے دماغ تھا جہان تک پیک نگاہ
جاتا بجز گلہاے رنگین و یاسمن و نسرین اور کچھ نظر نہ آتا شاہزادہ شگفتہ خاطری سے صنائی باغبان قضا
قدر کی دیکھتا جاتا تھا ناگاہ ایک سمت سے دو ہرن برق وش صبا گرد ارژنگ جست تیز رفتار سامنے آئے زربفت
کی جھولین پڑی جڑاؤ سنگوٹیان جڑی گلے مین مغرق ہیکلین مثل طاؤسان طنازعربدہ ساز سرگرم خرام ناز
چھم چھم کرتے چوکڑیان بھرتے جانعالم بےچین ہوا وزیرزادے سے کہا کسیطرح انکو جیتا گرفتار کیجئے اس سعی
مین گھوڑے ڈالے یا تو وہ اپنی وضع پر چلے جاتے تھے جب گھوڑونکی آمد دیکھی سنبھل کنوتیان بدل
چوکڑی با جست و خیز بھرنے لگے اُنھون نے گھوڑے ڈپٹائے انکے گھوڑے دوڑانا وہ طائر فرزانہ
چوکڑی بھول کے پکارا ہان ہان اے نوجوان کیا غضب کرتا ہے یہ دشت پر سحر ہے بیہودہ کیون قدم
دھرتا ہے ہر چند پکارا سر دے مارا مگر سناٹے مین کسی نے نہ سُنا توتے نے لاکھ سر دُھنا آخر مجبور
ایک درخت پر بیٹھ رہا وہ چلے گئے دو چار کوس دونون ہرن ساتھ بھاگے پھر ایک اور سمت دوسرا
اور طرف چلا ایک کے ساتھ شہزادہ دوسرے کے تعاقب مین وزیرزادہ یہ بھی جدا ہوئے

تصویر جانعالم مع وزیرزادہ اور دو ہرن بھاگتے ہوئے اور توتا بالائے سر ترین
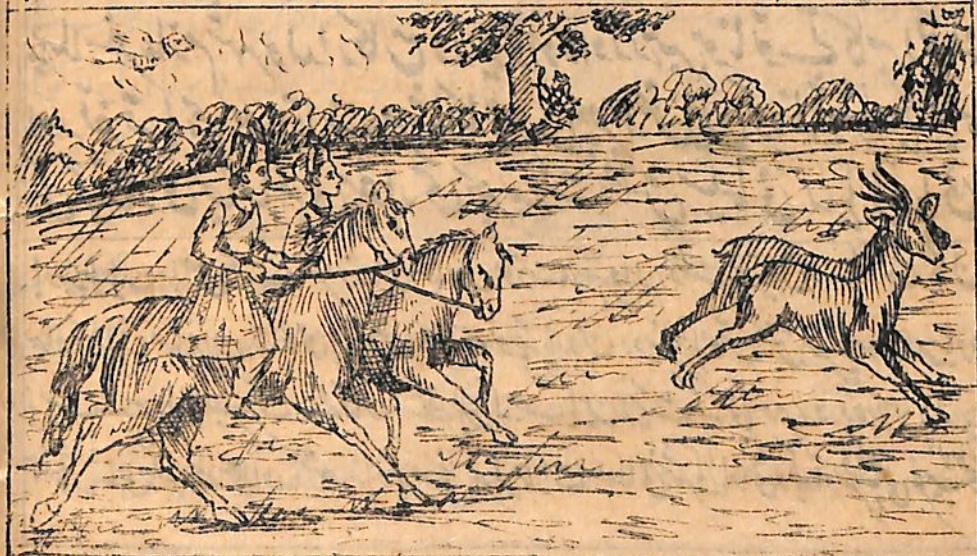
القصہ تا غروب آفتاب وہ شمس سپہر سلطنت گھوڑا بگٹٹ پھینکے گیا دفعتہً ہرن نظر سے غائب ہوا
اُسنے باگ روکی گھوڑا عرق عرق خود پسینے میں غرق سر سے پا تک بحال مضطر حیران و پریشان
نادم و پشیمان دیکھا تو نہ وزیرزادہ نہ توتا آپ یا دشت پر خطر گھبرا کر ادھر اودھر دیکھا بوے انسان
و حیوان مشام جان تک نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی جب کسی کو نہ دیکھا یہ کہا شعر اُڑ جاے یہ ترنگ
جوانی کی کیا جسنے مجکو جلاوطن + ہوا ایسا بیش از ین کا ہیکو مین نکل کے گھر سے خراب تھا + اور
کبھی جو یاد یاران ہمراہی جی مین آئی تو یہ شعر دردناک میر سوز با دل صد چاک آہ جگر دوز پڑھتا
میر سوز کہیواے باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو + راہ ملتی ہی نہین دشت کے آوارون کو +
کچھ آگے بڑھا چشمۂ آب نظر پڑا گھوڑے سے کودا ہاتھ منھ دھویا اپنی تنہائی پر خوب رویا اُسی
حال گریہ و زاری مین دست دعا بجناب باری اُٹھا کر پکارا کہ اے کس بیکسان و اے مددگار
رہ گم کردگان مجھ خستہ و پریشان دور از یاران کی رہبری کر تیرے بھروسے پر سلطنت کو خاک مین ملا گھر سے
ہاتھ اُٹھا آوارۂ صحراے غربت مبتلاے رنج و مصیبت ہوا ہون لا اعلم نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمی دارم + حدیث دل
بکہ گویم عجب غمی دارم + تیری ذات ہی یا یہ جنگل وحشت انگیز بلا خیز جہان بوے عمارات نہین آتی یہ کہکے زار زار
مانند ابر نوبہار رونے لگا فریاد و زاری تڑپ و بیقراری اُسکی بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی تیر دعا ہدف
اجابت سے لب معشوق ہوا ایک پیر مرد سفید ڈاڑھی والے سبز عمامہ سر پر عباے عنابی کندھے پر ڈالے

تصویر شہزادے کا چشمہ پر بیٹھنا اور پیر مرد کا وہان آنا

ہاتھ مین عصا خضر صورت بزرگ سیرت پارسا وارد ہوئے پکارا السّلام علیک اے نو بادۂ چمن
سلطنت والے گرفتار محنت و محبت شہزادے نے آنسو پوچھ سلام کا جواب دیا پیر مرد نے فرمایا
اے عزیز کیا حاجت رکھتا ہی بیان کر یہ سنکے ایسا خوش ہوا کہ رنج راہ بھولنے کا بھولا وزیر زادہ
اور طوطے کی جدائی بھی یاد نہ آئی کہا آپکو قسم اسی کی جسنے میری رہبری کو بھیجا ہی جلد نشان ملک
زرنگار کا دکھا دیجئے یا در دلدار تک پہونچا دیجئے وہ ستودہ صفات ہنسا اور کہا اللہ ری بیخودی
ابھی بلائے ناگہانی آفت آسمانی جسمین آپ پھنسے ہین اس سے نجات نہین پائی معشوقہ یاد آئی جانعالم
نے کہا کوئی آفت و ستم و بلا ہجر جانان اور مفارقت دوست سے سوا نہین ہی میر سوز نہ لگے درد جدائی
کو قیامت کا رنج + روز محشر کو نہ میری شب ہجران سے ملا + اس صاف باطن نے فرمایا صاحبزادے
یہ صحرائے غضب دشت پر تعب ہی ہر شجر اسکا دام ستم گل اور بوٹا نرا خار غم و الم ہی یہانکا پھنسا الجھا
حشر تک نہین چھوٹتا یہ سب کارخانہ طلسم ہی شہزادے نے کہا ہم سحر محبت مین گرفتار ہین ہمین
جینا مرنے سے فزون ہی دلکا حال دگرگون ہی شیفتہ ہمیشہ آگ نکلتی ہی میرے سینے سے +
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے + اس کریم النفس کو اسکے حال پر رحم آیا فرمایا بدحواس
نہ ہو نظر بخدا رکھ کہ وہ چارہ ساز عالمین جامع المتفرقین ہی شہزادے نے کہا فی الحقیقت مگر برائے خدا
ایک نظر ملک زرنگار اور وہ معشوقہ طرحدار اگر نظر آئے جان زار بچ جائے زیست کا کیا اعتبار
ہی مرگ ہر دم ہمکنار ہی حسرت دید تو نکلجائے اس خدا پرست نے فرمایا آنکھ بند کر پلک سے پلک
شہزادے کی لگی ملک زرنگار مین گذر ہوا اور صورت اس حور کردار کی نظر پڑی بمجرد نگاہ دل نے آہ
کی بیہوشی ساری غشی طاری ہوئی مرد بزرگ نے سمجھایا اس امر لاطائل سے کیا حاصل زندگی
درکار ہی ایک روز دوست بھی ہمکنار ہی سمجھانے سے اتنی تسکین ہوئی کہ آنکھ کھولی رات ہوگئی
تھی پیر مرد نے کچھ کھلا لب چشمہ سلایا جسوقت افق چرخ سے راہ گم کردہ مسافر مغرب یعنی
آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہو کر حصۂ چہارم آسمان پر آیا شہزادے کی آنکھ کھلی وہان آپکو پایا
جہان سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اٹھایا تھا سجدۂ شکر ادا کر سرگرم راہ دوست ہوا راہ کا پتا
اس رہبر خیل سبز پوشان سے پوچھ لیا تھا قدم بڑھایا جاتے جاتے ایک روز آفتاب کی تمازت
بدرجۂ اتم تھی پیاس کی شدت ہوئی آب وہان گوہر نایاب تھا خضر تک اس دشت مین

لاعلاج پانی کا محتاج تھا زبان مین کانٹے پڑے ریت کی گرمی سے تلوے جلتے تھے دوگام
قدم نہ چلتے تھے لون کا شعلہ یہ سرگرم آزار جگر سوختگان تھا کہ پرندے پتون مین منھ چھپاتے تھے
درندے نظر نہ آتے تھے دشت کرۂ آہنگران تھا ہر طرف شعلۂ جوالہ دوان تھا ریگ صحرا کیفیت
دریا دکھاتی تھی پیاسون کی دوڑ دھوپ مین جان جاتی تھی صدلے زاغ وزغن سے سناٹا
دھوپ کا تڑاقا دشت کا پتھر تپنے سے انگارا تھا جانور ہر ایک پیاس کا مارا تھا وہ تابش شمس
جس سے ہرن کالا ہو گیا کورے زبان مین چھالا ہو باد سموم سے وحشیون کے منھ پر ستیاب تھا لون سے
گاوزمین کا جگر کباب تھا مچھلیان پانی مین بھنتی تھین جل جلکر کنارے پر سر دھنتی تھین سرطان فلک
جلتا تھا کیکڑا الٹ پلٹ یا ابلتا تھا ایسے موسم کے سفر مین مفر کیونکر ہو مسافر خواب مین بولتے چلو بھر پانی دو درخت
خشک سوکھے پتے کھڑکھڑاتے تھے جانور پر کھولے پھڑپھڑاتے تھے چارپائے ایک سمت ہانپتے تھے گرمی کے
خوف سے کانپتے تھے یہ حرارت مستولی تھی کہ دوستونکی گرمی سے جی جلتا تھا مسافر وہم پائے گمان سے راہ نہ چلتا
تھا خورشید حشر کیطرح آفتاب تابان تھا صحرائے قیامت وہ بیابان تھا اسی حال خراب مین شہزادہ سرگشتہ دل شکستہ
حیران پریشان ایک طرف درخت گنجان سایہ دار دیکھکر آیا تو وہان حوض صفا پانی سے لبالب بھرا پایا پانی دیکھکر
جان رفتہ تن مین آئی آنکھون نے لذت سے ٹھنڈک پائی گھوڑے سے اتر پانی پینے کو جھکا چرخ نے نیرنگی دکھائی

تصویر جانعالم کے حوض مین کودنے کی
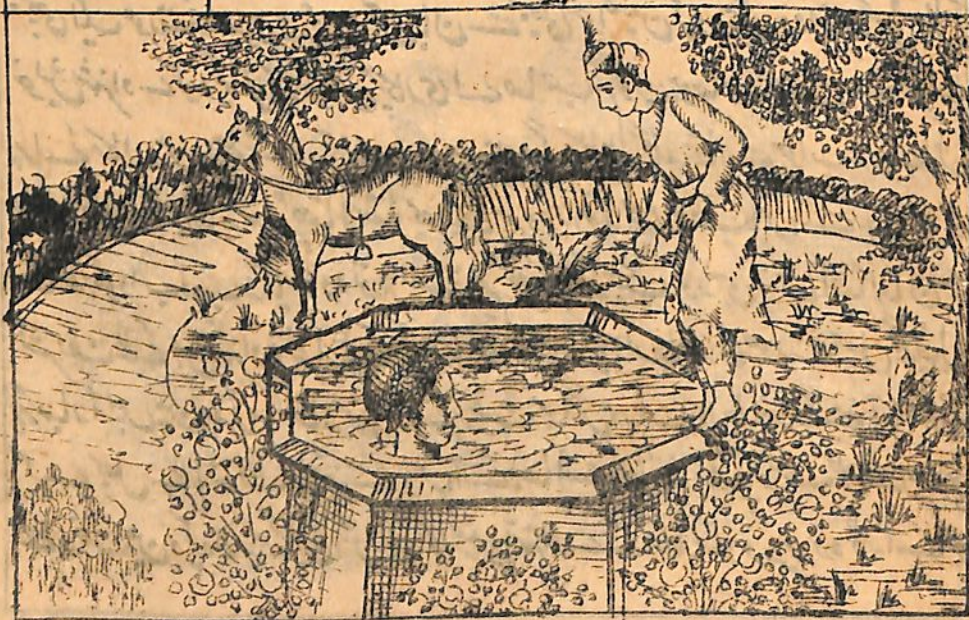
وہی معشوقۂ مرغوبہ مطلوبہ جسکے میل تلاش مین غریق محیط الم گرفتار طمعۂ غم مثل پرکاہ بہا بہا پھرتا تھا حوض مین نظر آئی آنکھ چار ہوتے ہی وہ بولی اے شناور بحر محبت واے غواص چشمۂ الفت دیرے تیری منتظر تھی للہ الحمد تو جلد پہونچا تامل نہ کر کود پڑ اُسے تو وہ آنکھ بند کرنیکا نقشہ پیش نظر تھا بے تامل نہنگ آفت کے مُنھ مین کود پڑا از زیست سے سیراب ہوکر یہ کہتا شعر کودا کوئی یون گھر مین ترے دھم سے نہوگا + جو کام ہوا ہمسے وہ رستم سے نہوگا + کودتے ہی سر تلے ٹانگین اوپر غلطان پیچان تحت الثریٰ کو چلا گھڑی بھر مین پانون تہ کو لگا آنکھ کھولی نہ حوض نظر آیا نہ اُس درشہوار کو پایا مگر صحرائے لق ودق جسے دیکھ رستم و اسفندیار کا رنگ فق ہو دیکھا اُسوقت سمجھا یہ دوسری زک اُٹھائی توتے کی بات آگے آئی ع ولے برباد گرفتاری ما + یہ کہکے آگے چلا دور سے چار دیواری معلوم ہوئی جب قریب پایا باغ و عمارت مفصل دیکھی در باغ بستان آغوش مشتاق وا سر دسر دہوا یہ تو گرمی کا مارا تھا بے تکلف قدم اندر رکھا باغ مین آیا قطعۂ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پٹریان خوش قطع خوبصورت پھول روشین صاف نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری نئی تیاری درختون پر جانوران نغمہ سرا برگ و بار گل سے بالکل باغ بھرا باغبانیان پری وش ہر روش پر پری وش دلبری خرامان شاخون پر بلبلین غزلخوان بیچ مین بارہ دری عالیشان سب تکلف کا سامان اُس کے متصل چبوترہ سنگ مرمر کا بادلے کا سائبان کھنچا مسند مغرق بچھی ایک عورت خوبصورت عجیب آن بان سے بیٹھی خواصین گرد و پیش وہ مغرور بحسن و جمال خویش شہزادے کو دیکھکر ایک خواص پکاری اے صاحب تم کون ہو جان نہ پہچان بے دھڑک پرائے مکان مین چلے آئے یہ تو زیست سے بیزار مرگ کا طلبگار تھا اُسے جواب نہ دیا بے تامل مسند پہ برابر جا بیٹھا یہ شعر پڑھتا اُستا پھر بیٹھے ہم دو زانو وضع مودب اُس سے + وضعی جب تھا تو ہمکو داب ادب نہ آیا + وہ تو فریفتہ ترنم تھی ہنسکے چپ ہورہی پوچھا آپ کہان سے تشریف لائے ہین شہزادہ متحیر باغ کو دیکھ رہا تھا جو پیڑ تھا پردار جانور کی صورت پھل لگے پھول پُر بہار آپس مین سرگرم گفتار جس میوے پر رغبت ہو اُس درخت کا جانور سامنے آ رقص کرے پھل بے ہاتھ لگائے مُنھ کے پاس آئے جتنا اُسے کھاؤ ثابت پاؤ جب طبیعت سیر ہو لے درخت مین دیکھ لو یہ حرکتین اُس کی خواصین شہزادے کے دکھانیکو در پردہ ڈرانے کو

کرتی تھین اس قرینے سے جانعالم کو یقین ہوا کہ سب، جادو کا ڈھکوسلا ہے پیر مرد سچ فرماتا تھا
افسوس برُے پھنسے یہ تو ان خیالون مین تھا اُسنے مکرر پوچھا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمارا آنا
جانا تمھین خوب جانتی ہو اجنبی ہین لیکن تم پہچانتی ہو وہ مُسکرائی خواصون سے کہا آپ مہمان
ہین مروت شرط ہے اُنھون نے کچھ اشارہ کیا کشتیان شراب کی قابین گزک و کباب کی مع
جام و صراحی خود بخود آئین اور مینائے بے زبان پنبہ دہان رقصان یہ بولی حافظ اگر شراب
خوری جرعۂ فشان برخاک + ازان گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک + پھر دفعتہً جام لبریز بریز
کہتا خندہ زنان جانعالم کے قریب آکے بولا حافظ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند + شہزادے نے انکار مین مصلحت نہ دیکھی ڈرا کہ اگر عذر کرون اور
اسیطرح شراب حلق مین اُترے تو کیا لطف رہے یہ کہا لا اعلم یار سے ہی لطف مے کا آہ یہ ہو
وہ نہو + یہ کوئی صحبت ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہو + پھر اُس جام کو نا کام ہاتھ مین لیکے لہو کے
سے گھونٹ گلا گھونٹ گھونٹ پیے وہ دور بے سر انجام پر آلام گردش مین آیا جب چار ساغر متواتر

تصویر اختلاط جان عالم اور جادوگرنی کی مع سامان مسہری

جادوگرنی نے پے کاسۂ دماغ عقل سے دور ولولۂ مستی سے معمور ہوا چھیڑ بھاڑ کرنے لگی شہزادہ
اُسکا اختلاط کج بختی سے بدتر جانتا تھا مجبور گردش گردون دون دیکھکر سرنگون ہو کچھ ہان ہون
کردیتا سچ ہی جسے جی پیار کرتا ہی اُسکی گالی بدرجہا بوس وکنار سے زیادہ مزہ دیتی ہے اسی
صحبت مین آدھی رات گذری خاصہ طلب کیا دوچار نوالے جانعالم سنے بجبر پانی کے سہارے
سے اُگل اُگل حلق کے نیچے اُتارے اُس مرتھکی سنے قرار واقعی ہتے مارے کھانا زہر مارکر شہزادے
کا ہاتھ پکڑ بارہ دری مین لیگئی جواہر نگار سہری پر بٹھایا ایک تو شراب کا نشہ دوسرے عالم تنہائی
بیٹھتے ہی شرم وحجاب کا پردہ اُٹھا لپٹ گئی وہ سر کا پھر تو خفیف ہوکے بولی تمنے سنا ہوگا شہپال
جادو شہنشاہ ساحران جہان فخر سامری وجیپال جسکا نام مین اُسکی بیٹی ہون تمام باغ بلکہ نواح
اسکا سب سحر کا بنا ہے برسون سے تیری فریفتہ اور شیدا ہون بتمنائے وصال خراب احوال جیتی
تھی بجز لخت جگر اور خون دل کچھ نہ کھاتی نہ پیتی تھی آج لات ومنات کی مدد سے تو میرے
اختیار مین آیا دلکا مطلب بھر پایا جس چیز کا شائق وطلبگار ہو جو شے تجھے درکار ہو بجز ملاقات
انجمن آرا جہان کا سامان مہیا ہے بشرط اطاعت واظہار محبت جانعالم پہلے ڈرا پھر جی مضبوط
کرکے بولا یہ سب سچ ہی جو تو نے کہا مگر تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ تو راہ ورسم محبت سے
آشنا ہی نوش وصل نیش فصل کا مزہ چکھا ہی انصاف کر جسکے واسطے خانمان آوارہ غربت کا مارا سرگردان
ہوا ہون تو اُسی کے نام کی دشمن ہی مین تیری دوستی پر کیونکر اعتماد کرون دنیا مین تین طرح کے
دشمن ہوتے ہین ایک تو وہ جو صریح اپنا عدو ہو دوسرا دشمن کا دوست تیسرا دوست کا دشمن یہ سب سے
بُرا ہی اس سے کنارہ اچھا ہی یا یہی شرط محبت ہی کہ ایک شخص کا نام خراب کرکے جہان آسایش
ملے وہان بیٹھ رہے فکر سلطنت جستجوئے دولت مین سرِ بسجر انہین ہوا ہون جو تیرے جاہ وثروت
پر کتفا کرون تجھے معلوم ہوگا اللہ کی عنایت سے گھر کی سلطنت حکومت کرنیکو کافی تھی مگر میرا تو
یہ حال ہی میر تقی اک مدت بائے چنار رہے اک مدت گلخن تابی کی + پیون ہوئے ہین گھر سے
نکلے عشق نے خانہ خرابی کی + یہ سنکے وہ کھسیانی کتیا سی جھنجھلائی کہا قدرت سحر میری سن سے
مغرب ومشرق کا فاصلہ گردش چشم ہی زر نگار جانا کیا بسم ہی لو ادھر پلک جھپکائی اتنے عرصہ مین
زرنگار گئی اور آئی خیر اگر میری ہم صحبتی کریہ جانتا ہی تیری امید بھی قطع کردیتی ہون ابھی انجمن آرا کو لا

تیرے روبرو جلا اپنا دل ٹھنڈا کرتی ہون جانعالم بدحواس ہوا کہ رنڈی نے غصے سے ڈرانا
چاہیئے سخت غضب مین گرفتار ہوئے انکار مین قتل معشوق مدنظر اور اقرار کرنے مین اپنی جان
کا ضرر دونون طرح مشکل ہے حیران ہو مآل کار سوچنے لگا منھ نوچنے لگا واقعی یہ مقدمہ بہت
بیچیدار ہی جسپر گذرا ہو وہ جانے دلکا یہ حال ہوتا ہے جدھر آیا آیا جس سے پھرا پھرا اور یہ کیا عذاب
عظیم ہی فراق محبوب وصال نامرغوب آخر کار شہزادے کو بجز اطاعت مصلحت نہ بن پڑی دلکو تسکین
دیکر کہا اگر اس سے موافقت کروگے انجمن آرا کی اور اپنی زندگی ہوگی خالق رحمۃ اللعالمین جامع المتفرقین
ہی کوئی صورت نکل آئیگی کہ اس بلا سے رہائی ور دلدار تک رسائی ہوجائیگی الا حیلہ شرط ہے یہ
خیال کر ساحرہ سے کہا ظالم ہم تیرا جی دیکھتے تھے ہمنے سُنا تھا عاشق معشوق کے ناز بردار ہوتے
ہین مگر یہ جھوٹ تھا دھمکاتے ہین ڈراتے ہین عاشقی مین حکومت کسی نے کانون سے نہ سُنی
ہوگی ہمنے آنکھون سے دیکھی تو یہ نہ سمجھی ایسا کون احمق ہوگا جو تجھسا معشوق عاشق خصال اور یہ سلطنت
لازوال چھوڑ کے امر نادیدہ کی جستجو کرے امید موہوم پہ جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرے یہ فقط اختلاط
تھا یہ کہکے گردن مین ہاتھ ڈالدیا وہ قحبہ توازار بند کھولے بیٹھی تھی لپٹ گئی ناچار بخاطر انکار اُس تیرہ بخت
کا مُنھ کالا کیا تمہ مُنھ دھو اُسکے ساتھ سو رہا وہ حرمزادی بدمست لیٹتے ہی جہنم واصل ہوئی یہان نیند
کہان جی سینے مین بیقرار پہلو مین وہ خار ہر دم آہ سرد دل پُر درد سے بلند چشمۂ چشم جاری فریاد
وزاری دوچند جگر مین سوز فراق نہان لب پر درد پنہان عیان یہ رباعی بر زبان لا اعلم کسی کی شب وصل
سوتے کٹے ہے + کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی + ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی + نہ سوتے
کٹے ہی نہ روتے کٹے ہے + مگر جب وہ کروٹ لیتی اُسکی جان خوف سے نکلتی دم بخود ہوجاتا
جھوٹ موٹ سو جاتا اسی حال سے بہزار خرابی ومشاہدہ بیتابی جانعالم گریبان سحر چاک ہوا
جادوگرنی اٹھی شہزادے کو حمام لیگئی وہان اور عجائبات سحر دکھائے نہاکے دونون باہر آئے خاصہ
چنا گیا بعد فراغت صحبت طعام اُسنے یہ کلام کیا کہ میرا معمول ہی اسوقت سے پہر دن رہے تک شہپال کے
دربار مین حاضر رہتی ہون تیری اجازت پاؤن تو جاؤن جانعالم نے دلمین کہا الحمد للہ جو دم تیری صورت
پر کدورت نہ دکھائی دے غنیمت ہی مگر ظاہر مین زمانہ سازی سے کہا فرقت گوارا نہین پر دیکھنے کا یارا نہین جسطرح بنے
جلد آنا ساحرہ اس کلمے سے بہت خوش ہو چل نکلی اُسکے جانے سے باغ سنسان اور وحشت انگیز ہو مکان ہوا تنہا شہزادہ

باخیال دلبر بھر تو بے تکلف ہو کر جی کھولکے رویا میرِ غم دل کو زبان پر لایا + آفتِ تازہ جان پر لایا +
کہا ہمسا بھی بد نصیب و دراز جیب دوسرا نہوگا جسکا یار نہ مددگار جس سے دکھ کا درد کہیے تا تسکین ہو
صحبت اُنکی ملی ہی جنھیں دیکھ چپ ہو رہیے کہ عشق اور کانہ انکے ذہن نشین ہو ایک جانور جو رہبر تھا
یون اُڑا دوسرا وزیرزادہ جو لڑکپن سے جان نثار اور یاور تھا وون چھٹا ہوس سواے اندوہ و
یاس و حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو + اُٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر یہان سے ہمکو +
اسی سوچ مین کچھ گھڑی دن باقی رہا جادوگرنی چپکی چپکائی آئی جانعالم کو اسکی صورت دیکھکر رونا
آیا لیکن ڈر کے مارے جو ہنسنے لگا نالہ گلے مین پھنسنے لگا پھر وہی اکل و شرب کا چرچا مچا جب
نصف شب گذری تو وہ سو رہی ان کو بیداری اختر شماری نصیب ہوئی فرد شاہد رہیو تو لے شبِ ہجر
جھپکی نہین آنکھ مصحفی کی + اسی انداز سے دو مہینے گذرے جانعالم کا روز کی کوفت سے یہ عالم
ہوا کہ سوکھ کے کانٹا ہو گیا بدن ڈھانچا ہو گیا اُستاد و ہون کاہ سے کاہیدہ بس زار اسے کہتے ہین
چلنے سے نہ ہو اچھا بیمار اسے کہتے ہین + بن ہاتھ لگے وس کے جا سے نہین ہٹا مین: لاغر اسے
کہتے ہین تیمار اسے کہتے ہین + تصویر مرقع ہون سکتے کا سا عالم ہی جنبش ہی نہین نقش دیوار اسے کہتے
ہین + قضارا ایک روز وقت رخصت ساحرہ بولی جانعالم تیری تنہائی کا اکثر خیال بلکہ مجھے ملال رہتا
ہے تو اکیلا تمام دن گھبراتا ہوگا باغ خالی کاٹے کھاتا ہوگا مجبور ہون کوئی تیرے دل بہلانیکی
گون نہین جسے چھوڑ جاؤن یہ زندیان بدسلیقہ ہین انکو کہانتک آدمیت سکھاؤن ہنوز انہین نشست
برخاست کا قرینہ نہین آیا انسے تو اور برخاستہ خاطر ہوگا شہزادے نے کہا ہم کیا گھبرائینگے تنہا پیدا ہوئے
تمام عمر اکیلے رہے ہماری قسمت مین دوسرا لکھا نہین ہم صحبت ہمارا خدا نے خلق کیا نہین لیکن یہ اندیشہ ہمیشہ رہتا ہی
کوئی ہمین مار ڈالے تو دن بھر مُفت مٹی خراب کرے تمسے کون جا کر کہے ہنسنے کی جا ہی رونیوالا ناپیدا ہی
وہ بولی یہ مکان طلسم ہی باد مخالف کا گذر محال ہی تیرا کدھر خیال ہی شہزادے نے کہا اگر کوئی جادوگر یہ
قصد کرے اوسے کون روکے وہ فریفتہ بشدت کتنی بند ہوئی وہم یہ ہوا کہ میرے بعد کوئی جادوگرنی آئے
اور اسیر عاشق ہو جائے مار ڈالنا کیسا یہانسے لے اُڑے تو تو کہان سے پائے سب محنت برباد ہو جائے
فرط محبت انتہاے الفت مین انجام کار نہ سوجھی بے تامل نقش سلیمانی صندوق
سے نکال اُس کے بازو پر باندھا کہا اب نہ تاثیر سحر نہ دیو کا گذر نہ پری سے

ضرر ہوگا دل کا کھٹکا مٹا مزے اُڑا یہ کہکے وہ تو بدستور چلی گئی جانعالم کے سر پر خرابی آئی
وہی بلبلانا شور مچانا باغ کو سر پر اُٹھانا اور گاہ انجمن آرا کے تصور سے یہ کہنا مؤلف لکھا ہوا یہی
قسمت کا تھا سو جہان ملا + کہ میری خاک مین محنت دے آسمان ملا + ہزار صدمے یہ دل نے ہمارے
اُف بھی نہ کی + جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا + نہ ہمنے چین بزیر فلک کبھی پایا + عنایت
ازلی سے عجب مکان ملا + تیری تلاش مین در در بھٹکتے پھرتے ہین + ملا نہ تو ہی تو جوتی سے گو
جہان ملا + نہ کہہ تو پیر فلک پر کہیگی ساری خلق + کہ خاک مین ترے جورون سے کیا جوان ملا +
بہت جہان کی کی سیر تے سرو رخ مین + پہ بیخزان نہ ہمین کوئی بوستان ملا + ایکدن عالم تنہائی
مین جانعالم کو یہ خیال آیا کہ اس نقش کی تعریف اسنے بہت کی تھی کھولون تو شاید عقدہ کار بستہ کھلے یہ
سوچ کے اُسے کھولا اُسکا یہ نقشہ تھا بست در بست کا نقش ہر خانے مین اسماے الٰہی مع ترکیب پہ تاثیر
تحریر تھے دیکھتے دیکھتے خانۂ مطلب مین نظر پڑی لکھا تھا کہ کوئی شخص کسی ساحر کی قید مین اگر ہو یہ اسم
پڑھے نجات پائے یا مکان طلسم مین پھنسا ہو اُسے پڑھتا جدھر چاہے چلا جائے اور جو کوئی سحر
کرتا ہو اُسپر دم کر پھونکدے اسی دم اسکی برکت سے ساحر کو پھونکدے یہ سانحہ اسمین دیکھ کے قریب تھا
کہ شہزادے کو شادی مرگ ہو جلد جلد وہ سب اسم یاد کر نقش بازو پر باندھا اس عرصہ مین جادوگرنی
موجود ہوئی جانعالم کے تیور بُرے دیکھے پوچھا آج مزاج کیسا ہی وہ بولا الحمد للہ بہت اچھا ہی دیر
سے تیرا منتظر تھا لے تجھے شیطان علیہ اللعن کو سونپا ہمارا اللہ نگہبان ہی یہ سنتے ہی روح قالب سے
نکلگئی سمجھی پیچ پڑا جانعالم چل نکلا سحر سے رُکنے لگی تاثیر نہ کی سر پیٹ کر کہا سعدی کس نیاموخت
علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + یہ کہکے ناریل زمین پر مارا وہ پھٹا ہر پارا اژدہا شعلہ فشان
پیدا ہوا شہزادے نے کچھ پڑھا وہ سب پانی ہو گئے فانی ہو گئے پھر تو منت کرنے لگی پانو پر سر
دھرنے لگی جادوگرنیان سمجھانے لگین کہ یہ شرط مروت نہین جو اپنا والہ وشیدا ہو اُس سے دغا
کیجیے شہزادے نے کہا گریبان مین مُنہ ڈالو سوچو تو ہم بھی کسی کے عاشق ہین عزیزون سے
جدا مصیبت کے مبتلا سر بھرا ہوئے تھے ہمین جبر سے قید کیا ہزار طرح کا الم مفارقت دیا چہلن
کچھ کم ہی ہمنے طلسم درہم برہم نہ کیا وہ بھی نہ سمجھی یہ ٹھہریگا عاشقی کا کام نصیحت و پند و قید و بند سے
نہین ہوتا اور جبر کا کام حباب آسا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہی حسن سدا ناؤ کاغذ کی

چلتی نہین + اور یہ قضیہ اتفاقیہ ہے ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے + حسن کبھی یون بھی
ہے گردش روزگار + کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار + لیکن سوچ تو لاکھ طرح کا راحت و آرام ہو
جو جی نہ لگے تو کیا کرے اُستاد دولت کونین حاصل ہو تو اُسپہ لات مار + پھر نہین لگتا ہے جی
جس جا سے ہو جسکا اُچاٹ + الغرض وہ سر پٹکتی رہی جانعالم نے ببرکت ہمائے آگہی اُس طلسم سے
رہائی پائی اپنی راہ لی چندروز مین پھر اُس حوض پر وارد ہوا دیکھا اسپ وفادار پتھر سے سر مار مر گیا
تھا اسکی لاش دیکھ دل پاش پاش ہوا خوب رویا اب اور رنج پیادہ پائی کا قدمبوس ہوا سبحان اللہ
کہان وہ شہزادہ پروردۂ ناز و نعم کہان یہ سفر پیادہ پائی کا دور و دراز تنہائی کا درد و الم ہر قدم
خار ہر گام آزار مگر تصویر یار پیش نظر ہر قطرۂ اشک مین سوسو لخت جگر آہ و نالہ وردِ زبان یہ شعر ہر ساعت
بر زبان ناسخ مانع صحرانوردی پاؤن کی ایذا نہین + دل دُکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا +
کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان + آبلہ کی شکل آنکھین مجھ مین عالم خار کا + رنگ روفق
دلمین قلق سینہ فگار پا آبلہ دار چھاتی غم دوری سے شق کبھی حکایت شکایت بیرنگاہ یہ غزل مؤلف
کی درد آمیز پڑھتا چلا جاتا تھا مؤلف توڑ کر خم اور پٹک کر آج پیمانے کو ہم + سوئے مسجد جاتے ہین
زاہد کے بہکانے کو ہم + شمع رو محفل مین کب دین یار پروانے کو ہم + ایک کپڑے سے بھی کیا کچھ
کم ہین جلجانے کو ہم - خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس + دھیان مین لاتے ہین جیسے
گذرے افسانے کو ہم + کل تلک تھا جس مکان مین شعر دیونکا ہجوم + چھانتے ہین اب وہان پر
خاک پروانے کو ہم + اشک گلگون کے نشان چھٹ کچھ پتہ ملتا نہین + جیب خزان مین ڈھونڈتے
ہین اپنے کاشانیکو ہم + جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین + روتے ہین کنج قفس مین آب اور
دانے کو ہم + رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے اے سرور + اور اُلجھا اُٹھتے ہین بیٹھین
جبکہ سُلجھانے کو ہم - چشم تر رنگ زرد آہ سرد دل مین درد پاؤن کہین رکھتا آبلہ پائی سے کہین اور
جا پڑتا نہ راہ مین بستی نہ گاؤن نہ میل نہ سنگ نشان راہ کا سر نہ پاؤن دل صفا منزل مین غم
درد لدا آبلون کو اُس خار سخت بدحواسی تھی کانٹون کی زبان تلوون کے خون کی پیاسی تھی
نہ کوچ کی طاقت نہ یارائے مقام گھبرا کے وہ ناکام یہ کہتا مؤلف بدل دے اور دل اس کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہے + ولہ اور ہی پھر نقد جان دیکر بدل لیتا سرور + گر دل بیرنج چڑھتا کسی کا دھیان مین

اور جب جنون عشق کا ولولہ از حد ہوتا تو سر پکڑ کر روتا اور یہ کہتا مؤلف قرار باقی نہین جان زارین
تیرے ستا رہا ہی دل بیقرار بن تیرے + گھمنڈ تھا مجھے جن جن کا سب وہ بھاگ گئے + حواس و
ہوش و شکیب و قرار بن تیرے + سرورکشتہ مجذوب خاک شرح کرے + بسر جو کرتا ہی لیل و نہار
بن تیرے + خلاصہ یہ ہی کہ اسی حال خراب اور دل بیتاب سے ہر روز سرگرم منزل تھا دیدہ دیدار طلب سے روان خونابۂ دل تھا

رہائی طلسم سے اُس گرفتار محبت کی اور پہونچنا وادی فرخناک بخش و خاشاک مین پھر ملاقات بانی مہر و وفا یعنی ملکہ مہر نگار پر تمکین با وقار سے پیر مرد کا لوح دینا شہزادیکا رستہ لینا

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال + ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال + کہین آنسو کی یہ سرایت ہی + کہین یہ خونچکان
حکایت ہی + گہ نمک اسکو داغ کا پایا + گہ تپنگا چراغ کا پایا + کہین طالب ہوا کہین مطلوب + اس کی
باتین غرض ہین دونون خوب + یہان سے دشت نوردان وادی سخن جگر افگار غربت زدگان پُرمحن
سینہ ریش باپاے زخمدار و دل خار خار بیان کرتے ہین کہ وہ مسافر صحراے اندوہ و حرمان بے توشہ و
زاد راہ ہر روز با دل پُرسوز گمراہ بادیہ گردی کرتا جیتا نہ مرتا ایک روز نواح دل کشا صحراے فرح افزا مین
گذر دیکھا کہ عنان قدرت نے صفحۂ دشت گلہاے مختلف رنگ سے بہشت ہشتم رشک صحن چمن اور بوٹا
پتا گھانس کا بہ از گل باغ ارم خجلت دہ نسرین و نسترن بنایا ہی گرد جدول آب روان چشمہ ہر ایک
چشمۂ حیوان اور لکہ ہاے ابر نے چھڑکاؤ سے عجب رنگ جمایا ہی نسیم بہار اور درخت گلزار سے
میدان ختن فدا تار ہی نہ کہین گرد ہی نہ غبار ہی درختون پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی ہی اور
جنگل کا جوبن ہی گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن ہی یہ تو مدتون کا مسافت دیدہ مسافت کشیدہ تھا
وہ زمین خجستہ آئین بہت پسند آئی دل مین آیا آج کی شب اسی جا سحر کیجئے قدرت حق مد نظر کیجئے
ایک سمت زمین ہموار درخت گنجان چشمہ ہاے آب روان دیکھ کے جا بیٹھا جنگل کی کیفیت جی
بیکل کرنیوالی جانورون کی اُچھل کود کی دیکھا بھالی خوش فعلی کی سیر کلیل مین وحش و طیر بو باس
ہر برگ گل کی دھوم دھام طائرون کے غل کی بوٹے پتے کی نشو و نما سرد سرد ہوا ابر سیاہ
کہین گہرا سرخ و سفید اودی ساون بھادون کی گھٹا رعد زور و شور سے میخوارون کو
سُنا کہ رہا میر سوز کی فرشتون کی راہ ابر نے بند + جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج + ندیان نالے

چڑھے دریا بڑھے جھیلین تالاب لبریز ڈبرے موج خیز پپیہے کا مستون سے مخاطب ہونا پی کہا
آ پی جان کھونا کوئل کی کوکو اور تو تو سے کلیجہ مُنھ کو آتا تھا مور کا شور برق کی چمک رعد کی
کڑک ہوا کا زور و شور رنگ دکھاتا تھا شام کا وقت غروب آفتاب کا عالم جانورون کا درختون پر
بیٹھنا باہم زمین پر فرش زمردین بچھا دھان لہرین لے رہا آسمان مین رنگا رنگ کی شفق پھولی
شام اودھ کی سیر بھولی ایک سمت قوس قزح جسے دھنک کہتے ہین بصد عظم و شان فلک پر
نمایان سرخ سبز زرد دھانی لکیرین عیان بلبل کے چہچہے درخت سبز لہلہے کوسون تک سبزہ زار
پھولون کی بہار کہین ہرن چرتے کہین پرند سیر کرتے کسی جا طاؤسان طناز سرگرم رقص ناز
لب ہر چشمۂ آب مرغابی آبی و سرخاب کبھی نمود ہونا ماہ کا چکور کا دوڑنا بھرنا آہ کا دونون وقت ملتے
اس دید کی خراش سے دل پاش پاش زخم جگر چھلتے یہ سیر جو ہجر جانان مین نظر سے گذر جائے کیونکر
دل ٹکڑے ٹکڑے ہو چھاتی بھر نہ آئے اُستاد کا انگر کرتی ہی ہر بوند تن پر بارش + کیا عجب گر ہون
ہرے داغ جگر برسات مین + قاعدہ ہی جب آدمی کو سامان عیش و نشاط اسطرح کی سیر فرحت
و انبساط میسر ہوتی ہی جسے جی پیار کرتا ہے وہ یاد آتا ہے شہزادے نے مدت کے بعد
فرحت جو پائی یار کی یاد آئی شعر مین وہ نہین جو کرون سیر بوستان تنہا + بہشت ہو تو نہ
مُنھ کیجئے باغبان تنہا + اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایکطرف سے رنڈیون کا غول پیدا ہوا یہ
دھوکا کھا چکا تھا سنبھل بیٹھا اور اسمائے ردسحر پڑھنے لگا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ
پھونک پھونک پیتا ہی جب وہ آگے بڑھین غور سے دیکھا چار پانچ سو عورت پریزاد حوروش
زرین کمر نازک تن سیمبر چست و چالاک کمسن الھڑ پنے کے دن اُچھلتی کودتی پیادہ اور جواہر نگار ہوادار
پر ایک آفتاب محشر سوار گرد پریون کی قطار تاج مرصع کج سر پر لباس شاہانہ پر تکلف دربر پنجۂ
سلیمانی اُس بلقیس وش کے ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین صید کرنیکی گھات مین بندوق
چقماقی طائر خیال گرانے والی برابر رکھی شکار کھیلتی سیر کرتی چلی آتی ہے حسن مین ہمشیال کاہش
بدر غیرت ہلال میر حسن برس پندرہ اِکہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن
طالع بیدار یاور اقبال دمساز غمزہ و عشوہ و انداز و ادا جلو مین آفت جان عاشق سرمایۂ ناز
جانعالم نے یہ آواز بلند کہا میر تقی کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہی +

تصویر صحرائے پر فضا و جانعالم و ملکہ مہر نگار کا بسواری ہوادار جانعالم کے پاس آنا

کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے + یہ صدا جو اہتمام سواری آگے آگے کرتی تھین اُنکے
کان مین پڑی اور نگاہ جمال جانعالم سے لڑی سب کی سب لڑکھڑا کر ٹھٹک گئین کچھ سکتے کے عالم
مین سہم کر جھجک گئین کچھ بولین ان درختون سے چاند نے کھیت کیا ہے کوئی بولی نہین بی سورج
چھپتا ہے کسی نے کہا غور سے دیکھو ماہ ہے ایک جھانک کے بولی یا اللہ ہے ایک نے غمزے سے
کہا چاند نہین تو تارا ہے دوسری جبکی لپکے بولی اچھال چھکا تو بڑی خام پارا ہے ایک بولی سرو
ہے یا چمن حسن کا شمشاد ہے دوسری نے کہا تیری جان کی قسم پرستان کا پریزاد ہے کوئی بولی غضب کا
دلدار ہے کسی نے کہا دیوانیو چپ رہو خدا جانے کیا اسرار ہے ایک نے کہا چلو نزدیک سے
دیکھو آنکھ سینک کر دل ٹھنڈا کرین کوئی کھلاڑن کہہ اٹھی وور ہوا ایسا نہو اسی حسرت مین
تمام عمر جل جل مرین ایک نے خوب جھانک تاک کے کہا خدا جانے تم سب کے دیدون مین
چربی کہاں کی چھا گئی ہے کیا ہوا ہے یہ تو بھلا چنگا ہٹا کٹا مردوا ہے سواری جو رکی ملکہ نے
پوچھا خیر ہے سب نے دست بستہ عرض کی قربان جائین جان کی امان پائین تو زبان پر لائین
ہمیشہ سواری حضور کی اسی راہ سے جاتی ہے مگر آج خلاف معمول ان درختون مین سے ایک
شکل دلچسپ ایسی نظر آتی ہے فرد وسنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا

ملکہ متعجب ہو کے پوچھنے لگی کہان ایک نے عرض کی وہ حضور کے سامنے جیسے ہی ملکہ کی نگاہ چہرۂ بے نظیر صورت دلپذیر جانعالم پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک مہ کنعان رعنا سرو قامت سہی بالا۔ بحر حسن و خوبی کا دُر یکتا کاسۂ سر سے فرشاہی نمایان بادۂ حسن و لفریب سے معمور ہے دماغ مین کشورستانی ہے اُٹھتی جوانی ہے نشۂ شباب سے چلنا چور ہے خم ابرو محراب حسینان سجدہ گاہ پردہ نشینان چشم غزالین سرمہ آگین ہے آہوے رم دیدہ کشور چین ہے چتون سے رمیدگی پیدا ہے مست مے محبت ہے اسیر ہو گیا ہے دیدے کی سفیدی اور سیاہی لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی ہے سواد چشم پر سویدائے دل صدقے کیا چاہتی ہے حلقۂ چشم مین کتنے ہموار مردم دیدہ دھرے ہین صانع قدرت نے موتی کوٹ کوٹ بھرے ہین مژہ نکیلی اُس کمان ابرو کی دل مین و سار ہونے کو لیس ہے رشک لیلیٰ یہ غیرت قیس ہے ناوک نگاہ سے پیر چرخ تک پناہ نہین دلدوزی بیگناہون کی اسکی ملت مین ثواب ہے گناہ نہین لوح پیشانی تختۂ سیمین یا مطلع نور ہے یا طبا شیر صبح یا شمع طور ہے کاکل مشکین سے زلف سنبل کو پریشانی ہے بو باس سے ختن والون کو حیرانی ہے عنبرین مویون کو زندگی وبال ہے بال بال پر پیچ و خمدار ہے روے تابان بسان چشمۂ حیوان ظلمت سے نمودار ہے ہما اپنے پر و بال سے اس صاحب اقبال کا مگس ران ہے رُخ تابندہ کی چمک سے نیر اعظم لرزان ہے لب گل برگ تر پر سبزے کی نمود ہے یا دھوان دھار مشاقون کے دل کا دود ہے نظر کام نہین کرتی قدرت ودود ہے ہر حلقۂ گیسوے معنبر کا کمند گرہ گیر ہے گرہ ہونے کے اُلجھنے سے کھلتا ہے کہ کسی کی زلف پیچان کا اسیر ہے خندۂ دندان نما سے ہونٹ لعل بدخشان کا رنگ مٹاتا ہے دانتون کی تاب سے گوہر غلطان بے آب ہوا جاتا ہے معشوقون کا اُبنر دانت ہے دل و جان وارتے ہین جو نظر سے پنہان ہو ڈاڑھین مارتے ہین دم تقریر درج دہان جو کھولتا ہے سامع موتی رولتا ہے ہر کلمہ اعجاز نما ہے بیمار محبت کا مسیحا ہے ہاتھ ہر ایک نہال اُلفت کی شاخ باردار ہے دل کی دستبردی کو اور خزانہ تارون بانٹ دینے کو سر دست تیار ہے کف دست کی لکیرین دستاویز محبت ید قدرت سے تحریر ہے سرنوشت سے یہ کھلتا ہے کہ سلسلۂ الفت مین کسی کی رگ و پے بستۂ زنجیر ہے مرآت سینہ مین عکس انگن کوئی صاحب جمال ہے مد نظر کسی کا خیال ہے کمر نازک جستجو پر باندھے جست سے بیٹھا سُست ہے

چلنے کو مثل صبا آندھی ہی پاؤن وادی تلاش مین سرگرم رفتار ہین زیر قدم دشت دکھسار ہین قسمت پر سرپاری ہی کہ ہمارے دام مین یہ ہمائے اوج شہر یاری ہی یہ تصور دل مین تھا کہ کارپردازان محکمۂ ناکامی حاضر ہوئے اور مشاطۂ حسن وعشق نے پیشقدمی کر متاع صبر وخرد نقد دل وجان اساثہ ہوش وحواس تاب وتوان بلکہ جگر افگار ارمغان رونمائی مین نذر شاہزادۂ والاتبار کیا عقل ودانش گم صمٌّ بکمٌ کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی شوق وصل پیدا ہوا جی شیدا ہوا وہ فتنہ کیا تھا گیا ہوا میر تقی کی نظر پاکہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز + رنگ چہرے سے گر گیا پرواز + ملکہ تھرتھرا ہو داراپرغش ہوئی خواصون نے جلد جلد گلاب اور کیوڑا پید مشک چھڑکا کوئی نادعلی پڑھنے لگی کوئی سورۂ یوسف دم کرنے کو آگے بڑھنے لگی کسی نے بازو پر رومال کھینچکر باندھا تلوے سہلانے لگی کوئی مٹی پر عطر چھڑک کر سونگھانے لگی کوئی ہاتھ منھ کیوڑے سے دھوئی تھی کوئی صدقے ہو ہو روتی تھی بولی چل کنجی کا کیوڑہ لانا کسی نے کہا لشب کی تختی دھوکے پلانا کسی نے کہا لاریب آسیب ہی کوئی بولی عجب مہ پارہ ہی جسے دیکھنے سے دل ناشکیب ہی کوئی سمجھی یہ شخص ہمجنس نہین قسم جن سے ہی کوئی بولی یہ غشی تقاضائے سن سے ہی غرضکہ دیر مین ملکہ کو افاقہ ہوا مگر دل مضطرب طپان خواہش اسیطرف کشان جذب عشق سے مقناطیس اور آہن کا عالم کشش محبت سے کاہ وکہربا اسی دم ہوگئی رنگ رو طائر پریدہ صبر وضبط دامن کشیدہ مشورہ ہوا سواری ادھر سے پھیرو ملکہ کو بیچ مین گھیر و لیکن تاب وتحمل یارائے صبر ملکہ کو بالکل نہ تھا فرمایا دیوانیان ہو یہ کوئی مسافر بیچارہ خانمان آوارہ غربت کا مارا تھک کر بیٹھ رہا ہی اس سے ڈرنا کیا چلو نزدیک سے دیکھین ناچار وہ سب فرمانبردار چلین مگر جھجکتی ایک دوسرے کو تکتی جون جون سواری قریب جاتی تھی ملکہ کی چھاتی دھڑکتی تھی دلمین تڑپنا زیادہ پاتی تھی اگرچہ جمال ملکہ مہر نگار بھی سحر سامری کا نمونہ مہر ومہر سے دونا عابد کش زاہد فریب تھا جان عالم بھی بیچین ہوا مگر دامن ضبط دست استقلال سے نہ چھوڑا جسطرح بیٹھا تھا جنبش نہ کی تیور پر میل نہ آیا ایک خواص خاص باشارۂ ملکہ آگے بڑھی پوچھا کیون جی میان مسافر تمہارا کدھر سے آنا ہوا اور کیا مصیبت پڑی ہی جو اکیلے سوائے اللہ کی ذات بہیات نہ کوئی سنگ نہ ساتھ اس جنگل مین وارد ہو

شہزادے نے مسکرا کر کہا مصیبت تجھپر بڑی ہوگی معلوم ہوا یہان آفت زدے آتے ہین
کہو تم سب کی کیا کمبختی آیا مون کی گردش نصیبون کی سختی ہی جو چڑیلون کیطرح ناکام سرشار پھرتی
ہو ملکہ یہ سن سُن کے پھڑک گئی خود فرمانے لگی واہ واہ صاحب تم بہت گرما گرم تند مزاج حاضر جواب ہو
حال پوچھنے سے اتنا برہم ہو کر کڑہ فقرہ سُنایا کہ اس مردار کے ساتھ تھو تھو مجھ جھپٹ سبکو چھلبلائیان
بنایا جانعالم نے کہا اپنا دستور نہین کہ ہر کس و ناکس سے ہمکلام ہون دوسرے مردار سے بات
حرام ہی خیر دھوکے ہین جیسا اُسنے سوال کیا ویسا ہمنے جواب دیا اب تمہارے مُنھ سے مُردار
نکلا ہم سمجھ گئے چپ ہو رہے ملکہ نے ہنسکر کہا خوب یک نشد دو شد صاحب جو پنج سنبھالو ایسا
کلمہ زبان سے نہ نکالو کیا میرے دشمن در گور مُردار خور ہین آپ بھی کچھ مُنھ زور ہین بھلا وہ تو
کہ کے سُن چکی مین آپسے پوچھتی ہون حضور کس سمت سے رونق افروز ہوئے دولتسرا چھوڑے
گئے روز ہوئے اور قدوم میمنت لزوم سے اس دشت پُرخار کو کیون رشک لالہ زار کیا جانعالم
نے کہا چہ خوش آپ در پردہ بناتی ہین بگڑ کر طنز سے سُناتی ہین ہم حضور کا ہیکو مزدور ہین تم
جیتے جی جو چار کے کاندھے چڑھی ہو تم البتہ حضور ہو جو جلیسین تھین بولین ملکۂ عالم آپ
کس سے گفتگو و بد و کرتی ہین یہ مردوا تو لٹھ ہی سخت منھ پھٹ ہی ملکہ بولی چپ ہوان یا تو ہمنین
دخل نہ دو ایسا نہو یہ بدمزہ ہو جائے تو صلواتین سُنائے وہ سب ہٹین آ بسمین کہا خدا خیر کرے آج
جنگل مین گل پھولا چاہتا ہی یہ پردیسی پنچھی مسافر راہ بھولا چاہتا ہی ملکہ نے کہا اے صاحب کچھ مُنھ
سے بولو سر سے کھیلو نذر بھینٹ جو چاہو لے لو جانعالم نے کہا اُمرائیت کو کام نفرماؤ نیچے آؤ معلوم
ہوا تم بڑی آدمی ہو سواری مانگے کی نہین خواصین بھی تمہاری ہین خاک نشینون کی ہم بستری کرو
تکلف تہ کر رکھو طبیعت حاضر ہوگی تو تمہارے . بیٹھنے سے کچھ کہ اُٹھین گے تم ہوادار کیا ہو اسکے
گھوڑے پر سوار ہم فقیر بستر خاک پر سایہ دار حافظ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + ملکہ بولی
اس مدۃ العمر مین ایسا مسافر جریدہ دہن دریدہ تمہارے سوا بخدا نہین دیکھا استاد زبان سنبھالو
یہ مُنھ زور یان غریبو نپر + خدا کی سون کوئی تمسا بھی بدلگام نہین + تم کوئی زور چنیر ہو کیہ تنہا
ٹٹو نہ گھوڑا گھڑی نہ بقچہ ننگا لچا وہی مثل ہی رہے جھونپڑے مین خواب دیکھے محلونکا ہر بات مین
ٹھنڈی گرمیان کرتے ہو جو یہی خوشی ہی تو لو یہ کہکے ہوادار سے اُتر شہزادے کے برابر بیٹھ گئی خواصون نے

بہت بھیا اُکتا ہو کے کہا بی بی یہ موا کیا سحر بیان جادو کا انسان ہی ملکہ سی پری کو گالیان دے
دیکر کیسا شیشے مین اُتار لیا بیٹھے بٹھائے میدان مار لیا ایک بولی بجھے اپنے دیدون کی قسم سچ
بولیو ایسا جوان رنگیلا سجدار نکیلا ٹھٹھول طرار آفت کا پرکالا دنیا سے نرالا تو نے یا کبھی تیری
ملکہ نے دیکھا بھالا تھا اری دیوانی نادان خوبصورتی عجب چیز ہی اسکا دوست طالب دشمن کا مطلوب
ہی حسن خوب سب کو مرغوب ہی جہان کو عزیز ہی غرضکہ جب ملکہ بیٹھی جانعالم دم سرد بھر کے بول
اُٹھا لا اعلم چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم
مؤلف سراسر دل دکھاتا ہی کوئی ذکر اور ہی چھیڑو + بتا خانہ بدوشون سے نہ پوچھو آشیانے کا
گرفتار رنج والم خوشی سے دور مبتلائے غم بے یار و مددگار دوست نہ غمخوار آفت کا مارا گھربار
سے آوارہ ہمہ تن یاس باختہ حواس توشۂ راہ بجز غم جانکاہ نہین اور رہبر سوائے دل مضطر
ہمراہ نہین گو پاؤن مین طاقت رفتار نہین لیکن ایڑیان رگڑنا بھی اس راہ مین ننگ و عار
نہین یہ حال ہی وہ سب نام ہین کوہ و دشت اپنے مقام ہین اور اور یہ چند شعر میر سوز صاحب
کے مطابق حال ہین میر سوز ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون + پر یہ خبر نہین
ہی مین کون ہون کہان ہون اے ساکنان دنیا آرام دوگے اک شب + بچھڑا ہون
دوستون سے گم کردہ کاروان ہون + ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو + تنہا
نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون + سوراخ چاک لاکھون داغون کی کون گنتی گلشن
دل و جگر ہی گو صورت خزان ہون + نام و نشان نے یارب رسوا کیا ہی مجھکو + جی چاہتا
ہی حق ہو بے شان و بے نشان ہون + قاتل پکارتا ہی ہان کون کشتنی ہی + کیون سوز چپ
ہی بیٹھا کچھ بول اُٹھ نہ ہان ہون + یہ پڑھکے چپ ہو رہا ملکہ سمجھی یہ مقرر شہزادہ عالی تبار ہے
مگر کسی کا عاشق زار ہی بات مین یہ تاثیر ہی کہ ہر کلمہ ناوک کا تیر ہے دلمین آیا کسی طرح گھر
لے چلیے پھر حال مفصل معلوم ہو جائے گا کہانتک چھپائے گا بمنت و سماجت کہا اے
عزیز یہ سرزمین ہمارے علاقے مین ہی تم یہان مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہو مہمانی
ہمپر واجب ہی چند گام اور قدم رنجہ کیجئے غریب خانہ قریب ہی آج کی شب استراحت فرمایئے
نان خشک کھائیے صبح اختیار باقی ہی جانعالم نے تبسم کرکے کہا پھر دربردہ امارت کی لی یعنی ہم تو یہان کے

مالک ہین آپ بھوکے پیاسے سالک ہین چلو یہ فقرہ کسی فقیر کو سناؤ محتاج کو کرو فرجاہ وحشم دکھاؤ جادۂ اعتدال سے زبان کو گام فرسا نہ فرماؤ یہان طبیعت اپنی اپنے اختیار مین نہین اور رہ‌روی سے فرصت قلیل ہی مکان پر جانا دعوت کھانا جبر ہی اس کی کیا سبیل ہی ملکہ نے افسردہ خاطری سے کہا دعوت کا رد کرنا منع ہی آیندہ آپ مختار ہین ہم مجبور و ناچار ہین جانعالم نے دلمین خیال کیا برسون کے بعد ہمجنسون کی صحبت میسر آئی اور یہ بھی شاہزادی ہی اسکا آزردہ کرنا تری بیحیائی ہی آدمیت کا لحاظ انسانیت کا پاس اپنی بے اعتنائی کا حجاب کرکے کہا کھانے پینے سونے بیٹھنے کی ہوس دل سے اُٹھ گئی ہی مگر دل شکنی کسی کی اپنے مذہب مین گناہ عظیم ہی خدا علیم ہی شعر عوض ہی دل شکنی کا بہت محال اے یار + جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشے کا + لیکن اتنی رُکھائی اور کج ادائی جو ظہور مین آئی اس نظر سے تھی شعر در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + دلفگارون کی صحبت سے ملال حاصل ہوتا ہی غمگین کا ہمنشین ہمیشہ ملول ہوتا ہے میر درد نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہوئے دوستو درد کو محفل مین تم نہ یاد کرو + اور جو یون ہی مرضی ہے تو بسم اللہ یہ کہکے اُٹھا ساتھ ساتھ ہاتھ مین ہاتھ پیادہ پا باتین کرتا چلا بسکہ شاہزادہ لطیف و ظریف تھا کوئی فقرہ نوک جھوک رمز و کنایہ سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا ملکہ کا ہر بات مین دل پگھلا جاتا تھا مگر دل سے کہتی تھی کہ اے ناکام و بخت نافرجام ایسا نہ کرنا کہ ہاتھ ننگ و ناموس سے دھونا پڑے بیٹھے بٹھائے الم مفارقت مین رونا جان کھونا پڑے ظاہر ہی کہ یہ کسی کا عاشق زار ہے نشۂ محبت مین سرشار ہی دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت + مثل ہی کہ جوگی ہوئے کس کے میت + مگر تپش دل متصل ترقی مین تھی خواہش جی کی کاہش مین بیقراری کو اسیر قرار تھا خدا کے کارخانے مین کسی کو دخل نہین ہوا اے نادان جو دم وصل ہو اُسے غنیمت جان آغاز عشق مین انجام سوچنا خلاف ہی اسمین شرع کی تکلیف معاف ہے مؤلف غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے نادان + دگرگون حال ہو جاتا ہی اک دم مین زمانے کا + القصہ تا در باغ پہونچے دروازہ کھلا اندر آئے جہان کی فزائے ہوا وہ تھی وہان سکے باغ کا کیا کہنا اگر ایک تختہ کی صفت تحریر کرون ہزار تختۂ کاغذ یہ بخط ریحان نہ لکھ سکون

دم تسطیر قلم مین برگ نکلتے ہین لکھنا بار ہوتا ہی ہاتھ پاؤن بالکل پھولتے ہین صفحۂ قرطاس پر
گل پھولتے ہین حاسد کو خار ہوتا ہی بہت آراستہ و پیراستہ عرض مربع مین چارون کونون پر
بنگلے گرد سبزۂ نوخاستہ دروازہ عالیشان نفیس مکان زیر دیوار خندق پر کیلے اکیلے نہین قطار قطار
تختہ بندی کی بہار روش کی پٹریان قرینے کی مہندی کی ٹٹیون مین رنگت پینے کی گل مہندی
سُرخ و زرد و پُرافشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدۂ منتظر کی شکل دکھاتی
تھی گل شبو سے بھینی بھینی بوباس آتی تھی میوہ دار درخت یک لخت جدا بار کے بار سے ٹہنیان
جھکین درخت سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک و قطعدار روشین بلور کی نہرین نور کی حوض
و نہر مین فوارے جاری جمنوںمین باد بہاری موسم کی تاک مین تاک کا متوالی روش جھومنا غنچۂ سربستہ
کا منھ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشون مین دل آبلہ وار کا پتا زر لبفت کی تھیلیان چڑھین
نگھبانی کو ہاتھومین باغبانیان الست کھڑین ہر تختہ ہرا بھرا روشس کی پٹریون پر چینی کے ناندون
مین درخت گلزار معنبر و معطر بیلا و چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسرین و نسترن
کی نرالی آن بان ایک سمت تختون مین لالہ خوف خزان سے بادل داغدار گرد اُس کے
نافرمان کی بہار سرو و شمشاد لب نہر جو فاختہ اور قمری کی اُسپر کوکو حق سرہ شاخ گل پر بلبل
شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور کہین خندۂ کبک کی آواز کہین تدرو کی خرام ناز نہرون مین
قاز بلند آواز تیز پرواز ایک طرف قرقرے سر سے پا تک درخت گل و بار سے لدے سیب و
بہی و ناشپاتی سے زنخ گلعذارون کی کیفیت نظر آتی سنبل مسلسل مین پیچ و تاب زلف مہوشان
کا ڈھنگ سوسن کی اودا ہٹ مستی خوبرویون کا جوبن دکھاتی داؤدی مین صنعت پروردگار عیان
صد برگ مین ہزار جلوے نہان آم کے درختون مین کیریان زمردنگار مولسری کے درخت سایہ دار
باغبانیان خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امردانکے مددگار حور و غلمان کا عالم بیلچے کھرپیان جواہر نگار
ہاتھومین باہم و رغبت اور روشون کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چنتی گلا برگ سراپا بار جھڑا پڑا خار صحن سے
نکالتی پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پُرشوکت بارفعت و شان پرستان کا مکان ہر کمرہ سجا سجایا
صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا پانی سے چھلکتا
فرش سب نور فشان سپھر کا شامیانہ تامی کا تنا سفید بادلے کی جھالر کلابتون کی ڈوریان

سراسر مغرق بنا چودھوین رات ابر کھلا آسمان صاف شب ماہ سامان اس تکلف کا برسات
کی چاندنی سبحان اللہ فواردن کے خزانے مین باولہ کتا ہوا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی
کے ساتھ بادلے کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا
تھا ستارون کے بدلے بادلے کے تارون کو بچھایا تھا بڑی چمک دمک سے ملکہ کے مکان
پر چاندنی دیکھنے کا سامان تھا شہزادے کے آنیکا کسے گمان تھا غرضکہ جانعالم کو لیجا شامیانے
تلے مسند مغرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کی گلابیان کشتیون مین لیکر وہ زن پری پیکر زیب وہ انجمن
ہوئی کہ رباعیٔ رشک و خجالت سے بحر ندامت مین غوطہ زن ہوئی ایکطرف جام و سبو ایک سمت نغمہ سرایان
خوبرو خوش گلو سفید سفید صوفیانی پوشاک سر سے پانون تک الماس کا زیور دو ردیہ صف باندھکر

تصویر باغ پر تکلف چارکونون پر بنگلے بیچ مین بارہ دری و شہزادہ و ملکہ مع
صراحی و نغمہ سرایان
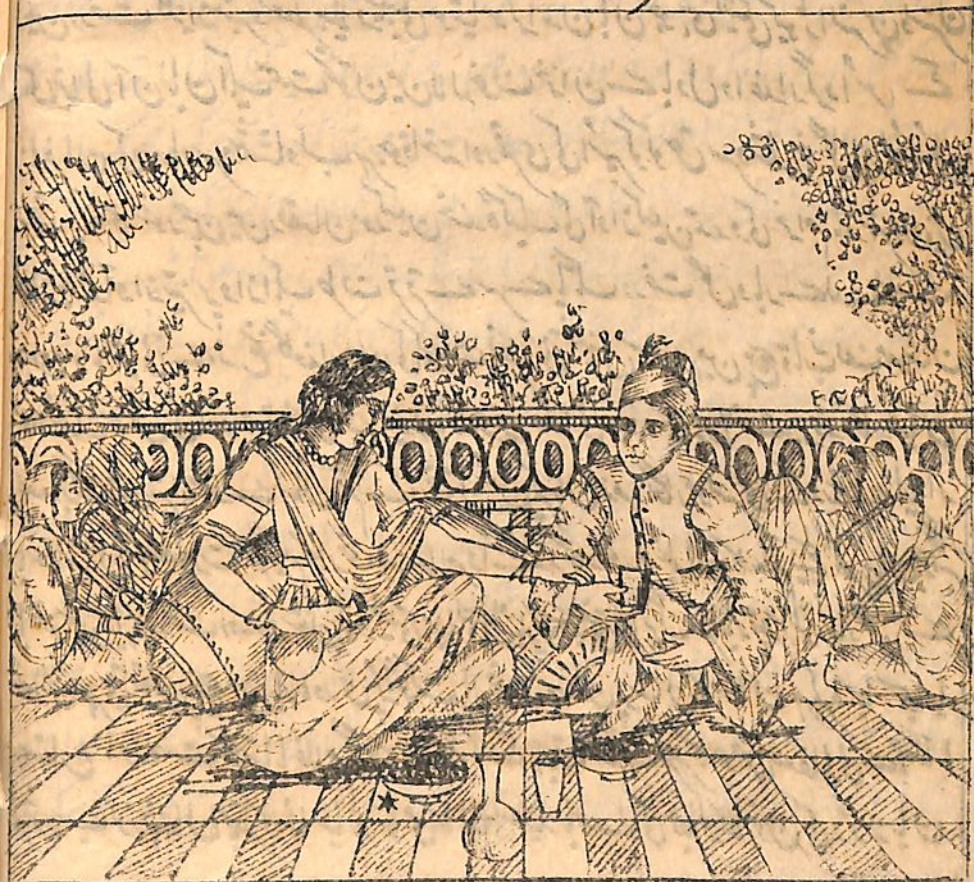
کھڑی ہوئین اُنکے بیٹھتے ہی گانا شروع ہوا سازنگی کے سُر کی زون ٹون کی صدا چرخ پر زہرہ
کے گوش زد ہوتی تھی طبلے کی تھاپ باین کی گمک خفتگان خاک کا صبر و قرار کھوتی تھی ہر تان
اُمپج تان سین پہ طعن کرتی بار بار بلاور نکیسا کے ہوش پران تھے چھجو خان کو غش تھا غلام رسول
حیران تھے زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور و شور سے ہاتھ ملتا تھا ہر پسپے فقرے اور سُر کے
پلٹے پر الٰہی بخش پوربی کا جی نکلتا تھا ناچنے کو ایسے ایسے برق وش آئے اور اس تال و سُر سے
گھنگرو بجائے کہ بلوچی شرمائے کتھک جوڑے اُستاد اتھک تھے اُنھون نے سم کھائے ٹھوکر مردہ
دلون کی مسیحائی کرتی تھی گت کے ہاتھ پر یہ گت تھی کہ مجلس کف افسوس ملتی تھی اور دم سرد بھرتی
تھی جب ہنگامۂ صحبت باین نوبت پہونچا کہ راجہ اندر کی محفل کا جلسہ نظر سے گر گیا بہشت
کا سامان پیش چشم پھر گیا اُسوقت ملکہ مہر نگار نے گلاس شراب سے بھر کر شہزادے کو دیا
کہا اسے نوش کر لیجئے تا رنج سفر خاطر انور سے دور ہو مجھے استفسار حال ضرور ہی جانعالم نے
باسباب ظاہر انکار کیا مہر نگار نے کہا آپ دلشکنی روا نہین رکھتے اس پہلو تہی کرنے مین
ملال خاطر کے سوا کیا متصور ہی شہزادے نے مسکرا کر ساغر لیا یہ کہکر با طبع شگفتہ پیا انشا
گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے + زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین + پھر جانعالم
نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا دور جام بے دغدغۂ نیرنگی ایام چل نکلا دو چار
ساغر آب آتش رنگ جوانی کی ترنگ مین پیہم و متواتر جو پیے دونون کو گونہ سرور ہوا رنج
سفر ادھر سے تمیز و خیال خیر و شر ادھر سے دور ہوا اُسوقت جانعالم نے کہا میر درد
ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ + جب تلک بس چل سکے ساغر چلے + یہ سُنکر وہی خواص گرما گرم
جسنے شہزادے سے پہلے گفتگو کی تھی ملکہ کے بہت منھ لگی تھی یہ بولی لقا لطف شب سرائے
دل اُسدم تجھے حاصل ہو + اک چاند بغل مین ہو اک چاند مقابل ہو + ملکہ نے بجرأت فرمایا
کہ مردار ہم تیری چھیڑ چھاڑ سب سمجھتے ہین کیا کرین افسوس کی جا ہی حال اپنا موافق قول سودا کہ
رفیع اسورا جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہی + مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے
جانعالم نے یہ سُنکر اُسی خواص کو سُنا کر متنبہ کیا اُستاد مین مسافر ہون مجھ سے دل نہ لگا + کیا
بھروسہ مرا رہا نہ رہا + ملکہ ٹال کے حال پوچھنے لگی کہ تمھین بخدائے عز و جل سچ کہو

تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین خود رفتہ گھبرائے ہو اُسوقت جانعالم کو بجز راستی
مفر نظر نہ آیا کہا ملکہ مین شاہ فیروز بخت کا بیٹا ہون جانعالم نام ہی سرزمین ختن وطن ہے فسحت آباد
سلطنت کا مقام ہی مین نے ایک توتا مول لیا تھا بہت طرار سحر گفتار اُسکی زبان سے شہرۂ حُسن
انجمن آرا سُنکے نادیدہ دیوانہ وار بیقرار بیابان مرگ آوارہ وطن مورد رنج و محن ہوا ہون پھر توتے کا
راہ مین اُڑ جانا وزیر زادے کا پتا نہ پانا شمہ گرفتاری طلسم اور اپنی خواری جادوگرنی کا نقش سلیمانی
کا دینا اور اپنا راستہ لینا کہکر کہا بے ملک زرنگار پہونچے نہ جان کو چین نہ دل کو قرار ہی زیست
بیکار ہی اور یہ غزل پڑھی مؤلف بسود شعر و یان اسطرح کا سینہ سوزان ہون + کہ رفتہ رفتہ
آخر جلوۂ سر دِ چراغان ہون + نسیم صبح ہون یا بوئے گل یا شمع سوزان ہون + مین ہون جس
رنگ مین پیارے غرض دم بھر کا مہمان ہون + نہ پھل پایا لگانے کو بجز افسوس و حسرت کے +
مین نخل بے ثمر کس مرتبہ مردود دہقان ہون + عبث تدبیر ہی گور و کفن کی اُسکے کوچے مین +
مین ننگِ دو جہان ننگے ہی رکھ دینے کا شایان ہون + نہ مرتے مرتے منھ پھیرا محبت سے
کبھی مین نے + جفائین کسقدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون + تنی رہتی ہی اکثر چادر مہتاب
تربت پر + کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون + سرورِ غم رسیدہ ہون مجھے طوفان
محشر مین + ترانا تو خداوندا غریق بحر عصیان ہون + ملکہ نے جب سُنا کہ یہ فریفتہ جمال پری
تمثال انجمن آرا ہی آہ دلدوز نعرۂ جانسوز کھینچکر رونے لگی اُمید قطع ہوئی جانعالم نے بیقرار ہو کے
کہا این ملکہ مہر نگار خیر باشد ملکہ نے اُسی حال مین کہا اُستاد مائل اُس فتنہ عالم پہ کیا جو مجھکو +
سوئے بیداد نگر مرضی دوران آئی + چاک دل تک تو کچھ اے دست جنون پردہ تھا + یہ کھلا
ابتو کہ نوبت بگریبان آئی + لے شاہزادۂ والا تبار غارتگر کشور دل عاشق زار میرا حال سُن
ع عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائے ہست + باپ میرا شہنشاہ تھا بہت سے تاجدار خراجگذار
تھے مگر ابتدا سے طبیعت متوجہ فقر تھی اور عبادت کی عادت تھی آخر کارکارخانہ دنیائے
دون ہیچ و پوچ جان کے یہ شعر ورد زبان کیا شعر جب ہیچ ہی ہم بوجھ چکے وضع جہان کو +
غم ہیچ الم ہیچ طرب ہیچ عطا ہیچ + اور حکومت کا بکھیڑا چھوڑ معاملہ سلطنت بیکار جان اور بے ثباتی
جہان گذران مد نظر کر دنیا سے ہاتھ اُٹھا بادشاہت کو مٹا آبادی سے

منھ موڑا اس صحرائے پُرخار مین مکان بنا کے بیٹھ رہا ہر چند مجھ سے شادی کو ارشاد کیا مین نے
بسبب مفارقت انکار کیا اب دفعتہً آفت آسمانی وبلائے ناگہانی مجھپر ٹوٹ پڑی کہ بیک نگاہ
عاشق کیا دیوانی ہو گئی ہوش وحواس سے بیگانی ہو گئی میر رسُوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا +
کیا جانیے کہ دیکھتے ہی مجھکو کیا ہوا + اور تو اُسکا عاشق وطلبگار ہی جسکا نظیر اس زمانہ مین
ہاتھ آنا بہت دشوار ہی میر محل نشین ہین کتنے خدام یار مین یان + لیلےٰ کا ایک ناقہ سو کس
قطار مین یان + اب بجز مرگ کیا چارہ مین ننگ خاندان ذلت وہ وخراب کنندۂ خاندان
فقط خواری ماں باپ کی اور گریہ وزاری اپنی چاہتی تھی صبح تو کہان اور مین کہان صحبت
شب خواب ہو جلئے گی نمود صبح مفارقت شام غربت کا رنگ دکھائیگی دامن صحرا کی طرح
گریبان صبر چاک ہو گا ہمارے سر پر آفت وخرابی آئیگی انصاف کیجے کس سے کہونگی بیقراری
مشتاقی ہی جانعالم کی جدائی سے رُوح بدن سے جُدا ہوتی ہے جان جاتی ہے ہم صحبتین طعنے
دین گی انیسین چھیڑ چھیڑ کر جان لین گی جب لونڈیون پر خفا ہونگی بڑبڑائین گی زبان پر یہ
کلمہ لائین گی ملکہ عاشقی کا رنج وملال یون در پردہ اٹھاتی ہین شہزادہ چلا گیا نہ رک سکا
اُس سے بس نہ چلا غصّے کی جھانجھ ہم پر نکالتی ہین باپ پر حال کھُلا تو خجالت ہو گی
ماں نے اگر سُنا تو ندامت سے کیا حالت ہو گی۔ رسُوائی کے خوف سے دل کھول کر نہ رو
سکونگی بدنامی کے ڈر سے جی نہ کھو سکونگی جب دل بیتاب ہجر سے گھبرائیگا تو فرمایئے
کون تسکین فرمائیگا۔ کیا کہکے سمجھائیگا آپ ادھر تشریف لیجائینگے ہم ادھر غم فرقت سے
گھُٹ گھُٹ کر مر جائینگے ہماری سرنوشت پر رو تا روا ہی ماجرا ہمارا عبرت وحیرت افزا ہی ہر چند
ظل سبحانی عامل بے بدل ساحر بے بدل ہین علوی سفلی سب کچھ پڑھا لکھا ہماری پیشانی اور لوح جبین
کی تحریر نہ دیکھی کہ کیا پیش آنی ہے اور خط شکستہ سے ایسے نستعلیق نے کیا بُرا لکھا ہی افسوس
صد افسوس مؤلف وہ بھی ہو گا کوئی امید بر آئی جسکی + اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے +
یہ باتین کر دل پر ہاتھ دھر رونے لگی دامن وگریبان آنسوون سے بھگونے لگی شہزادے کو
ثابت کیا یقین ہوا کہ ملکہ بشدت فریفتہ وشیدا ہی بات سے حزن وملال پیدا ہی دل دکھنے
کے مزے سے زبان لذت پا چکی تھی جان ہجر کے صدمے اُٹھا چکی تھی بے چین ہو کر بولا زبان کو

تسکین کی باتون مین کھولا کہا آپکا کدھر خیال ہی بندہ فرمانبردار بہر حال ہی جو کہو گی بجا لاؤنگا
باد اطاعت سے سر نہ اُٹھاؤنگا مگر برائے چندے صبر دلپر ضرور ہی اگر اُسکی جستجو مین نہ جاؤنگا
تمھین میری کیا اُمید ہوگی ہم چشمون کو کیا مُنھ دکھاؤنگا سبحان اللہ وہ وقت دیکھا چاہیے کہ معشوق
عاشق کی تسکین کرے اپنی اطاعت اُسکے ذہن نشین کرے خوش قسمتون کو ایسے بھی ملجاتے
ہین کہ عاشق کے رنج کا غم کھاتے ہین دلداری کر کے سمجھاتے ہین اسکا لوگ رشک کرتے
ہین آتش حسد سے جل مرتے ہین بلکہ یہ سُنکر شاد بند غم سے آزاد ہوئی یہ بات امتحان کی ہی
جسے جی پیار کرتا ہے اگر وہ جھوٹ بھی بولے تو عاشق کو سچ بمنزلہ آیت و حدیث
ہوجاتا ہی مگر یہ کہا مصحفی عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل + وہ کام تو کہتا ہے جو
آتا نہین مجھکو + لیکن خیر ہم تو اسے بھی جھیل لین یہ کھیل بھی کھیل لین اگر ہماری یاد تمھین فراموش
نہو وحشت کا جوش نہو جانعالم نے قسمین شدید کھائین اختلاط کی باتین درمیان مین آئین کہ
اسمین سرموفرق نہوگا اور مژدۂ وصل سے مسرور کیا خیال مفارقت ملکہ کے دل سے دور کیا کہا
اب ہنسی خوشی کی باتین کرو یہ بکھیڑا جانے دو مفارقت سر پر کھڑی ہی رات تھوڑی ہی کہانی
بڑی ہی فلک سفلہ پرور جفا کیش ہے عاشق و معشوق کا بد اندیش ہے اُستاد شب وصل
شکوہ ہا مکنید + شب کوتاہ قصہ بسیار است + مگر شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ ہے خدا گواہ ہے
دو کلمے ہنسی کے ہنوز پورے نہ ہونے پائے گردون کو رشک آیا یکایک مرغ سحر
بیدار باش پکارا زاہد نے نعرۂ اللہ اکبر مارا گجر کی آواز بھی دونون کے کانون مین آئی لیاؤ
سلطان خاور نے صبح کی دھوم مچائی ملکہ پریشان ہوکے بولی مؤلف وصل کی شب جونک
اُٹھے ہم سُنکے زاہد کی صدا + یان دم تکبیر ہی اللہ اکبر ہوگیا ولہ زاہد بھی ہتیرا ہی شب وصل
مین حریف + مشہور گو جہان مین صبح و خروس ہے + جانعالم نے نماز صبح پڑھکر بقوم
چست کی ملکہ سہم کر آبدیدہ ہو یہ شعر پڑھنے لگی جرات نہ آیا اور کچھ اُس چرخ کو آیا تو یہ آیا
گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + جب شہزادے نے چلنے کا قصد کیا
ملکہ نے کہا اگر ہرج متصور نہ ہو میرے والد سے ملاقات کر لو یہ امر فائدے سے
خالی لا اُبالی نہوگا جانعالم نے کہا بہتر ہے پھر وہی خواص ہمراہ ہوئی جب وہان پہونچا

دیکھا بوریائے بیریا بچھا ہے مصلے پر ایک پیر مرد مہذب بذکر حق مشغول بادل ملول بیٹھا ہی
یہ رسم سلام بجالایا اُسنے دعائے خیر دیکر ہاتھ بڑھایا چھاتی سے لگایا قریب بٹھایا پھر فرمایا
ماجرائے شب تیرہ ملکہ فقیر پر روشن ہی ایسی بدقسمت دوسری خلق مین خلق نہین ہوئی ہمارے کہنے
سے انکار کیا بڑے بول کا سر نیچا ہوا تو تمنے کیا کیا دار و مدار کیا جو تم اتنی تسکین نہ کرتے تو اُس کا
زندہ رہنا محال تھا اسطرح کا دل پر صدمہ اور ملال تھا اگر ایفائے وعدہ کروگے اللہ بھلا کریگا ورنہ

تصویر جانعالم مع ایک خواص پاس پیر مرد کے آنا اور اُسکا لوح دیکر رخصت کرنا
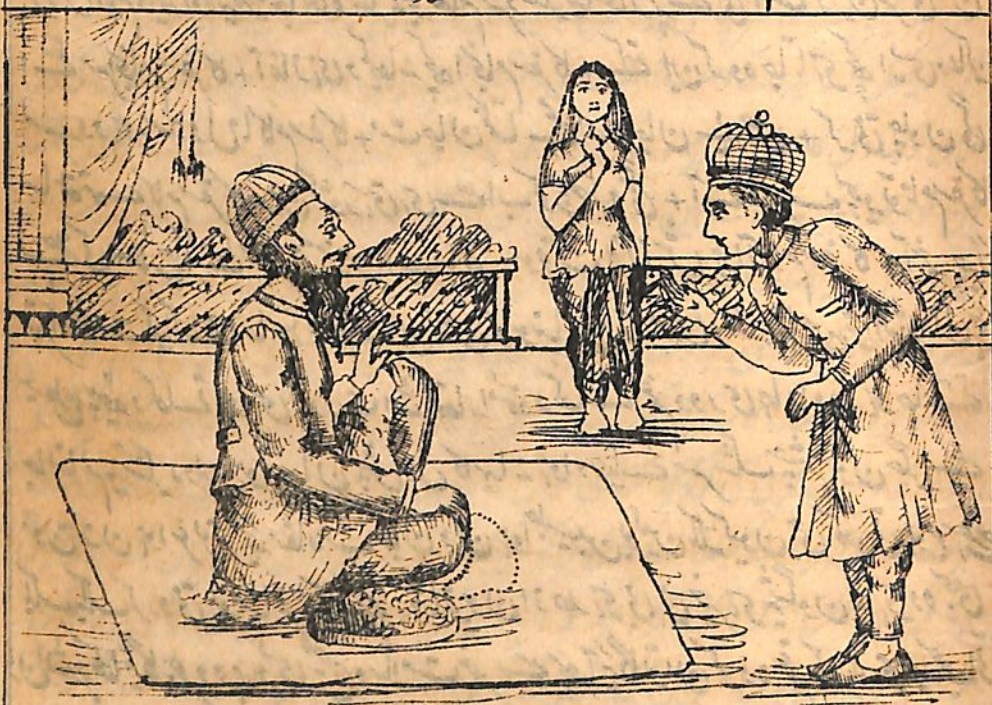
یہ رنج بڑا ہے دیکھیے اُسکا کیا حال کرے گا دلداری جگر فگارون کی عیادت مرض محبت کے
بیمارون کی جوانمردون پر فرض ہی یہ سمجھنا ساحل ہالا از خس و خاشاک گذار و گل را از صحبت
خار ننگ و عار نمی باشد شہزادے نے سر جھکا عرض کیا آپ کیون محجوب فرماتے ہین مجبور
ہون اس عزم مین گھر چھوڑا عزیزون یگانون کو ترک کر شہر سے منھ موڑا ادھ کہین گے
سخت کم ہمت و بے عزت تھا راہ مین آسایش ملی بیٹھ رہا خوف سے نہ جاسکا چھوڑا تھا ناحق

عشق کا دم بھرا پیر مرد نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ یہی شرط جوانمردی و ثابت قدمی ہی آمین بھی
تمہارے اس عزم سے ایفائے وعدے کی امید ہوئی پھر ایک لوح عنایت کی اور کہا جب کوئی
مہم سخت روبکار ہو بطرز فال اس حال مین اسے دیکھنا جو نکلے اسپر عمل کرنا اللہ تعالی وہ مشکل
سخت ایک آن کی آن مین آسان کریگا بحفظ حافظ حقیقی سپردم اللہ معکم اینما کنتم فرد
بسفر رفتنت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + شہزادہ رخصت ہوا لوح لے کے ملکہ کے پاس
آیا یہ شعر زبان پر لایا مؤلف کوچ کی اپنے اب تیاری ہی + تیرا حافظ جناب باری ہی + ملکہ ناکام
گردش ایام دیکھ اور یہ کلمۂ جانکاہ سنکر کلیجہ تھام سر دھنکر یہ اشعار پڑھنے لگی استاد مین مرگئی سن
اسکے سر انجام سفر کا + آغاز ہی دیکھا نہ کچھ انجام سفر کا + کہتے ہین کہ وہ جاتا ہی کچھ ایسی دعا کر +
مسدود ہو رستہ دل ناکام سفر کا + مت جان نکما مجھے اے جان لیے چل + کرتی چلون گی
ساتھ تیرے کام سفر کا + مین کشور ہستی ہی سے اب کوچ کرونگی + آگے نہ مرے لیجیو تو نام سفر کا
چلنے کی صلاح اسکے ٹھہرتی نہین اب ساتھ + موقوف نوازش ہوا آرام سفر کا + آخر جبراً
قہراً رخصت کیا کہا خدا حافظ امام ضامن ثامن کو سونپا ع ترا موسی رضا ضامن ترا اللہ والی ہی
جسطرح پیٹھ دکھاتے ہو اسی صورت اللہ تمہارا منھ دکھائے غم دوری ہمارا دور ہو جائے
جان عالم یہ سنکر روانہ ہوا یہان تپش دل کا بہانہ ہوا دریائے سرشک چشم خون جگر سے
موج زن ہوا غریق لجۂ مفارقت جان و تن ہوا جلیسین بولین ملکہ کیون جی کھوتی ہو جو اسطرح
بلک بلک کر روتی ہو مسافر کے پیچھے رونا زبون از حد ہی بی بی خیر ہی یہ شگون بد ہی وہ بھی
دن اللہ دکھائیگا جو وہ پردیسی صحیح و سلامت خیر سے پھر آئیگا تو ان کو وہ غم کی ماری یہ سمجھاتی
سوز چشم کا کام اشکباری ہے + چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہے مؤلف بیدرد کوئی اتنا
سمجھتا نہین ہے ہے + دل دکھے تو کسطرح سے فریاد نہ ہوئے + ولہ مجھکو رونے کو نہ تم
منع کرو ہمنفسو + غم دل کرتی ہون مین دیدۂ تر سے خالی + اور جب آنسو کمی کرنے تو دل
و جگر سینے مین یہ بھی کرتے اسوقت گھبرا کر یہ کہتی مؤلف مدد اے سوز جگر تا کہ نہ ہووے خفت
نوک مژگان ہوئی پھر لخت جگر سے خالی + پھر نہ منھ اسنے کیا میری طرف اے ظالم +
سخت تم بھی مرے نالو ہوا اثر سے خالی + نہ لگا اسکو مری بات کو تو مان سر ور

دلکا لگنا نہین اے یار ضرر سے خالی + غرضکہ جون جون شہزادے کی مفارقت بڑھتی تھی
ملکہ صدمۂ ہجر سے دون دون گھٹتی تھی بدر سا چہرہ کاہیدہ ہو کر ہلال ہوا تپ جُدائی سے
عجب حال ہوا کبھی کہتی تھی وائے ناکامی اگر دل کا حال کہون شرم آتی ہی چپ رہون جان
جاتی ہی یہ سب کہتے ہونگے ملکہ کو غیرت نہین آتی ہی راہ چلتون سے بیٹھے بٹھائے دل لگاتی ہی
آپ روتی ہی ہمین مُفت رُلاتی ہی اُس سمجھانیوالے کو کہان سے لاؤن جسے دلکا حال سناؤن
زیست اسی مین ہی جو مر جاؤن اب کون آنسو پوچھ رونیکو منع کریگا کون میرے دم گرم پر آہ
سرد بھریگا پیار سے سر چھاتی پر دھریگا جب ملکہ کا یہ حال مصیبت چپکے چپکے جی سے باتین
کرنا دیکھکر لوگ گھیرتے دست شفقت سر وحشت انگیز پر پھیرتے اور پوچھتے کہ اے جی کی دشمن
ہمین تو بتا دل کا حال کیا ہی تو وہ کہتی اور تو کچھ جانتی نہین پر یہ نقشہ ہے کہ ہاتھ پاؤن سنسناتے
ہین خود بخود غش چلے آتے ہین دم سینے مین بند ہی گھبراتا ہے مکان کاٹے کھاتا ہے باغ
ویران گل و بوٹا خار معلوم ہوتا ہی گھر زندان بات کرنا بیکار معلوم ہوتا ہی جان بیقرار ہے
بند بند ٹوٹتا ہے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹتا ہی جنگل پسند ہے ویرانی کا دل
خواہشمند ہی دشت کا سناٹا بھاتا ہے بلبل کا نالہ دل دکھاتا ہے خدا جانے کسکی جستجو
ہی دل کو مرغوب قمری کی کوکو ہی تنہائی خوش آتی ہے آدمیون کی صورت سے طبیعت
نفرت کھاتی ہی سینہ جلتا ہے دل کو کوئی مسوس کر ملتا ہے آنکھ ظاہر مین بند ہوئی جاتی
ہے مگر نیند مطلق نہین آتی ہی ہاتھ چاہتے ہین سر دست چاک گریبان دیکھین پاؤن
چل نکلے ہین کہ بیابان دیکھین نل دمن کی مثنوی سے ربط ہی لیلیٰ مجنون کا قصہ پڑھتی ہون
یہ کیا خبط ہی دل کی تمنا ہی کہ بیقراری کرآنکھین اُمڈی ہین کہ اشکباری کر جہان کی بات
سے کان پریشان ہوتے ہین مگر جانعالم کا ذکر دل لگا کر سنتی ہون جو کوئی سمجھاتا ہے
رونا چلا آتا ہے سر دھنتی ہون ناکامی مجھ خستہ و پریشان کا کام ہی آہ مجھ بے سر و سامان
کا تکیہ کلام ہی منہ کی رونق جاتی رہی رزدی چھاگئی بہار حسن پر خزان آگئی ہر دم لب پر
آہ سرد ہی ایک دل ہے اور ہزار طرح کا درد ہے جان جانے کا وسواس
نہین بزرگون کا لحاظ و پاس نہین زیور طوق سلاسل ہی زیب و زینت سے

بدمزگی حاصل ہی دل وجگر مین گھاو ہی بگاڑ بناو ہے بستر نرم خار خار ہے ایسے لوگو یہ کیا آزار ہی سب سے آنکھ چراتی ہون ہمصحبتون سے شرماتی ہون اب صدمہ اٹھانے کا یارا نہین سبے موت اس بکھیڑے سے چھٹکارا نہین عجب حال ہی اکثر یہ خیال ہی مؤلف افسوس یہ حال ایک عالم دیکھے + ایسا نہ ہو کہ جانعالم دیکھے + اگر اسی کا عشق عاشقی نام ہے تو ہین درگذری میر اسلام ہے جو لوگ عشق کرتے تھے کیونکر جیتے تھے بناو تو کیا کھاتے کیا پیتے تھے دو دن سے کچھ نہین کھایا مگر پیٹ بھرا ہی کھڑی ہون جی بیٹھا جاتا ہی پہلے مجھے نہ منع کیا ہے ہے میرے جان کے دشمنون یہ کیا کیا اللہ کی مرضی کسی کا کیا بگڑا میری قسمت کا لکھا جو کیا وہ اچھا کیا یہ سنکے ایک کھیلی کھائی عشق کے صدمے اٹھائی قریب آئی کہا قربان جاؤن واری ابھی سلامتی سے نو گرفتاری ہی جو اتنی آہ وزاری اور بیقراری ہی سہتے سہتے عادت ہو جائیگی تو تسکین آئیگی ان باتون سے جو دل بھر آیا بے اختیار خونابہ دل لخت جگر چشم تر سے متصل بہانے لگی دیدۂ دیدار طلب سے سمندر کی لہر لہرانے لگی نظم مین دل کا حال سنانے لگی مؤلف حالت ہی اسکی پارے کی برق و شرار کی + کیا کیا تڑپ سناؤن دل بیقرار کی + پھوٹے تپش سے دل کے یہ سب آبلے مرے منت کشی نہ کرنی پڑی نوک خار کی + دل اپنا قبر مین بھی جلے گا اسی طرح + حاجت رہیگی ہمکو نہ شمع مزار کی + وعدے کی شب کو دیدۂ اختر جھپک گئے + ویسے ہی شل ہین لوگ مرے انتظار کی لیجا ہو ادھر سے جنازہ مرا سرور + حسرت بھری ہے دل مین مرے کوئے یار کی

رخصت ہونا جانعالم کا ملکہ مہر نگار سے اور پہونچنا ملک زر نگار مملکت دلدار مین ملاقات خواجہ سرا کی دریافت ہونا حال ملکہ اور ملال جادوگر کا پھر اسکو قتل کرکے لانا اُس ماہ پیکر کا

بیت یہان کا تو قصہ یہ چھوڑا یہان + سنو پھر اسی غمزدے کا بیان + طلسم کشایان گنجینۂ سخن سحر سامری ورہ نوردان اقلیم حکایات کہن مشاق جادو و شعبدگری و مشتاقان جفاکیش محنت کشیدہ و سحر سازان سخن سنج درین سرائے سہ پنج روے راحت ندیدہ گو سالۂ سخن کو دیر خراب آباد مین یون گویا کرتے ہین کہ ملکہ مہر نگار کے باغ سے چالیس منزل ملک زر نگار کشور آفت روزگار تھا شہزادہ دل از کف دادہ یکہ و تنہا صعوبت سفر کا مبتلا پاؤن مین چھالے لب پر

آہ و نالے گرتا پڑتا کئی مہینے کے بعد اُس زمین خجستہ آئین مین پہونچا اور جو جو پتے توتے نے بتائے تھے وہ سب اُس جوار مین پائے واقعی عجیب نواح شگفتہ و شاداب ہر سمت چشمہ لب آب جنگل سب سبزہ زار گل بوٹے خودرو کی انوکھی بہار ہوا فرحت انگیز بو باس مشک بیز غرض جانعالم خوش و خرم جلد جلد قدم اُٹھاتا چلا جاتا تھا ایک روز چار گھڑی دن رہے کیا دیکھتا ہے کہ ایک شے مثل آفتاب بعد آب و تاب شمال کی سمت یہ درخشان ہے کہ نگاہ نہین ٹھہرتی عقل حیران ہے دل سے کہا آثار حشر نمود ہوئے یہ کیا قیامت ہے ہم مشاہدۂ جمال جانان سے محروم رہے ہے مشرق و مغرب کو چھوڑ سورج شمال کیطرف جا نکلا افسوس صد افسوس ابتک نہ دل کا مدعا نکلا جب قریب پہونچا دیکھا دروازہ ہے عالیشان سر بکف کشیدہ دیدۂ روزگار ندیدہ بلکہ مطلا ہے اور لعل و یاقوت اس کثرت سے جڑے ہین کہ جوہری وہم و گمان حیران کھڑے ہین شعاع آفتاب سے یکرنگی خورشید حاصل ہے شرمندہ اُسکے رو برو بدر کامل رہے یقین ہوا اب بر سر مطلب پہونچا یہ وہی دروازہ ہے اب اُمید جس کا ذکر وہ سر خرو زمردلباس کرتا تھا سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان راہ گم کردگان کیا اور خوش ہوکر دوڑا فرد وعدۂ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد + غرض افتان و خیزان در شہر پناہ پر آیا دروازہ جواہر نگار رفعت فلک دکھاتا دیوار و در جگمگاتا بلور کی اینٹین یاقوت کی تحریر ہر خشت مصفا و مطلا و بہشت کی طرح واحسن حصین بعد فرد تمکین بنا جا بجا برج برجی و آہنی ڈھلی ہوئی توپین چڑھین گولہ انداز جوان جوان بنفشہ بادلے کے دگلے گلنار پہنے ایک بیچے سجے چست و چالاک توپون کے پاس دہنے ٹہل رہے وہین دو آسمان اُنکی ہیبت سے دہل رہے گلی کوچے صاف خس و خاشاک دروازے پر پانچہزار سوار لاکھ پیادے کی چھاونی کچھ جنگ کے لیے آمادہ تیار جانعالم نے اُن سے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے اور حاکم یہان کا کون ذی احترام ہے انھون نے دیکھا ایک جوان سرو قامت قمر طلعت خسوف سفر خاک رہگذر مین نہان ہے مگر بدبۂ شوکت و صولت نشان جرأت چہرۂ انور سے عیان ہے وہ خود کہنے لگے آپ کہان سے تشریف لائے ہین شہزادے نے کہا بھائی سوال دیگر جواب دیگر آخر ایک شخص نے کہا قبلہ اس ملک کو زرنگار کہتے ہین سنتے ہی چہرہ بشاشت سے کندن کیطرح دمکنے لگا جو ریت کا ذرہ تھا افشان کی صورت

منھ پر چمکنے لگا دل سے کہا یہ خواب ہی یا بیداری طالع گردش دہ سے امید یاری و مددگاری
نہ تھی ایسی قسمت رہبر ہماری نہ تھی پھر کچھ نہ پوچھا یہ کہتا چلا مؤلف للہ الحمد ٹھکانے لگی
محنت میری + طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری + دروازے سے آگے بڑھا شہر دیکھا
قطعہ دار ہموار قرینے سے بازار کرسی ہر دوکان کی کمر برابر مکان ایک سے ایک بہتر و بر تمیز بیچ مین
نہر جا بجا نوالے سب عمارت شہر پناہ کے میل کی جواہر نگار سانچے کی ڈھلی ہاتھ کا کام معلوم نہ ہوتا
تھا نہ کہین بلندی نہ پستی ہموار بسی ہوئی بستی ایک کا جواب دوسری طرف ادھر بزاز تو ادھر
صراف کے قابل صراف بازار کا صحن نفیس شفاف جوہری کے روبرو جوہری زر و جواہر کا ہر سمت
ڈھیر نقد و جنس سے ہر شخص سیر کوئی شے کسی طرح کا اسباب ایسا نہ تھا کہ اس بازار مین نہ تھا مغرب
و مشرق کی اشیائے نادرہ کا ہر جا انبار تھا جنوب و شمائل کا خریدار تھا حلوائی نانبائی کنجڑے
قصائی سقون کے کٹورون کی جھنکار میوہ فروشون کی پکار دلالون کی بول چال جہان
اسباب و مال نہر کی کیفیت جدا قد آدم آب مصفا فوارون سے کیوڑہ گلاب اچھلتا بازار مہکتا
ہر طرف دھوم دھام خلقت کا اژدہام چلنے پھرنے والون کے کپڑے لتے ہوئے جاتے
وہم و گمان کشمکش سے بار پاتے تھے جا بجا عالم قدرت حق دیکھتا جاتا تھا ہوش بر جا نہ آتا تھا دل
سے کہتا تھا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر کیا ملک کیا سلطنت کیا شہر کیا بازار ہی کیا کیا اشیا
کیسا کیسا خریدار ہی ہر شخص کو آرام و راحت ہی کیا بندوبست کیا انتظام ہی کیا حکومت
جب چوک مین آیا پوچھا ایوان جہان پناہ دولتسرائے شاہ کدھر ہی لوگون نے کہا دست
سیدھے چلے جائیے بازار طے کر عمارات بادشاہی پاس جب آیا ان مکانون کو نرا طلسم
عقل کام نہ کرتی تھی ہر کنگرہ ایوان فلک سے اونچا برج ہر ایک جہان نما خورشید سا چمکتا
لیکن جو لوگ درباری یا ملازم سرکاری آتے جاتے دیکھے سب سیاہ پوش خمخانۂ الم کے
نوش اسکا ماتھا ٹھنکا پاؤن ہر ایک کئی من کا ہو گیا ہر شخص کا منھ تکتا تھا قدم اٹھ نہ سکتا تھا کہتا تھا
خیر کرے شکون بد ہی دل کو بیقراری از حد ہی چند قدم اور بڑھا سواری کا سامان سلطنت
آیا بچو بڑھائیو کا شور بلند ہوا دیکھا ایک خواجہ سرا ئے نازک دانا محبوب علیخان نام نواب ناظر
سرا پردۂ شاہی با احترام وہ بھی بنحال حزین غمگین سیہ پوش حواس باختہ ہوش فراموش

اندوہ و رنج مین ہم آغوش جانعالم نے سلام کیا وہ جواب دیکر شہزادے کو دیکھنے لگا حیران
و ششدر متحیر سا اور سواری رد کی کہا سبحان اللہ و بحمدہ کیا تیری قدرت کی شان ہی جنس
بشر مین کس کسطرح کا پری پیکر خلق کیا ہی کہ چشم کو تاب جمال زبان کو صفت کی مجال نہین نہایت
متوجہ ہوکر پوچھا کہ اے شمشاد نورستۂ چمن جہانبانی و سرو نوخیز بوستان سلطنت و حکمرانی حضور
کہان سے رونق بخش اس شہر نحوست اثر کے ہوئے شہزادے نے کہا میان صاحب خیر ہی
ہم فقط اس شہر اور یہان کے شہریار کے شوق دید مین وطن سے بعید ہو خستہ و خراب با دل مضطر
و جان بیتاب یہان پہونچے ہین برائے خدا یہان کی نحوست اپنی سیہ پوشی کی علت بیان کیجیے
خواجہ سرا نے یہ سنکر نعرہ مارا بیچین ہوکر پکارا کہ اے جوان رعنا تو نے یہ قصہ سنا ہوگا زینت تخت
رونق شہر موجد آبادی صاحب جاہ و حشمت مالک عفت و عصمت انجمن آرا یہان کی شہزادی
تھی شہرۂ جمال بیمثال اُس حور طلعت پری خصال کا از شرق تا غرب اور جنوب سے شمال تک
زبان زد خلق خدا تھا اور ایک جہان حسن کا بیان سنکر نادیدہ اُسکا مبتلا تھا آجتک چشم و گوش
چرخ کجرفتار نے باین گردش لیل و نہار ایسی صورت دیکھی نہ سُنی تھی مہت سے شاہ شہریار
اُسکے وادی طلب مین قدم رکھکر تھوڑے عرصہ مین آوارہ دشت ادبار پتھرون سے سر مار مار
مصرع رہرو اقلیم عدم ہوگئے + اب چار پانچ روز سے ہمارے طالع جاگتے جاگتے دفعۃً سو گئے
ایک ساحر مکار جفاکار بروز سحر اُسے محل سے اُٹھا لیگیا ہنوز یہ جملۂ غم ناتمام تھا کہ جانعالم کا کام
تمام ہوا آہ سرد کھینچکر بحال خستہ و پریشان مثال قالب بیجان زمین پر گرا اور بحسرت و یاس پکارا
شعر جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہی اُس سے ملاقات نہونے پائی + اے
گردون جفا پرداز و اے فلک عربدہ جو یہ کیا تیری خو ہی اتنی دور لاکر نا کام رکھا مؤلف
عشرتکدے جہان مین ہوئے سیکڑون لٹے + اک دل ہمارا تھا کہ وہ ماتم کدا رہا + تاثیر آہ دیکھی
نہ گریہ مین کچھ اثر + ناحق مین اس امید پہ کرتا بکا رہا + کیا دیکھتا ہی سینے کو میرے تو اے سرور
اُجڑا دیار ہمین نہین دوسرا رہا + شعر یہ کہکر وہ اس طرح غش کر گیا + کہے تو کہ جیتے ہی جی مر گیا +
خواجہ سرا سخت گھبرایا سمجھا کہ یہ شخص بھی گرفتار محبت اسیر دام الفت اُسی کا ہی مجھ سے بڑی غلطی
ہوئی دفعۃً خبر بد سُنانی نہ تھی آفت اسکی جان پر جانکر لانی نہ تھی ہر چند گلاب کیوڑہ چھڑکا ہوش نہ آیا

برجواس بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا و عرض کی آج ماتم انجمن آرا تازہ ہوا بادشاہ نے فرمایا
کیا ماجرا ہی اُسنے عرض کی کہ کسی ملک کا شہزادہ اسکی محبت مین سلطنت سے ہاتھ اُٹھا فقیرانہ
سج دھج بنا یہان تک پہونچا ہو مجھ سے جادوگر کے اُٹھا لیجانیکی خبر سُنکر آہ کھینچ زمین پر گرا ہی اب تک
ہوش نہین آیا ہی عجب صدمہ دلبر دھر گیا ہی خدا جانے جیتا ہو یا مر گیا ہو کیا عرض کرون غلام
کی نظر سے اس سج دھج کا جوان پری پیکر آجتک از قسم بشر نہین گذرا اگر ان دونون کی صورت
آئینہ چشم مین نظر آتی قران السعدین کی کیفیت کھلجاتی جو حضور ملاحظہ فرمائینگے شہزادی
کو بھولجائین گے بسکہ بادشاہ غم مفارقت انجمن آرا سے بیقرار تھا ارکان سلطنت سے کہا
جلد جاؤ جسطرح ہوا سے لاؤ لوگ دوڑے مُردے کی صورت اُٹھا لیگئے اُس عرصے مین

تصویر جانعالم کی بیہوشی اور خواجہ سرا کا اُٹھا لیجانا

شام ہوئی بادشاہ نے ہاتھ منھ دھلوایا بید مشک چھڑکا کیوڑہ منھ مین چوایا لخلخہ سُنگھایا جانعالم
کو ہوش آیا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا دیکھا ایک شخص تاج خسروانہ برسر چارقب ملوکانہ دربر سن رسیدہ
لیل و نہار دیدہ بڑے کرّوفر سے تخت پر جلوہ گر ہی اور چار ہزار غلام زرین کمر با شمشیر و خنجر و جگر
بنا دست بستہ روبرو کھڑا ہی گرد میر وزیر سپہ سالار پہلوان گردن کش اپنے اپنے

قرینے سے ہر ایک زینت دہ کرسی دونگل ہی تھتون کا جنگل ہی جانعالم اُٹھا بطور شاہ و شہر یار و شہزادہائے عالی تبار رسم سلام بجالایا بادشاہ نے گلے لگایا پاس بٹھایا جب سے بادشاہ کی نظر پڑی تھی محو حسن دلفریب مفتون چہرۂ مہوش و صورت پر زیب ہو گیا تھا اور حضار مجلس بھی سب دنگ سے تھے سکتے کے ڈھنگ تھے سب کو صدمۂ تازہ یہ ہوا کہ ایسا وارث تاج و تخت ہاتھ آئے اور محروم رہجائے اُسوقت کا رنج و قلق شہزادے کا کوئی فراق کشیدہ سمجھے بقول مرزا حسین بیگ صاحب شعر حسرت پر اُس مسافر بیکس کی رویئے + جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے + مگر باعث شرم و حیا کہ لازمۂ شرفا و نجبا ہی خاموش سینے مین غم کا جوش و خروش بادشاہ نے استفسار وطن اور نام جد و آبا کیا یہان فرط الم کثرت غم سے گلا گھٹ رہا تھا مگر ضبط کو کام کرکے حسب و نسب اور ملک کا پتہ بتایا پھر سپہر کا شہزادی کا حال پوچھا بادشاہ نے فرمایا اے گرامی اختر سپہر شہر یاری مدت سے ایک جادوگر اس فکر مین تھا یہان ہر مرتبہ نگہبانی ہوتی تھی لیکن وہ کافر دھوکا دیکر لے گیا آجتک محل مین نہین گیا ہون وہ محل جو عشرت کدۂ خاص تھا ماتم سرائے عام ہی ہر سو شور رقت ہر سمت نالۂ پُر آفت بلند ہی کھانا حرام چھوٹا بڑا مبتلائے آلام ہی جانعالم نے کہا کچھ بھی ثابت ہوا کدھر لیگیا بادشاہ نے فرمایا پانچ کوس تک پتہ ملتا ہی آگے قلعہ ہی سر بفلک کشیدہ آگ سب پھری ہی شعلہ سرگرم تا چرخ چنبری ہی اور انگارون کا انبار تا کرۂ نار ہی وہان کا حال نہین کھلتا عقل بیکار ہی مگر قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ سحر کا کارخانہ ہی شہزادے نے کہا خیر اگر حیات مستعار باقی ہی بندہ اثر دکہان جاتا ہی یہ کہکر اُٹھا کہ قبلہ خدا حافظ بادشاہ لپٹ گیا کہا بابا خدا کیواسطے اس خیال محال سے درگذر طائر خیال کے اُس دشت مین پر جلتے ہین پیک صبا کے پاؤن مین چھالے نکلتے ہین دوسرے مجھے مفارقت تیری کب گوارا ہی ایک کو دھوکے مین کھویا تجھے دانستہ جانے دینے کا کہان یارا ہی ایسی آفت مین تجھ سے جوان کو جانے دون بڑھاپے مین بدنامی لون سلطنت حاضر ہی بسم اللہ حکمرانی کر مین ضعیف ہون گوشے مین بیٹھکر اللہ اللہ کرون شہزادے نے عرض کی یہ تخت و سلطنت حضور کو مبارک رہے بندہ آوارہ خانمان ننگ خاندان گھر کی حکومت و ثروت چھوڑ عزیزون سے منھ موڑ خراب و خستہ سرگردان در و حیران و پریشان ہو

یہان تک پہونچا اب یہ کلمہ ہتک کا اور ذلت کا سُننے کو جیتا رہے ملک بیگانے مین بادشاہت
کرے لوگ کہین جادوگر تو شہزادی کو لیگیا یہ شخص بیغیرت جیتا رہا سلطنت کرنے لگا جوانمردی
سے بعید ہی عاشق کو معشوق کی راہ مین جان دینا عید ہی لا اعلم تا سر ندہم پا نہ کشم از سر کویش +
نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد + یک آگے ہٹ رہے اور یک پاچھے ہٹ جائے مصرعہ
قدیم عشق بیشتر بہتر + جس مددگار نے ہزار بلا سے بچا کے یہان تک زندہ و سلامت پہونچایا ہی
وہی وہان سے بھی مظفر و منصور آپ سے ملائیگا نہین تو یہ صورت نحس کوگون کو دکھانی کیا ضرور ہی
گو بشر مجبور ہی لیکن اس زیست سے آدمی مرنا گوارا کرے بموت مرے پہلے جب عقل و عشق
سے معرکہ الگا تھا میرا دل کھٹکا تھا عقل کہتی تھی مان باپ کی مفارقت اختیار نہ کرو سلطنت سی
شے نہ چھوڑ و عشق کہتا تھا مان باپ کسکے بادشاہت کیسی سررشتۂ الفت غیر توڑ و کوچہ دلدار کی
گدائی سلطنت ہفت اقلیم ہی اگر میسر آئے بے یار خدا کسی کی صورت نہ دکھلائے عقل کہتی تھی آبرو
کا پاس کرو ننگ خاندان نہو غریب الوطنی سے عار کرو صحرا نوردی نہ اختیار کرو عشق کہتا تھا یار کے
ملنے مین عزت ہی بادیہ پیمائی مین بہار ہی تشنۂ خون آبلہ مدت سے صحرا کا خار ہی عقل کہتی تھی یہ
لباس شاہی قبائے فرمانروائی چاک نہین کرتے دانشمند جادۂ راستی سے خلاف قدم نہین
دھرتے عشق کہتا تھا لباس عُریانی ہی عقل دیوانی ہی یہ وہ جامہ ہی جسے احتیاج شست
و شو نہین کیسی ہی اچھا پائی ہو چاک نہو کسی آلائش سے ناپاک نہو ہلا کار سوزن و رفو نہین
نہ باربرداری اسکو چاہیے نہ چور کا ڈر نہ راہزن کا خطر ہی پانی سے بھیگے نہ آگ سے جلے سڑے
نہ گلے گلے سے کبھی جدا نہو نہ کوئی اسکو لے سکے نہ خود کسی کو دے سکے نہ دشت وحشت مین
اسکا مار آئے نہ اسکے دامن تک سر خار آئے نہ اسکا جسم لاغر پہ بار ہی مسافر صحرائے محبت کو یہی
درکار ہی آتش تن کی عُریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس + یہ وہ جامہ ہی کہ جسکا نہین سیدھا
اُلٹا + آخر کار بعد تکرار عقل کو شکست فاش ہوئی کوچہ دلبر کی تلاش ہوئی نام سے نفرت ننگ سے
تنگ ہو نشان ہوس سلسلۂ دیوانگی ہاتھ آیا طبیعت عشق کی محکوم ہوئی وحشت کی دھوم ہوئی امان
غیرت گریبان حیا چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ بکھیڑا پاک ہوا ایک پرندہ کہ توتا تھا رہبر و مددگار
ہوا دوسرا دوندہ وہ وزیرزادہ تھا تنہائی مین غمگسار ہوا پھر تو سلطنت اور وطن چھوڑ عزیزون

یگانون سے رشتۂ محبت توڑ رہ نورد بادیۂ حرمان اور گام فرسائے دشت ادبار ہوا لیکن اسکا ساتھ بھی نہ سزاوار ہوا پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین توتا اڑ گیا وزیر زادہ ہرن کے ملنے سے چھٹ گیا وہ جو اتا نہ ظاہر کی دل لگی کا تھا لٹ گیا تنہائی ہمراہ ہوئی ہمدم گرم سرد آہ ہوئی کچھ دنون کے بعد طلسم مین پھنسایا ہمین رلا کے دشمنون کو ہنسایا تھوڑی سی آفت اٹھا کے رہائی پائی سمت مطلوب کی راہ ہاتھ آئی مگر یہ سنگ نشان دیکھا نہ میل نظر آیا گرد کاروان دیکھی نہ صدائے زنگ و جرس سنی نہ راہبر ملا نہ کفیل نظر آیا سواری چھٹی پیادہ پائی ملی فکر غیر سے رہائی ملی جب اس منزل مین حضرت عشق نے آزمایا با وجود آبلہ پائی اور خلش خار صحرا ثابت قدم پایا دوسرے مرحلے مین امتحان مدنظر ہوا پریون کے اکھاڑے مین گذر ہوا ایک مہ سیما کو اس جانب میلان ہوا پھر وہی عیش و نشاط کا سامان ہوا ہیئت سے نیرنگ دکھائے ہر شب عجب دن آگے آئے للہ الحمد کہ شیشۂ عصمت سنگ ہوا و ہوس سے سالم رہا وحشت دل کا بدستور عالم رہا رخصت مین مصلحت جانی جوان و پیر کی بات نہ مانی اب گھر پہونچکر دھو کا کھانا جان بوجھکر بھول جانا کس ملت مین روا ہی یہ نرا وسوسہ ہی مجھسے وحشی سے ایسی ہوشیاری دور ہی جیتے جی مرگ منظور ہی اس گفتگو کی

تصویر محلسرائے شاہی و بیگمات و جان عالم و بادشاہ مع نواب ناظر خواجہ سرا

خبر محل مین پہونچی کہ آج اس طرح کا مہ جبین انجمن آرا کا عاشق وارد ہوا تھا وہ بھی حرارت محبت
سے ایسی آگ مین جلنے جاتا ہی انجمن آرا کی مان در دولت سرا پہ چلی آئی خواجہ سرا دوڑے
بادشاہ سے عرض کی جلد شہزادے کو لیکر محل مین رونق فرما ہوجیے بادشاہ جانعالم کو ہمراہ
لے آرامگاہ مین تشریف لایا وہ بھی ہزار جان سے نثار ہو دیر تک پروانہ وار اُس شمع انجمن
سلطنت کے گرد پھری لڑکیون نے گھیر لیا سب کو قلق ہوا غرضکہ بہزار سعی بادشاہ نے بمنت
صبح کی رخصت پر اُس شب رو کا پھر خاصہ طلب کیا شہزادے نے انکار کیا وہی نواب ناظر حاضر تھا
پانو پر گرا سمجھایا پیر مرشد کسی دن سے محل مین کھانا پانی سب کو حرام ہی جو آپ کچھ بھی نوش
فرماینگے تو یہ سب کھاینگے ناچار با خاطر فگار دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے حلق مین اُتارے
پھر ہاتھ مُنھ دھو نیند کا بہانہ کر پلنگ پر جا لیٹا مگر نیند کسکی اور سونا کیسا مؤلف وا در دیدہ سدا
رہتا ہی تیری یاد مین + آنکھ جب سے لگ گئی روتے ہین سو جائینگے ہم + پھر لیٹے لیٹے انجمن آرا
کا تصور کر دم گرم آہ سرد سینے سے بھر کر یہ پڑھنے لگا ابیات تجھ بن ہی خراب زندگانی + ہی
مجھکو عذاب زندگانی + اتنا تو نہ چھپ کہ لے کفن کا + گھبرا کے نقاب زندگانی - جب کروٹین
بدلتے بدلتے پسلیان دُکھ جاتین اور بیقراریان ستاتین تو دل بیتاب کو مستعد ضبط آمادۂ جبر و صبر
کر یہ کہتا نظم کمال ضبط کو عاشق کرے اگر پیدا + کہان کی آہ کرے بات بھی اثر پیدا + ہزار رنگ
زمانے کے بدلے پر افسوس + کبھی ہوئی نہ شب ہجر کی سحر پیدا + کریگی ہمسری نالے کی میرے
تو بلبل + شعور اتنا تو کر جا کے جانور پیدا + ہمیشہ ہاتھون سے انکے رہا ہون مین جلتا + یہ زود
گرم ہوئے تھے دل و جگر پیدا + یہ دل مین ذوق اسیری ہی جو قفس مین مدام + مین نوچتا ہون جو
ہوتے ہین بال و پر پیدا + آخرش بعد نالہ و آہ کراہ کراہ کر صبح کی بعد فراغت نماز سوز و گداز
مرنے پر کمر باندھی شب کو یہ خبر عام ہوئی کہ کل جادوگر کی لڑائی کو شہزادہ آمادہ ہوگا پہر رات رہے
سے مجمع عام در دیوان خاص پر تھا یکایک بادشاہ تخت پر سوار برابر شہزادہ والا تبار برآمد ہوا
چشم مشتاقان مین نور طور نزدیک و دور تجلی کر گیا ہر شخص رو بقبلہ ہو دعائے فتح و ظفر اُس
ماہ پیکر کی مانگنے لگا القصہ جہانتک لوگ آتے جاتے تھے بادشاہ ساتھ آیا آگے بڑھنے کی تاب
نہ لایا جانعالم نے قسمین دیکر رخصت کیا ناچار با دل داغدار خاطر فگار قلعے مین داخل ہوا اگر وہانسے ڈیوڑھی

صدا ہرکارہ صبا دم متعین کیا کہ ہر دم کی خبر حضور مین پہونچے جانعالم پھر اکیلا با حسرت و یاس
رہا غم دلبر رفیق قدیم پاس رہا یہ شعر پڑھتا آگے چلا مصحفی لے غم یار مین بندہ ہون رفاقت کا تری
نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو + آگ کا قلعہ سامنے تھا آسمان سے زمین تک بجز شعلہ جوالہ یا
برج آتشین یا انگارون کا ڈھیر اور کچھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ غور سے دیکھنے لگا ایک ہرن اُس
آگ سے نکلا اچھل کود کر پھر اُسمین غائب ہوا جب مکرر آمد و رفت کی جانعالم نے لوح پیر مرد
کی دیکھی اُسمین معلوم ہوا اگر یہ اسم پڑھکر ہرن کو تیر مارا اور خطا نہ کی طلسم ٹوٹ جائیگا اور اگر نشانہ
ہو کا خود آماجگاہ خدنگ قضا ہوا کوئی راکھ کے سوا پتہ نہ پائیگا شہزادے نے کہا جو ہرن مارا
تو لطف زندگی ہی نہین حیلۂ مرگ خوب ہے بے یار جینا معیوب ہے یہ سوچ لب سوفار چلے سے
جوڑ شست مشت برابر کر اسم شروع کیا اُدھر ہرن نکلا ادھر تیر کمان سے سرگوشی کر چلا بسکہ
یہ قدر انداز تھا اُسکی قضا دامنگیر تیر دوسار ہوا فردوسی ز لک گفت احسن ملک گفت زہ + ہرن
زمین پر گرا آسمان سے دار و گیر کا غل اُٹھا ہان ہان لیجو گھیر لو جانے نہ پائے قریب تھا خوف
سے جی نکل جائے زمانہ تیرہ و تار صحرا پُر غبار ہوا گھڑی بھر مین وہ تاریکی دور ہوئی آفتاب
نمودار ہوا نہ آگ رہی نہ قلعہ برابر سطح میدان نہ انسان نہ حیوان مگر چبوترے پر لاش جھلسی ہوئی
پاش پاش دیکھی یعنی وہ جادوگر گرگ منظر سیندور کا ٹیکا ماتھے پر زرد زرد دانت ہونٹھون کے
باہر منہ مہری سے گندہ شیطان کا بندہ بالون کی لٹین لٹکین ہڈیان کھوپریان گلے مین پڑین کالا
بھجنگا بدن سے ننگا تیر سے چھد کر جہنم واصل وہ حواصل ہو گیا شکر کا سجدہ بجا لایا قدم ہمت
آگے بڑھایا ہرکارے نے یہ ماجرا دیکھ فوراً حضور مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا عرض کی کہ اے شہریار
ذوی الاقتدار فتح مبارک شہزادہ بلا کا پتلا ہی ایک تیر مین وہ آگ کا قلعہ ٹھنڈا کر سرگرم راہ
ہوا بادشاہ مژدۂ فرحت افزا سُنکے خوش ہوا فرمایا یقین کامل ہی کہ جانعالم حسب دلخواہ مراجعت
کریگا فتح و فیروزی شامل ہی ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات خبر دارون کو خلعت و انعام
موافق قدر و منزلت مرحمت کر پھر روانہ کیا اس عرصے مین شہزادہ وہ وادی پُر خطر میدان
سراسر ضرر کو طے کر متصل قلعۂ سحر جہان انجمن آرا قید تھی پہونچا وہ عجیب معلق قلعہ تھا زمین سے
چار پانچ گز بلند ایک تختہ کمہار کے چاک کیطرح ہوا مین سرعت گردش مین تھا کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی

تصویر جانعالم اور قلعۂ آتشین اور ہرن کا مارا جانا اور جادوگر کی لاش
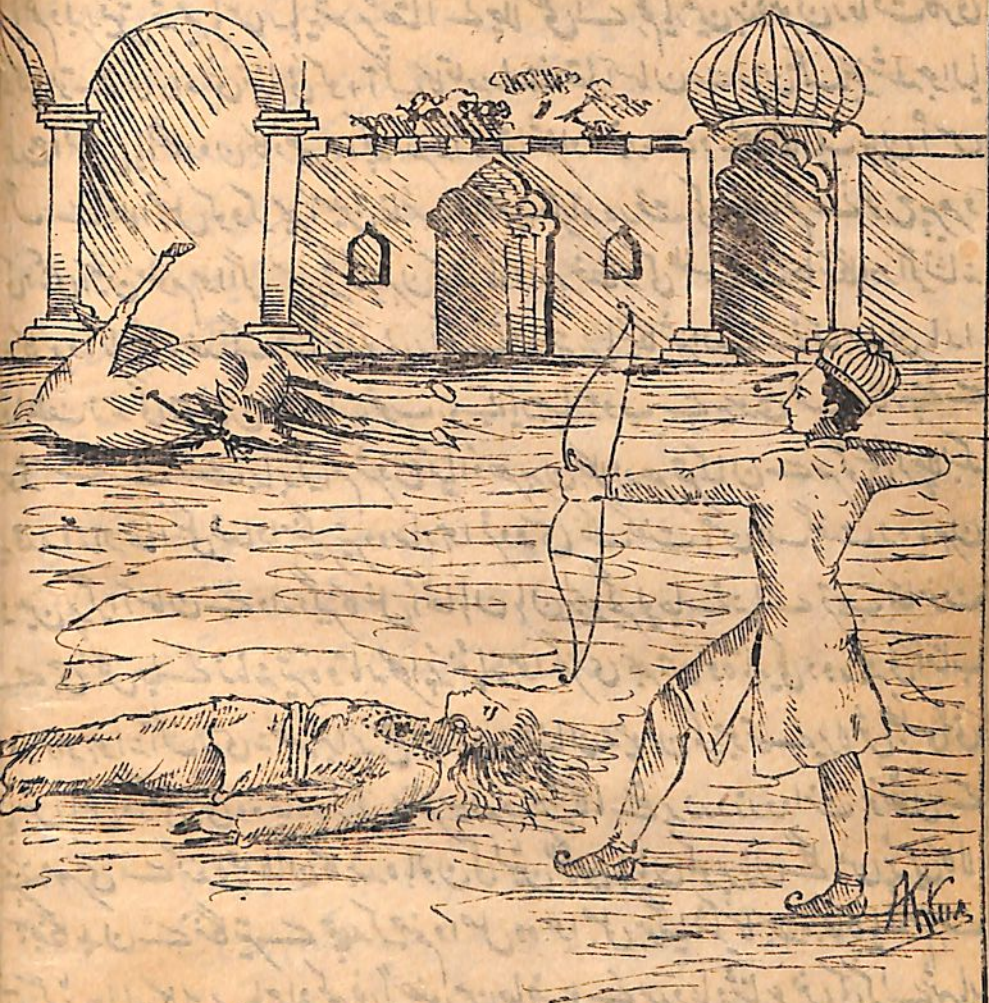
آنکھ کی پتلی اتنا جلد نہ پھرتی ہتی بلند ایسا کہ دیکھنے مین پگڑی گرتی تھی جانعالم وہان ٹھہرا و
قلعہ بھی حرکت سے ساکن ہوا اُسوقت مفصل نقشہ معلوم ہوا کہ قلعہ ہی جواہر نگار باز یب و زینت
بسیار دروازے چار ہین برج گنے نہین جاتے ہزار در ہزار ہین کمند فکر اسکی بلندی کے رو بر
کوتاہ ہی ہر طرف سے مسدود راہ ہی جہان جانعالم کھڑا تھا زمرد کا بنگلہ نظر آیا اسمین سے آواز آئی
اے اجل رسیدہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہی زندگی سے منہ پھیرتا ہی مجھے تیرے حسن و صورت
پر رحم آتا ہی جلد یہان سے چلا جا خطائے اول عوض خوبی شکل و شمائل معاف کی و گر نہ

باین شدائد و خواری قتل کرونگا کہ آسمان تیرے حال پریشان پر خون رویگا ساکنان زمین
کو گوشت پوست ہڈیون کا پتہ نہ ملیگا بادشاہ تیرے غم مین جان کھوئیگا اس وحشت کی خاک
تیرے لہو سے رنگین ہوگی سوچ بھی تا حشر خواب مرگ مین آرام سے نہ سوئیگی شہزادے نے ہنسکر
کہا کہ اے مادر بخطا تو کیا ہماری خطا معاف کریگا کہانتک لاف و گزاف کا کام بھریگا انشاء اللہ تعالی
اور تو کیا کہون تجھے بھی اُسی کے پاس بھیجتا ہون یہ سُنکر وہ جلا آیا بنگلے سے سر نکال تھوڑے ماش
اُس بدمعاش نے اور کالا دانہ نکالا اُسوقت چرخ چکر مین آیا اور زمین تھرائی جب سر سون
مین بنولے اور رائی ملائی پھر تیتا میتا اور لونا چاری کو پکارا اُن دانون کو اُس احمق
نے آسمان کی طرف پھینک مارا دفعۃً ابر تیرہ و تار گھر آیا شہزادے پر پتھر اور آگ کا مینہ برسایا یہ
بھی اسماے رد سحر پڑھتا آگے بڑھتا تھا جب آگ قریب آتی پانی ہوکر بہ جاتی اور پتھر بھی
ہر ایک خاک تھا ایسا وہ اسم پاک تھا جادو گر خفیف ہوکر سحر تازہ کی فکر مین تھا جانعالم نے لوح کو
دیکھا اسمین نکلا کسی طرح لوح کو قلعے کی دیوار سے لگادے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لے
شہزادے نے بجرات تمام تڑاچپک کر لوح دیوار سے لگائی اُسپر آفت آئی مرتبہ اول سے زیادہ چکر
مین آیا پھرتے پھرتے اسطح کی صداے ہیبتناک آئی کہ شہزادہ تو مین اکیبار چھیٹن تو ایسی نہو بد رجہ
مہیب تھی کہ گاو زمین کا کلیجہ ہل گیا خورشید برج اسد مین چھپکر دہل گیا زمانیکا رنگ دگرگون ہوا جنگل
گرد و برد ہوگیا وہ کافر آتش پرست سرد ہوگیا لرزان کوہ و ہامون ہوا میدان سیاہ بلند صداے
نالہ و آہ ہوئی چار گھڑی مین وہ تاریکی دور ہوئی شہزادے کی طبیعت مسرور ہوئی نہ قلعہ نظر آیا نہ مکانات
کا نشان پایا لیکن ریت کا ٹیلہ سر کنڈے گڑے اور کچا سوت نیلا پیلا اُسپر لپیٹا کچھ پھندے پڑے
اُسمین وہ ماہ شب افروز حور کی صورت نور کا عالم پریشان بد حواس سراسیمہ متحیر کوئی آس نہ پاس
ہر سمت حیران ہو ہو دیکھ رہی تھی جانعالم نے پہچانا تاب رہی یہی بیٹھنے مین رعب محبت سے سنناٹا
اکیلے دیکھکے کلیجہ منہ کو آیا ہر چند ضبط کیا نہو سکا تھرا تا دم چڑھا تا دوڑ کر گرد پھرنے لگا لڑکھڑا
سے گرنے لگا انجمن آرا نے شرما کر سر جھکا کر کہا سنبھلو صاحب کچھ پاس و لحاظ بھی کسی کا نہین
یون بیباکانہ پاس چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے مگر اس گفتگو مین آنکھ بھی چار ہوگئی سنان الفت
اُدھر تو گڑی تھی ادھر بھی دوسار ہوگئی شہزادہ خنجر عشق کا زخمی قدیم تھا وہ ملزہ شمشیر محبت کی گھائل

ہوئی طبیعت ادھر مائل ہوئی بدن تھرایا جانعالم نے یہ سنایا میر سوز جسکو نہو شکیب نہ تاب فغان
رہے + تیری گلی مین وہ نہ رہے تو کہان رہے + آہستہ رو تو منزل مقصود کو گئے + رفتار گرم کے
سو ہمین میان رہی + بندہ نواز حال پہ میرے کرو نگاہ + ہو جائے گریہ کہ بس کل روان رہے + یہ کہہ کر گر پڑا

تصویر جانعالم اور انجمن آرا مع قلعہ گنبد اژدر پیچیدہ اور جانعالم کا بیہوش ہو کر گرنا سر بزانوے انجمن آرا
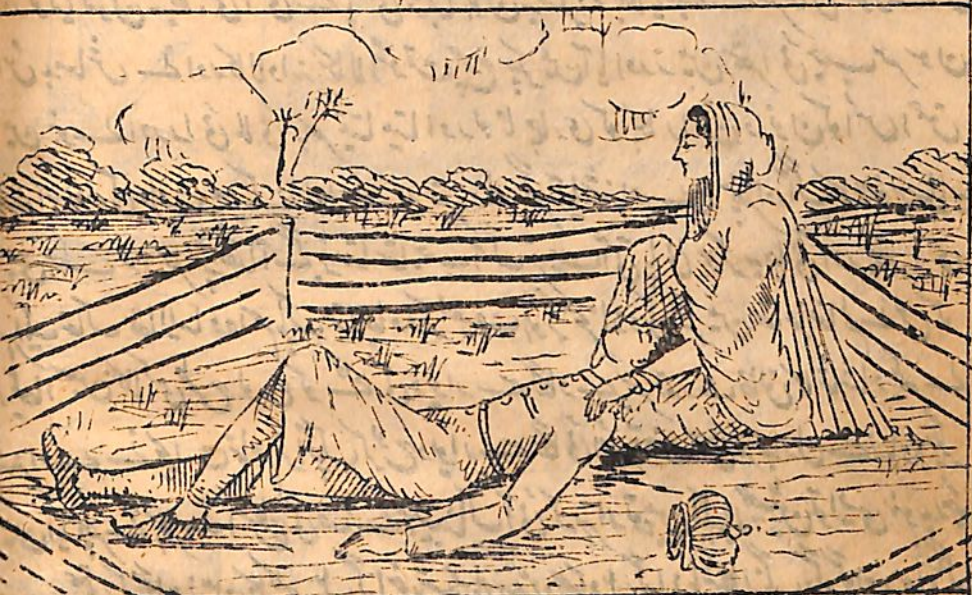
غش آگیا عشق کی تیز نگیان نہان نہین حاجت اظہار و بیان نہین کشش اسکی چھوٹے بڑے پر
آشکارا ہے ہزارون کو اسنے غریب سے مارا ہے انجمن آرا کو دل مضطرب سنے تڑپ کر سمجھایا بیقراری مین اسپر
قرار آیا کہ یہ مقرر عاشق صادق ہمارا ہے جو ایسی بلا سے نہ ڈرا سر کو بیکر اس وادی مین پاؤن دھرا ور
اتنے دن گذرے بیکسی کے سوا کوئی ہمدم شریک زندان غم نہ تھا دل قبضہ اختیار سے جاتا رہا
حجاب ہر چند مانع آتا رہا مگر جانعالم کا سر اپنے زانو پر رکھا چہرے کی گرد جھاڑی غشی تو کبھی آنکھ
سے دیکھی نہ تھی گھبرا کر رونے لگی اسطرح روے یار دھونے لگی اور یہان جو بوند آنسو کی منہ پر
پڑی اور دماغ مین خوشبوے کنار دلدار چڑھی لخلخے کا کام کر گئی گلاب کیوڑہ چھڑکنے کی حاجت
نہ رہی آنکھ کھولدی سبحان اللہ سر خاک افتادہ کنار یار زانوے دلدار پہ پایا نازو نیاز سے دماغ
عرش اعلی پہ پہونچایا اور پاؤن پھیلایا اترایا انجمن آرا نے جھجک کر گھٹنا سرکایا جانعالم نے چشم نیم وا سے

شہزادی کا منھ دیکھا اور کہا ہماری بیہوشی ہشیاری سے اچھی تھی مؤلف مین جو چونکا تو وہ بھی چونک پڑا + ہوئی غفلت جو ہوشیار ہوا + یہ کہکے آنکھین بند کر لین کہ پھر ہمین غش آیا کیون تم نے زانو سر کا یا انجمن آرا نے کہا کیا خوب اتنا اختلاط میری چڑھ ہے مین نے تیری محنت اور مشقت پر نظر کرکے یہ انسانیت کی حرکت کی تھی تم جل نکلے خدا جانے دلین کیا سمجھے اپنی راہ لیجیے چلتا دھندھا کیجیے واہ واہ نیکی برباد گنہ لازم جانعالم نے یہ جواب دیا اُستاد خاک ہی اپنی اُسکے تو اس مکان سے اُٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وہان سے اُٹھ سکے ۔ اُلّا چور کی ڈاڑھی مین تنکا تھین اپنا عاشق کبھی نہ سمجھونگا نہ معشوقون کے دفتر مین آپکا چہرہ لکھونگا انجمن آرا نے کہا چہ خوش بھلا دل تو بہلا لو کچھ ہوا ہنوز زبان کا مزہ نکالو یہ تو وہی مثل ہوئی مان نہ مان مین تیرا مہمان تمھارا بعینہ حال یہ ہی قروہ چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا عشق اور عاشقی کی باتین مری بلا جانے لمزہ کہنا یہ کسی اور سے جاکر کرو اپنا چوچلا تہ کر رکھو اپنی صورت تو غور سے دیکھو یہ تمنے سنا نہین شاید مثل حلوا خوردن را روے باید + جانعالم نے کہا مین بیچارہ خستہ تن غربت زدہ دور از وطن محنت تن کہان سے لاؤن کیونکر ویسی صورت بناؤن ایک ہنستا ہو ایک روتا ہی کفر و اسلام مین بڑا فرق ہوتا ہی تھین ابھی تک موہن بھوگ کا ذائقہ نہین بھولا ہی دم تقریر زبان پر حلوا ہی ہینے آپ کے واسطے جوگ لیا سلطنت کو تج دیا اب مراد پوری ہوئی دور دوری ہوئی انجمن آرا یہ کی سُنکر کھسیانی ہوئی کہا چلو منا وہ مزا قربان کیا تھا اپنی چونچ بند کرو کٹی جلی کی ہنسی اپنے گھر جاکر کرو سحر جادو اور ظلم مکر و فریب سے انسان ناچار ہی اسمین کسی کا کیا اختیار ہی مگر خیر اور جو چاہیے کہ لیجیے دریردہ کیا صاف صاف گالیان دیجیے یہ باتین قسمت کی گردش سُنواتی ہی دیکھون ابھی تقدیر آگے کیا کیا دکھاتی ہے اگر خدا ہمارا گھر بار چھڑا موذی کے پھندے مین نہ پھنساتا تو ہر ایک راہ چلتا ہمین کاہے کو ایسی باتین سُناتا جانعالم یہ سُنکر ڈر گیا رنگ زرد ہو گیا خجالت سے مر گیا سہکر آبدیدہ ہو کہنے لگا میری کیا مجال جو آپکو کچھ کہون مین تو خانمان آوارہ مسافر ہون انصاف تو کرو تم کتنی ہٹ دھرم احسان فراموش ہو ہنسی مین رو دیا ہمین دونون جہان سے کھو دیا انجمن آرا نے دیکھا اسکے آنسو جاری ہچکی طاری ہی مسکرا کر کہا ایک بات مطلب کی کہی مگر یہ سچ ہے او چھے کا بھی

احسان بُرا ہوتا ہی + خاطر جمع رکھ اپنے گھر چلکر تجھے مال وزر سے لاد دونگی کہ تو چل نہ سکیگا بوجھ سے ہل نہ سکیگا شہزادے نے کہا آخر سلطنت کا گھمنڈ آیا ہمین محتاج جان کے یہ فقرہ سُنایا ہم بھی کبھی حاجت روائے عالم مشہور تھے مگر اُلفت سے مجبور تھے اگر تمپر عاشق نہوتے کیون سلطنت کھوتے سر پر ہاتھ رکھکر روتے یہان تو یہ نوک جھوک چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی وہان خبر فتح وظفر ہرکارون نے بادشاہ کو پہونچائی وہ تو ہمہ تن گوش تھا اُسیوقت مع ارکان سلطنت روانہ ہوا سکھپال ہمراہ لیا صبا وار سناٹے مین آ پہونچا جو نزدیک تھے دور کھڑے رہے کہاریان بادشاہ کا تخت قریب لائین

تصویر سواری شہزادہ و بادشاہ ایک تخت پر اور انجمن آرا کا سکھپال اور محلات کی عورتونکا ہجوم
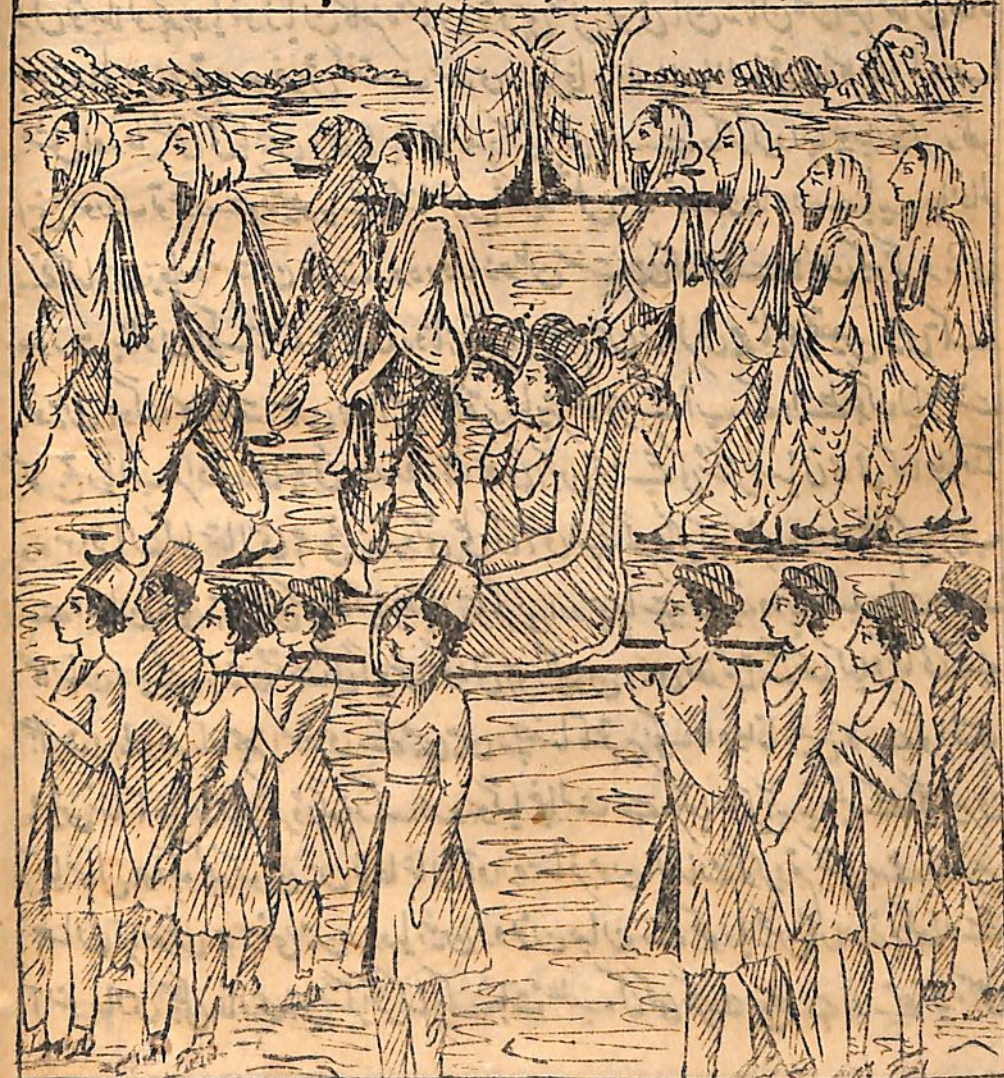
انجمن آرا منھ چھپا کر بیٹھ گئی جانعالم پاس سے سرکا بادشاہ تخت سے اُترا جانعالم کو گلے لگایا
جرأت کی تعریف کی ہمت پر تحسین و آفرین کی بچھڑی بیٹی کو چھاتی سے لگا۔ سکھپال مین سوار
کیا شہزادے کو برابر تخت پر بیٹھا لیا ترقی خواہان دولت ملازمان قدیم نزدیک آئے زر سرخ
و سفید تخت اور سکھپال پر نثار کیا اسقدر اشرفی روپیہ تصدق کیا کہ آجتک جو محتاج مسافر ادھر
جاتے ہین چاندی سونا پاتے ہین نقیب جاگ جاتے ہین بادشاہ کے پھرتے پھرتے جلوس سواری
نوبت نشان فوج سب سامان آپہونچا اہل شہر یہ خبر سنکر ہزارون دوڑے شادیانے بجاتے مبارک
سلامت کا غل مچاتے شہر مین داخل ہوئے ملک کی رونق گئی ہوئی پھر آئی خلقت نے جان
تازہ پائی محل مین انجمن آرا رونق افزا ہوئی سب کو شادی نوروز ہوئی محل والیون نے کہرام
مچایا بادشاہ نے فرمایا یہ خوشی کا وقت ہے نہ ہنگام غم اسیطرح سب بچھڑے خدا کی عنایت
سے باہم ہون انجمن آرا کی مان گرد پھرتی تھی دمبدم سجدہ کرنیکو زمین پر گرتی تھی کہتی تھی
ہمارے دن اللہ نے پھیرے مگر بدولت جانعالم انجمن آرا جب یہ نام سنتی خوش کیا کھلجاتی الا لوگونکے
سنانیکو تجاہل عارفانہ کرکے یہ سُناتی صاحبو یہ کیا بار بار کہتے ہو جو میرا مقدر سیدھا ہوتا تو وہ کون
تھا جو دن پھیرتا ہمصحبتین مزاجدان اس کہانی سے تاڑ گئین کہ آپ کی بھی آنکھ بڑی طبیعت
لڑی جب اُسکی مان سرکی وہ سب پاس آکے کہنے لگین ہے ہے ہم تو تیری مفارقت مین
مرتے تھے زندگی کے دن گھڑیان گن گن بھرتے تھے یہ صورت اللہ نے دکھائی یا جانعالم
کی جوتیون کے صدقے سے نظر آئی جسطرح ہمارے مطلب دلی لے خالق اسکے بھی جی کی مراد دے
انجمن آرا غصے کی شکل بنا تیوری بھون چڑھا کہنے لگی تم سبھون کی شامت آئی ہے کیا بیہودہ بکبک
مچائی ہے چوچلے کی خوبی بزرگی خردی سب ڈوبی واہ وا تمنے میری جڑھ نکالی اپنی دانست مین
دیوانی بنالی خدا جانے یہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے سبھون نے میرا مغز کھایا ہے اُسے تو کیا کوسون
وہ تو مسافر بیچارہ ہے جی مین آتا ہے اسکا منھ نوچون جس جس نے یہ نخرا بگھارا ہے اور سبھی مجھے چھیڑو گی
تو رو دونگی اپنا سر پیٹ لونگی یہ کہکر مسکرانے لگی ہونٹ چبانے لگی آپسمین رمز و کنائے رہے تمام ملازمان
بادشاہ مع رؤسا ترقی خواہ نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین منادی ہوئی کہ جتنے ساکنان قلمرو
بادشاہ ہین فقیر سے ہفت ہزاری تک بڑے آدمی سے بازاری تک آج کاروبار موقوف کر ناچ دیکھین

خوشی کرین اور جسے مقدور نہو سرکار سے لو تمام شہر مین عیش ونشاط راگ رنگ کی مجلس
بافرحت وانبساط ہوئی بادشاہ نے جشن جمشیدی کیا تمام شب بادۂ گلگون کا دور رہا ناچ گانا
صحبت بے تکلفانہ کا یہ طور رہا دم صبح بادشاہ کیوان جاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا اسقدر
زر وجواہر محتاج فقیر دون کو عنایت ہوا کہ کاسۂ گدائی اُنکا جام وصراحی سے مبدل ہوگیا محل
مین برمحل رت جگے صحنک جابجا کونڈے حاضری دوسے ٹیڑیان منتون کی جس جسنے مانی تھین
کرنے بھرنے دینے لگین اور ڈومنیان تراق پڑاق پری وش خوش گلو باانداز مع سامان و
ساز حاضر ہوئین مبارک سلامت کہکر شادی مبارک گانے جھپجے مچانے نئی مبارک بادسنانے
لگین مؤلف شادی وجشن سزاوار مبارک ہووے + آج شہزادی کا دیدار مبارک ہووے
صد وسی سال سلامت رہے بامن وامان + حسن کی گرمی بازار مبارک ہووے + وہ بھی
دن آئے جو سہرہ بندھے سر پر اسکے + سب خوشی سے کہین ہر بار مبارک ہووے + بعد
شادی کے خدا دے کوئی فرزند رشید + ہم کہین آکے یہ دلدار مبارک ہووے + خار کھاتے
رہین کمبخت جو دشمن ہون بہرو + دوستون کو گل و گلزار مبارک ہووے +

بیان جلسہ شادی اُس وطن آوارہ کا انکار کرنا اُس مہر سیما ماہ پارہ کا اور
مان کا سمجھانا اُسکا شرما کے سر جھکانا پھر سامان برات کا مزہ لوٹنا پہلی رات کا

کدھر ہی تو اے ساقی گلعذار + مراعم سے دل ہوگیا خار خار + پلادے کوئی ساغر لالہ رنگ
جوانی کی لاے جو ولین ترنگ + سہے کتنے صحرانوردی کے رنج + بھلا کچھ تو شادی کا ہو نغمہ سنج
سُر دوسرا یان بزم شادی دنغمہ پردازان محفل عروسی ودامادی انجمن بیان مین یون زمزمہ سنج
ہوئے ہین کہ جب جلسۂ عیش وطرب سے فرصت سب کو ہوئی ایک روز بادشاہ جمجاہ محلسرا ے
خاص مین جلوہ بخش ہتابی ہی سے خلوت مین فرمایا کہ حقوق اور احسان جیسے جانعالم
کے ہمارے ذمہ ہمت پر ہین تمام عالم جانتا ہی اور یہ بھی نزدیک ودور مشہور ہی کہ عشق انجمن آرا
مین نادیدہ مبتلا ہو سلطنت کھو یہان آیا ہی اور کس مردانگی سے جادو گر کو مار اور اُسکے
پھندے سے چھڑایا ہے اس کے قطع نظر صورت سیرت خلق ومروت ہمت وجراءت

یہ جتنی صفتین ہین سب خالق نے عطا کی ہین حسب عالی نسب والا حسن مین مہر و ماہ سے نرالا
مناسب کیا ضرورت ہے کہ جلد سامان شادی درست کر منعقد کرو خدا جانے آج کیا ہے کل کیا ہو
کار امروز بفردا مگذار اُسنے عرض کی کہ جو رائے اقدس مین گذرا یہی میرا مطلب عین تھا بادشاہ نے
فرمایا آج انجمن آرا سے یہ مقدمہ اظہار کر کے جواب باصواب حاصل کر لو کل سے سرگرم سامان
شادی ہو یہ کہکے بادشاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا انجمن آرا کو ماں نے طلب کیا اور
دو چار اور مُغلانیان آتونین سن رسیدہ محلدارین جہان دیدہ قدیم جو تھین انھین بلوایا شہزادی
کی جلیسین بھی یہ سُنکر بے بلائے آئین اُسنے پہلے بیٹی کو گلے سے لگایا پیار کیا پھر کہا سنو پیاری
دنیا کے کارخانے مین یہ رسم ہے کہ بادشاہ کے گھر سے فقیر تک بیٹی کسی کی ماں باپ پاس ہمیشہ
نہین رہتی اور غیرت دار کے گھر مین لڑکی جوان ہر وقت رنج کا نشان خفت کا سامان ہے اور
خدا و رسول کا حکم بھی یہی ہے کہ جوان کو بٹھا نہ رکھو شادی کر دو ورائے ان باتون کے ایک شخص
نے تمھارے واسطے گھر بار چھوڑا سلطنت سے ہاتھ اٹھا کسی آفت سے مُنھ نہ موڑا جی پر کھیل گیا
کیا کیا بلائین جھیل گیا سر کھپی اور جان جوکھون کی جب تمنے ہمکو دیکھا ہمنے تمھاری صورت
دیکھی شکل مین پری شمائل فرخندہ خو فرشتہ خصائل تمام شہر عاشق زار ہے چھوٹا بڑا اُسپر فریفتہ
اور نثار ہے ہر چند تم پارۂ جگر نور نظر ہو مگر واری جو انصاف ہاتھ سے نہ دو تو تم مین اُسمین
بڑا فرق ہے تمھین اللہ نے عورت بنایا ہے وہ مرد میدان نبرد ہے زنڈی مرد کا بہت
تفاوت مشہور ہے آگاہ نادان وذی شعور ہے الّا جانی ہمارا کہنا آرسی مصحف مین نظر
پڑیگا دیکھیئے گا جو دکھائی دیگا انجمن آرا نے یہ سُنکر سر جھکا لیا رونے لگی کہا حضرت صورت
شکل کا بیان مذکور کیا ضرور تھا یہ اللہ کی قدرت ہے کسی کو بنایا کسی کو بگاڑا بہت سے
لولے لنگڑے کانے کھدرے گونگے بہرے ہین وہ چاہے نہ جبین کہین نور ہے کہین نار ہے
گل کے پہلو مین خار ہے یہ سب صنعت پروردگار ہے دنیا مین کونسی شے بیکار ہے برون
سے اچھون کی تمیز ہے یون تو بادشاہ مصر غلام عزیز ہے اور جو بار احسان سے دب کر فرماتی ہو
کہ ایسا کرو تو دنیا عالم اسباب ہے ایک کا کام دوسرے سے ہوتا آیا ہے یہ شخص نہ آتا اور میرے
مقدر مین رہائی ہوتی کچھ ایسا سامان نکل آتا اور کوئی اللہ کا ولی پیدا ہو جاتا میری بند چھڑاتا

لمؤلفہ نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین + ہوتا وہی سرور ہی جو سرنوشت ہو + میری قسمت کمبخت بُری ہی ایک مصیبت سے چھٹا دوسری آفت مین پھنسا یا ہر دم ملنے اپنے بیگانے کے سُننے پڑے کہ یہ آیا مجھے قید سے چُھڑایا خدا جانے وہ کون ہے کہان سے آیا ہے اپنے مُنھ سے میان مٹھو شہزادہ بنا یا ہی آپ کی لونڈی ہون بہر صورت فرمانبردار اگر کنوئین مین جھونک دو چاہ سے گر پڑون اُف نہ کرون مگر جو آپ اُسکی شکل پر ریجھ محنت و مشقت کو سمجھ بوجھ یہ مقدمہ کیا چاہتی ہین تو مین راضی نہین اگر مزدوری کی اُجرت خدمت کا انعام منظور ہے کہ بادشاہون کے نزدیک احسان کسی کا اُٹھانا بہت دور ہی تو روپیہ اشرفی جاگیر عنایت کرو اُسکا بھلا ہو کام ہو آپکا نام ہو یہ فقرہ سن کے وہ بہت ہنسی کہا شاباش بچی اُسکی جانفشانی کی خوب قدردانی کی واقعی وہ بیچارا تمھارے ملک کا یا روپیہ پیسے کا محتاج ہی اری نادان وہ تو خود صاحب تخت و تاج ہی اس بات پر ہمسنون نے قہقہہ مارا کہا حضور یہ انکا شعور ہی اسکے نزدیک وہ شہزادہ نہین مزدور ہی انجمن آرا نے جھنجلا کر کہا کہ روپیہ وہ شے ہی کہ اسکے واسطے اسفندیار سا روئین تن مارا گیا فریدون و افراسیاب کا سُر اُتار ا گیا وہ جو دائی ددا آتون مغلانیان پُرانی پُرانیان حاضر تھین بولین قربان جائین واری مان باپ کی عدول حکمی مین خدا اور رسول کی نافرمانی ہوتی ہے تمھین انکار مناسب نہین اور خدانخواستہ یہ کیا تمھارے دشمن ہین جو راہ چلتے کے حوالے کسی کے کہے سنے سے بے دیکھے بھالے کر دینگے آدمی روز بروز عقل و شعور سیکھتا ہے نشیب فراز بات کا محل و موقع سوچتا سمجھتا ہی تم سلامتی سے ابھی تک وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو کھیلنے کودنے کے سوا قدم نہین دھرتی ہو انجمن آرا نے جواب نہ دیا سر زانو پر رکھ لیا لیکن وہ جو امیر زادیان اُسکی ہمنشین جلیسین تھین جنھنے اس بات نے روز مشورے رہتے تھے بولین ہی ہی لوگو تمھین کیا ہوا ہی آتون جی صاحب بے ادبی معاف آپنے دھوپ مین جونڈا سفید کیا ہے خیر ہی صاحب جو دلھن سے صاف صاف کہوایا چاہتے ہو دنیا کی شرم و حیا نگوڑی کیا اڑ گئی اتنا تو سمجھو بھلا مان باپ کا فرمان کسی نے ٹالا ہی جو یہ نہ مانینگی الخاموشی نیم رضا بوڑھے بڑون کے روبرو ادر کہنا کیا یہ سُنکے آتون قدیم جنھنے انجمن آرا کو پالا پڑھایا لکھایا تھا اُسنے مبارکباد کہکے انجمن آرا کی مان کو نذر دی محل مین قہقہے مچے شہزادی بناوٹ سے رونے لگی نواب ناظر بیگم

کی نذر لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا نذر دی خلعت مرحمت ہوا یہان تو ارکان سلطنت
اسی دن کے روز منتظر رہتے تھے یہ مژدہ فرحت افزا دریافت کرکے اُٹھے بمراتب نذرین گذرین
توپخانون مین تسلک کا حکم ہوا بجا نوبت خانون مین شادیانے بجنے لگے مبارک وسلامت کی
صدا زمین وآسمان سے پیدا ہوئی شعر فلک پر یہ مبارکباد ہے اب کسکے ملنے کی + یہ ایسا کون
بختاور ہے جسکا بخت جاگا ہے + بادشاہ نے وزیر اعظم سے ارشاد کیا جانعالم یہان مسافرانہ
وارد ہوا ہے تم امورات محل مین مستعد رہو ہم اُسکا سامان سرانجام کرین وزیر آداب بجالایا
خلعت فاخرہ ملا ہاتھی پالکی سے سرفراز ہوا جانعالم کا یہ نقشہ تھا چہرے پر بشاشت سے سرخی
باچھین تا بناگوش کھلین فرحت کے باعث بند قبا ٹوٹے جاتے تھے مگر شرم کے باعث آپ
سر نہ اُٹھاتے تھے بادشاہ نے رمّال نجومی پنڈت جفردان جو جو ہیئت اور ہندسہ اور نجوم مین طاق
شہرۂ آفاق تھے طلب کئے اور ساعت سعید کا سوال کیا کسی نے قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا اشکلین
لکھین کسی نے پوتھی کھولی کوئی حرف مفرد لکھکر حساب کرنے لگا کوئی تلا برچھک دھن مکر کُمبھ
مین میکھ برکھ متھن کرک سنگھ کنیا ان گنکر بچار کرنے لگا کوئی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد
قمر زحل کا حال مع گردش برج کہکے حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ قوس عقرب جدی دلو حوت
میزان کی میزان دیگر شمار کرنے لگا کہا بعد مدت قمر اور مشتری کا بطرز خلاف حمل مین قران ہے
اُس ہفتہ کا دن رات سعد اکبر ہے اور باتفاق ایک روز مقرر کیا حضور سے بقدر علم وکمال خلعت و انعام
عنایت ہوا اور بعد جلسہ شادی بامید دیگر داد و داد امیدوار کیا القصہ بموجب احکام اختر شناسان بلند
مین فلک سیر ماضی مستقبل کے حال دان باریک خیال ومنجمان صدر نشین مسند کنشت ودیر
حکم روایان خوش فال مانجھے کا جوڑا دلھن کے گھر سے چلا تا مدور سے فیل نشین زن ومرد
فرد فرد بالباس نگین کھرواج کی کشتیون مین زعفرانی جوڑے سنہرے خوانون مین پینڈیان
مقوی مفرح ذائقہ ٹپکتا خوان تک لبا اور دودھ کیواسطے اشرفیون کے گیارہ توڑے طلائی جڑی
جواہر جڑا ازمرد نگار کٹورا ابٹنا ملنے کا کنگنا بہ از عقد ثریا دریکتا بڑا بڑا انگی ملتان کی تھی بیل بوٹے
مین گلستان کی تھی بٹنا اور تیل بے میل جو عطر کشمیر پر خندہ زن ہو معطر دماغ انجمن ہو کہ نہ نمین عطر
سہاگ مہک پری ایجاد نصیر الدین حیدری ارگجہ محمد شاہی فتنے کی بو چار سو زعفران کا تختہ کھلا کوسون تک

خوان سے خوان ملا نوبت نشان گھوڑون پر شہنا نواز نقارچی جوان سکھپال اور
چنڈولون مین زنانی سواریان اُنکے بناؤ کی تیاریان کہاریان پری چہرہ برق درخشان کا
عالم باہم قدم قدم اُس سامان سے وہ سب مانجھالے کے در دولت نوشاہ پر جو بس گئے شہر
کے کوچے و بازار بس گئے وہان دولہا نے یہان دُلہن نے مانجھے کے جوڑے پہنے منادی
نے ندا کی جو سفید پوش نظر آیگا اپنے خون سے سُرخ ہوگا یعنی گردن مارا جائیگا بادشاہ نے
خود ملبوس خاص رنگین زیب جسم کیا رنگ کھیلنے لگا تمام خلقت ہولی کی کیفیت بھولی شہر مین
شہاب اور زعفران کے سُرخ و زرد نالے بہے گلیون مین عبیر و گلال کے ٹیلے ٹیکرے رہے کوچہ
ہر بازار کا زعفران زار کشمیر تھا ایک رنگ مین ڈوبا امیر و فقیر تھا بتاکید تمام خاص و عام کو حکم
ہوا کہ آج سے چوتھی تک سوائے اہلِ حرفہ اپنے اُمورِ ضروری موقوف کر گھر مین ناچ دیکھو
جشن کرو جو کچھ احتیاج ہو سرکار سے لو اور ہر رئیس محلہ اور سردار قوم سے فرمایا جو جو تمسے
متعلق ہو اُنکی فرد درست کر حضور مین گذرانو اُنکے کھانے پینے کا سامان خواہ ہندو ہو یا مسلمان حضور سے
ملیگا اور ارباب نشاط کے داروغہ کو حکم ملا کہ جسکی جیسی لیاقت ہو یا جسکا جو شائق ہو بشرطیکہ اُسکے لائق
ہو برضامندی طرفین ویسا طائفہ وہان بھیج دو دکانداروں کو ارشاد ہوا دن رات
دُکانین کھلی رہین قریب ناچ ہو دن کے کھانے کا صرف تصرفی باورچیخانے مین ٹھہرا
ہندوؤن کو پوری کچوری مٹھائی اچار مسلمانون کو پلاؤ قلیہ زردہ قورمہ ایک آبی دوسری خمیرمال
فرنی کا خوانچہ تشتری کباب کی بہت آب و تاب کی شہر مین گلی گلی عیش و نشاط خوشی مین چھوٹے
بڑے سب کسی کو کسی سے غرض نہ مطلب پکا پکایا کھانا کھانا دکانون پر بیٹھے ہر وقت ناچ
دیکھنا سرکار کا کام بنانا بغلین بجانا بیت بہشت آنجا کہ آزارے نباشد + کسے را با کسے
کارے نباشد + اور اس سے پہلے بتعین تاریخ روز شادی نامے بادشاہون کو فرمان راجہ
بابو کو صوبہ دارونکو شقے عاملون کو پروانے جا چکے تھے دو چار منزل گرد و پیش ہر راہ دو دو کوس
کے فاصلے سے باورچی اور حلوائی کھانا مٹھائی گرما گرم تیار کئے رہتے تھے کہ اس عرصے
مین جو مسافر گذرے یا طلبیدہ بادشاہ آئے بھوکا نہ جائے اور مژدہ شادی راہ چلیون کو
سُنا شہر مین بھیجدیتے تھے کہ یہ جلسہ قابل دید ہے غرضکہ دو منزل چار منزل بلکہ دس بیس دن کی

راہ سے تماشے بین بے فکرے لکھنؤ والون سے سیر دیکھنے کو آئے اور ساچق کا دن آیا اگر
سب سامان بیان کرون کہانی ناتمام رہجائے وہی مشتے نمونہ از خروارے پچاس ہزار جو گھڑے
روپہلے سنہرے جواہر نگار نقل اور میوے سے لبالب لاکھ خوان بحسن و خوبی بسیار پُر تکلف سب
پچاس ہزار مین مصری کے کونڈے باقی مین میوہ اور قند کے جھڑیان مرصع کاری کی بڑی
تیاری کی نقرئی وہی کی ٹھکی گلے مین مچھلیان ناڑے سے بندھین آرائش کے تخت بیحساب
اس روش کے جنکے دیکھنے سے صناعی صانع حقیقی کی یاد آئے گل بوٹہ اس سج دھج کا جو نقل
کو اصل کر دکھائے آتشبازی کے ٹوکرے قطار در قطار بے پایان سرو جھاڑ درخت میوہ دار
ہزار در ہزار لا بیان بہت تزک بڑا سامان آرائش کے گلدستون سے چمن روان ساتھ بہتا
سرو بستہ باغ ہاتھون ہاتھ تھا اس انداز سے ساچق گئی مہندی کی شب ہوئی وزیر درست تدبیر
نے خوب تیاری کی نار نول کی مہندی ہزار ہا من بو باس مین دُلھن ہی رنگین جسکی دیدے ہاتھ
مثل پنجہ مرجان رشک عقیق یمن اور لعل بدخشان ہو جائے ایکبار لگائے لال ہو تمام عمر کف افسوس
ملتا رہے نہ ہاتھ لگنے کا ایسا ملال ہو جڑاؤ سینیون مین حنا شمع مومی و کافوری ابر روشن ملیدے
کے خوانون پر جوبن آرائش و آتشبازی ہمراہ سب کے لب پر واہ واہ بہت چمک دمک سے
مہندی لایا اور یہ رنگ ڈھنگ حسن تدبیر سے دکھایا کہ تمام چشمون مین سرخرو ہوا برات کی رات
کا حال سنو دیوان خاص سے دلہن کا مکان پانچ کوس تھا یہان سے وہان تک دونو طرف
بلور کے جھاڑ آدمی کے قد سے دو چند سو بتی کے سربلند پانچ چھ گز کے فاصلہ سے روشن
اور دس گز جدا نقرئی طلائی پنجشاخا جلتا اُن سے کچھ دور ہزارون مزدور ٹھاٹھون پر روشنی
کرتے جھاڑ رشک سرو چراغان چمکتے جا بجا ترپولیے اور نوبت خانے بنے کتھک اتھک اُنپر
ناچتے نوبت بجتی مغرق شامیانے تنے اُسکے قریب دو رویہ آتشبازی گڑی روشنی یہ روشن تھی کہ چیونٹی
سوار کو بہیئت مجموعی مفصل معلوم ہوتی تھی غرضکہ دولہا سوار ہوا شور و غل یکبار ہوا کسی نے
کہا سواری جلد لانا کوئی ٹپکا شملہ سنبھالکر پکارا خدمتگار کو بلانا پلٹنین آگے بڑھین باجے
بجنے لگے کوس و کورگے گرجنے لگے نوبت نشان ماہی مراتب جلوس کا سامان سوارون کے رسالے
دو رویہ باگین سنبھالے خود اسپے آگے آگے بیش قرار دریا ہے دار پھر ہاسے ہزار بارہ سو تخت روان

تمام تمامی سے منڈھا اُن پر رنڈیان جوان شادی مُبارک گا تین سج دھج دکھا طبلے
بھڑ بھڑا تین بہت سے سانڈنی سوار تیز رفتار خاص بردار خاصبان کندھو نپر دولھا کے قریب

تصویر سواری برات مع جلوس فیلان وغیرہ
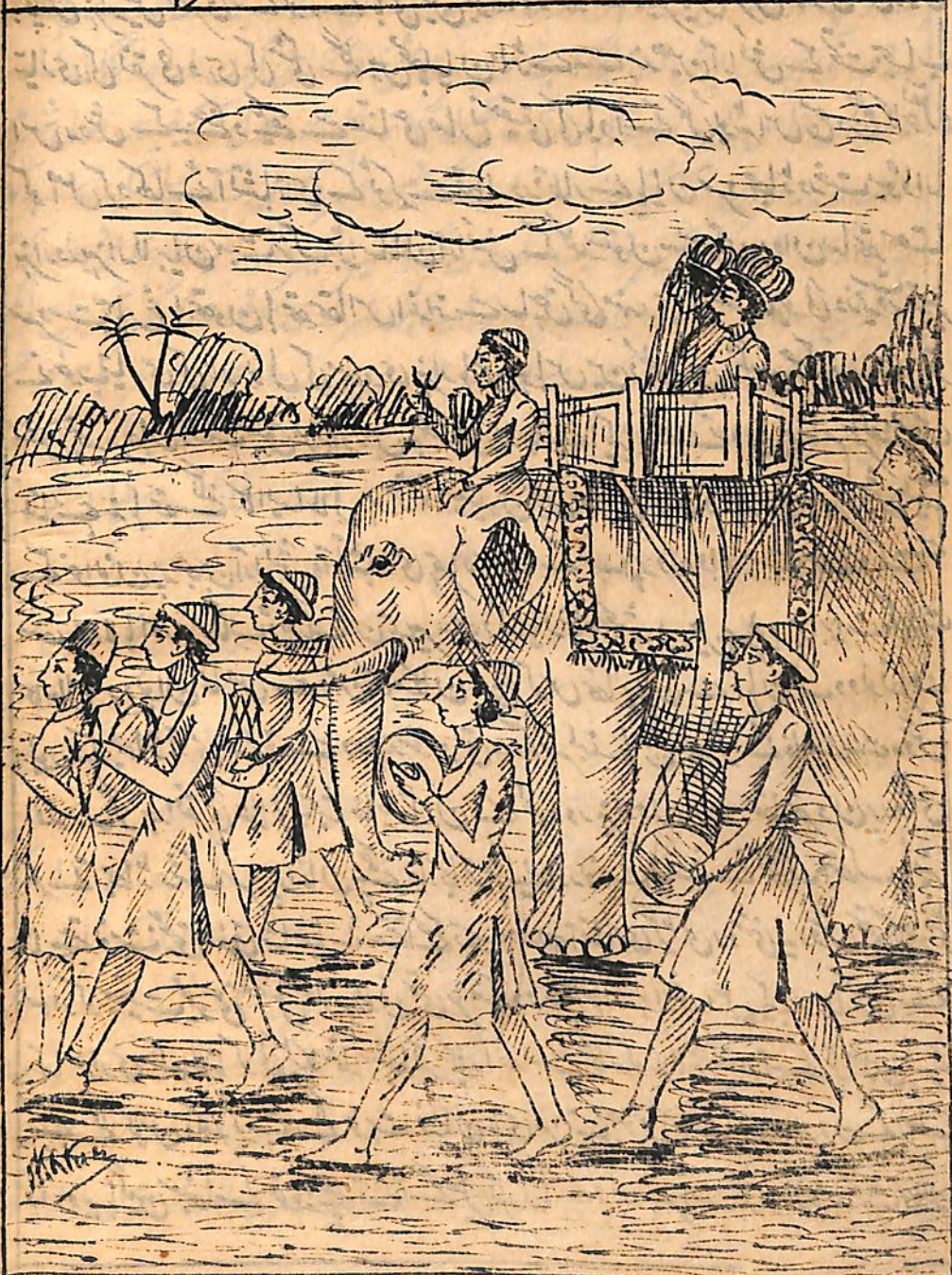
برچھی والے باانداز چوبدار روشن چوکی والے شہنائیان پُرتکلف سرنالے ہزارون غلام
زرین کمر سُنہری روپہلی انگیٹھیان ہاتھون مین جھولی مین عنبر سارا عود غرقی بھرا دشت مہکتا
گرد ہزارہا پنجشاخا بھبکتا سونے چاندی کی دستیان روشن جلو مین چالیس بادشاہ پرشوکت وجاہ
پیچھے بارہ ہزار ہاتھیونپر امیر وزیر ارکان سلطنت ترقی خواہ خواصی مین انجمن آرا کا بھائی جانعالم
کا سالا بجائے شہ بالا آہستہ آہستہ قدم قدم خوش و خرم چلے کوچہ و بازار بو باس سے معطر تھا
چرخ گردان اس تماشے کو بچشم انجم نگران تھا دشت کا وحش و طیر حیران تھا بھر رات رہے دُلھن
کے دروازے پر پہونچے ماما اصیلین دوڑین پانی کا تشت ہاتھی کے پاؤن کے تلے پھینکا کسی نے
اور کچھ ٹونا کیا دولھا اُتر کر مجلس مین داخل ہوا بارہ سے طائفہ رنڈیون کا سوائے بھانڈ بھگتیے
ہجڑے زنانے کشمیری قوال بین کار رباببیے سرودیے کے حاضر تھا ناچ ہونے لگا قریب
صبح قاضی طلب ہوا بساعت معین کئی سلطنت کے خراج پر مہر بندھا طالب و مطلوب
کو سلک ازدواج مین منسلک کیا مُبارک سلامت کا غل مچا میر سوز فلک شب کتخدائی
دیکھ اُسکی سوز یون بولا + تجھے یہ رات اے رشک مہ انور مبارک ہو + سب طائفے ساتھ کھڑے ہو ایک مین مبارکباد

تصویر بزم نکاح جانعالم کی اور سامان محفل مع آرسی مصحف کے

گانے لگے کئی لاکھ روپیے بادشاہ نے عنایت کیے دولھا نے زنانے مین طلب ہوا وہان رسمین
ہونے لگین وہ عجب وقت تھا آرسی مصحف روبرو محبوب دلخواہ دوبدو سورۂ اخلاص کھلا
آئینہ رونمائی مین مزے لوٹتا سلسلۂ محبت مستحکم ہورہا ڈومنیون کا ستھنیان گانا دولھا دلھن
کا شرمانا کبھی ٹوٹنے گانا اچھے بنے سلونے ہجولیون کا پوچھنا ٹونا لگانا دولھا کا ہنسکے کہنا
عرصہ ہوا کوئی دلھن کی جوتی دولھا کے شانے سے چھواگئی کوئی امسی کا کاجل پار ہوا لگا گئی
ہمسنون کی بھیڑ بھاڑ اُنکے جوبن کی بہار نقطہ مل اور شبنم کے دوپٹون کی آڑ جسدم یہ رسمین
ہوچکین تو نبات کی نوبت آئی عجب سیر نظر آئی اسطرح چنی کی دیکھی نہ سنی پر حسن وہ جب
پائو بنر کی اُٹھاتے اڑا + نہین اور ہان کا عجب غل پڑا + جب یہ رسمین ہوچکین ڈومنیون نے
باہو نی گائی سب کی چھاتی بھر آئی کہرام مچا جب دلھن سب سے رخصت ہونے لگی رو رو جی
کھونے لگی سواری تیار ہو دروازے پر آئی دولھانے سہرا سر سے لپیٹ دلھن کو گود مین
اُٹھایا سب کا دل امنڈ آیا شور و غل مچایا دنیا کے کارخانے قابل دید مین بلکہ دید مین شنید مین
شادی مین غم سلف سے توام ہے مگر ثبات بجز ذات باری کسی کو نہین مقدمات جہان گذران خواب
پریشان ہین اُنکا حال کیا کہین مولف اک وضع پر نہین ہے زمانے کا طور گاہ معلوم ہوگیا
مجھے لیل و نہار سے + غرضکہ دلھن کو سکھپال مین سوار کیا بادشاہ نے ملک و سلطنت خزانہ جہیز
مین لکھدیا برات رخصت ہوئی وہ اہتمام تجمل سواری کا سامان ہر شخص خرم و خندان جہیز کا بڑھنا
لوگون کا دولھا پر دعائین پڑھنا نسیم سحر کا چلنا شمع کا جھلملا جھلملا کے جلنا شہنا مین بھیرون
بھباس الیا للت رام کلی کا پھونکنا نقیب اور چوبدارون کا کول کیطرح کوکنا نوبت کی ٹکور جھانجھ
کا جھانجھ سے شور جھٹ پٹا وقت نور کا تڑکا کرگیتون کا سویل کڑکا کچھ کچھ تارون کی چمک
نقارون کی صدا ہونسے کی گمک چاند کے منھ پر سفیدی دلھن والون کی یاس و ناامیدی عطر کی
ہر سو لپک پھولون کی مہک سب کو نیند کا خمار کوئی پیادہ کوئی سوار فرش باسی ہار پھولون سے
رشک صحن چمن کہین جھول کہین شکن کسی جا پھیروکے اور بیڑون کے پتے کھلے پڑے کہین
لوگ حیران و ششدر کھڑے مجلس کے فراق مین اہل محل کے اشتیاق مین
شمع کی زاری اشکباری لگن مین پروانون کی بیقراری خاکساری دولھا کے

لوگون کی خوش بشاش تیاری دلھن کے گھر مین نالہ وزاری کوئی کہین نیند کے جھونک مین پڑا کوئی یہ سامان بچشم عبرت دیکھتا سقف مین کھڑا شمع فانوس مین گل گلگیر مین زیرا انداز پر پروانون کے پر فراش فرش اٹھانے کی تدبیر مین بیٹھی ہوئی ہر ایک کی آواز کہین سوز کہین ساز یہ وقت دیکھنے کے قابل ہوتا ہی راہ چلتا بھی دیکھکر روتا ہی اسکی لذت وہ جانے جس کی نظر سے یہ ہنگامہ گذرا ہو کسی کی برات تو دیکھی ہو گو بیاہ نہ کیا ہو قصہ مختصر دولھا شگفتہ خندان چہرے پر شباب کی چمک عارض تابان سے حسن کی بہار عیان ہاتھی پر سوار گرد شاہ و شہریار زر سرخ و سفید نثار ہوتا سر چوک ہوکے دیوان خاص مین داخل ہوا جو رسمین یہان کی تھین ہونے لگین بکرا ذبح کیا انگوٹھے مین لہو لگا دیا پھر کھیر کھلائی رسومات سے فرصت پائی اب نئے منتظر ہوئے کہ شام وصل کا سرانجام ہو اسدن جانعالم کا گھبرانا گھڑی گھڑیالی سے دن کی خبر منگوانا دیکھنے کی گون مین تھا بد حواس پھرتا تھا کہ کہین جلد رات ہو بے تکلفی کی ملاقات ہو کبھی کہتا تھا واہ قسمت کی خوبی پہر بھر ہوا گھڑی نہین ڈوبی ہوش کہان بجا تھا گر پوچھتا تھا ابھی کیا بجا تھا اودھر انجمن آرا بھی جمائیان لیتی تھی تکیے پر سر دھر دیتی تھی جب اور کچھ تدبیر بن نہ آتی تھی لوگون کے چونکانے کو اونگھ جاتی تھی غرضکہ خدا خدا کرکے وہ دن تمام ہوا نمود شام ہوئی عروس شب نے مقنعۂ مہتاب سے روپوشی کی مشتاقون کو فرصت ملی گرم جوشی کی لوگ آنکھ بچا کر جابجا کنارے ہوئے دولہا دلھن چھپر کھٹ مین ہمکنار بیتابی کے مارے ہوئے شادی کا روز

تصویر جان عالم اور انجمن آرا کی مع پلنگ

شباب کا عالم مشتاقون کا بیٹھنا باہم آنکھون مین خمار نیند کا دل مین اشتیاق دید کا عطر سہاگ
اور فلتنے کی خوشبو بٹنے اور تیل کی عجب میل کی مہک ہر سو پھولون سے پلنگ بسا۔ دقچہ کسا
خود نشۂ عشق سے باختہ حواس تمناے دل پاس نہ کچھ دغدغہ نہ وسواس ہنگامۂ صحبت طرفین
سے گرم ادھر شوق ادھر شرم ایک طرف ولولۂ گرم جوشی ایک سمت حیا سے منھ پر مہر خموشی بیان
کرنا گذشتہ حال کا خیال لوگون کی دیکھ بھال کا یہ معمول ہی اس روز ہمنشین برابر والیان
تاکتی جھانکتی ہین لیکن ان ڈرون پر چپ نہ رہے آہستہ آہستہ دونون نے دکھڑے کہے
جان عالم نے توتے سے ذکر سننا دربدر خراب خستہ ہوکر آنا توتے کا بیٹھ رہنا وزیرزادے کا
صدمۂ فراق سہنا پھر طلسم مین پھنس جانا جادوگرنی کا ستانا بعد اسکے نقش سلیمانی لینا وہان سے
جلد بنا بکشادہ پیشانی و خوش بیانی بیان کیا اگر ملکہ مہرنگار کی ملاقات جگت زنگی کے حرف و حکایات
اسکی طبیعت کا آجانا اپنا بے اعتنائی سے چلے آنا کچھ شرما کر بات کو مطلب کی جا سے چبا چبا
کے کہا یہ اکثر ہوتا ہی کہ معشوق کے روبرو جو اسپر کبھی کوئی عاشق ہوا ہے اسکا ذکر کرتا ہی
شیخی بگھارتا ہے کچھ جھوٹ اپنی طرف سے جوڑتا ہی دل کے پھپھولے توڑتا ہے اسکی
شرح گو طول طلب ہے پر عاشق مزاجون پر منکشف سب ہی انجمن آرا نے جادوگرنی
کے قصے پر تاسف کیا ملکہ کے مذکور پر بناوٹ سے ہنس دیا پھر روکھی صورت بنائی ناک
سیٹی تیوری چڑھائی مگر چلے آنے کے سہارے پر مسکرائی اپنا بھی اشتیاق لیے دیے از روز
ملاقات محنت و مشقت کی قدر دانی سے جادوگر کی لڑائی کی جانفشانی سے بیان کیا
پھر دونون بیساختہ ہو شرم و حیا کھو ہم آغوش ہوئے رنج درکنار غم و درد مہاجرت فراموش
ہوئے مؤلف یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اٹھا + گلے سے ملگئے سب رنج درکنار ہوا
سینے سے سینہ لب سے لب ہاتھ پائون بلکہ جتنے اعضائے جسم ہین سب وصل تھے شل ہی
ایک جان دو قالب وہ ایک جان ایک ہی قالب غالب ہی کہ ہوگئے استاد ایام وصل مین
ہم لپٹے ہین جیسے اس سے + یون وصلی کے بھی کاغذ چسپان بہم نہ ہونگے + خواہش کو اضطرار
حیا مانع کار شرم برسر تکرار دونون کے دم چڑھ گئے تھے جنگ زرگری کا زور بان کر رہے
تھے شہزادی موقع پر ہاتھ نہ لگانے دیتی تھی جب بے بس ہوجاتی تھی تو چٹکیان لیتی تھی گاہ کہتی تھی لے

صاحب اتنا کوئی گھبراتا ہے دیکھو تو کون آتا ہے کبھی خود اُٹھ کے دیکھتی بھالتی تھی کوئی دم یون ٹالتی تھی آخر کار غنچہ سربستہ تمنائے دراز بحرکت نسیم وصل شگفتہ وخندان ہوا اور ناسفتہ درج شہریاری رشک عقیق یمن غیرت دہ لعل بدخشان ہوا بقول فردوسی چنان بردو آوردو آورد و برد کہ دایہ زحسرت پس پردہ مرد + رشک وحسرت سے جگر صدف چاک ہوا دشمن کمبخت دریدہ ہلاک ہوا تقاضائے سن الھڑ پنے کے دن اُسوقت دونون گھبرائے اور وہ کیفیت سب بھولی جب دامن شب مین چادر پلنگ پر شفق صبح بھولی غرضکہ شرما کے استراحت فرمائی دل بیتاب نے تسکین پائی ہنوز پلک نہ جھپکی تھی نمود سحر ہوئی تمام شب کی خبر ہوئی دم صبح ایک سرخرو دوسرا ژولیدہ مُو حمام مین داخل ہوئے جو جو محرم راز شریک سوز وگداز تھین اُنھون نے رات کی باتون کے پتے سخن وکنایہ مین دیے سب نے قہقہہ مارا جب روبرو پنجیری اور شیشے مین تنبول آیا شرما کے سر جھکایا غمزہ و ناز ہر انداز مین بڑھا دھو خاصہ نوش فرمایا جانعالم بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فتح پایا امورات سلطنت بمشورۂ شاہزادہ ہونے لگے بعد رسم چوتھی چالے کے لب دریا ایک باغ بہت پر تکلف کا نشاط افزا نام بادشاہ نے رہنے کو عنایت کیا اگر اس باغ کی تعریف رقم کرون شاخ زنبق و نرگس کی ٹہنی کو لاکھ بار قلم کرون الاخضر کی حیات رضوان کا ثبات درکار ہے نہین ناتمام ہے لکھنا بیکار ہے سو بار خزان جائے بہار آئے ایک ٹپری کی روش صفا تحریر نہوسکے خامۂ مانی پھسلجائے رشک گلزار جنان ایک تختہ فردوس ساگئی کوس کا باغ بے پایان برگ و بار گل اس کے جور خزان سے آزاد بالکل نہ بلبل پر ستم باغبان نہ خوف صیاد عجائب وغرائب چہچہے نئے رنگ ڈھنگ کے ترانے یاد جتنے دنیا کے میوے ہین تروتازہ ہمیشہ تیار سرسبز پتے خوشرنگ بھول پھل مزیدار گل بتکلیف خار سے بری جہان کی نعمت ہر تختے مین بھری روش کی پٹریون پر مہندی کی ٹٹیان کتری ہوئی برابر چمن مین وہ درخت پھلے پھولے جسے دیکھکر انسان کی عقل بھولے پھولونکی بوے خوش سے دل ودماغ طاقت پائے جو پھل نظر سے گذرے بار خاطر نہو ذائقہ زبان پر منھ مین پانی بھر آئے نہرین ہزار در ہزار پُر از آبشار گرد چرند وپرند خوبصورت قطعدار باغبانیان پریزاد حورو ش کمسن مہ لقا نیلچے جواہر نگار ہاتھونمین ہر ایک آفت کی پرکالہ دلربا مہ سیما کنوئین پختہ چرخی رتی کلابتون کی ڈول وہ کہ عقل دیکھکر ڈانوان ڈول ہو چرس سے بہ

نزاکت بھرے بیل کے بدلے نیل گائے کی جوڑیان آہو جنکے روبرو چکارہ با عنبانیان مہ پارہ
زربفت کے لہنگے قیمت کے مہنگے شبنم کے نفیس ڈوپٹے مغرق مصالحے کی کرتی انگیا پاؤن
مین طلائی چھڑے کان کی لو مین ہیرے کی بجلی برق دم سب کی آنکھ جسپر پڑے ڈول کو سنبھال
ٹپا خیال گاتی کوئی شعر برجستہ یا ہندی کا دوہا اسمین ملاتی کچھ چھیڑ چھاڑ مین چٹکی لیکے اچھل جاتی
ایسے باغ پُر بہار مین جانِ عالم اور انجمن آرا ہاتھ مین ہاتھ پریون کا اکھاڑہ ساتھ دین و دنیا
فراموش ہر دم نوشا نوش با عیش و نشاط اوقات بسر کرنے لگا جہان کا ساز و سامان ہر دم مہیا
شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ خدمتگزارین پری پیکر ماہ طلعت سب کام کو حاضر
جیسے کنھیا شام عشرت سحر کرنے لگا نہ خیال اپنے شہر و دیار کا نہ خوف گردش روزگار کا نہ کچھ دھیان
اُس جگر افگار کشتۂ انتظار ملکہ مہر نگار کا

پھر مذکور اُس مہجور کشتۂ فراق سوختۂ آتش اشتیاق کا وہ کون خستہ و محزون جگر برشتۂ دل خون ملکہ مہر نگار شہزادے کے آنیکی امیدوار اور حکایات ضرب المثل

کدھر ہی تو اے ساقی بیخبر + نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر + ہوا حال شادی کا سب اختتام +
مگر غم کا قصہ ہی وہ ناتمام + تپش سے تڑپ سے تو گردے بہم + کہ لکھتا ہون پھر داستان الم + خوشی
سے مجھے رنج مرغوب ہی + یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہی + یہی ساتھ دیتا شب و روز ہے +
یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہی + نالہ نوازان بزم ماتم و تفتہ جگران کلبۂ غم حاکیان حکایت اندوہ
و ملال و نشاران دل خون آشفتہ حال لکھتے ہین کہ اُس بے سر و سامان کشتۂ ہجران دور
از دلدار و ہمقرین غم رونا دیدہ شادی جگہ نشین ماتم دلریش سینہ فگار یعنی ملکہ مہر نگار کا فرقت
مین یہ حال ہوا اُستاد یان تک کہ اُٹھانیکا وقت اپنے قریب آیا + اس پر مرے بالین پر تم
اُٹھ کے نہ آبیٹھے + مین نام ترا لے لے دن رات جو چلاؤن + او سُنتے ہوئے بہرے کیونکر نہ
گلا بیٹھے + جو کوئی کہتا کہ خیر ہے ملکہ گھلی جاتی ہو کیون اتنا رنج و غم اُٹھاتی ہو تو یہ کہتی مصحفی غم
کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی + کیا غم ہی مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی مولف نپوچھو کچھ
مری حالت کہ اس دل کے لگانے سے + پریشان سینہ سوزان منفعل سرور گریبان ہون

ایسی باتین دردآمیز وحشت انگیز کرتی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی وہ کہتین ملکہ نظر بخدا رکھو
حسن اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہ اُس سے مایوس اُمیدوار + سو مہر پھر بہار آتی ہے
تجھ مین اے گلستان غم نہ کھا + وہ چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نہ کھا + گو کہ شب آخر
ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر + پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کھا + وہ سُنکر یہ کہتی کہ مین
چراغ سحری ہون یقین ہے کہ تا صبح جلکر بزم جہان سے سفری ہون خسرو پس از آنکہ من نمانم
بچہ کار خواہی آمد + مولف ہماری جان کے جانے مین جب عرصہ رہا تھوڑا + تب اُسکے
دل مین آیا دھیان میرے پاس آنیکا + آج تک اُس غفلت شعار فراموش کار کی کچھ خبر نہ
آئی ہم نے غم جُدائی مین جان گنوائی مولف تپ جدائی سے اسطرح اب نزار ہون مین
اجل کے مُنھ سے بھی غالب ہے شرمسار ہون مین + کیا ہے رنج جدائی نے ایسا کاہیدہ
نظر مین خلق کی رشک خط غبار ہون مین + جو تو وہ گل ہے کہ عالم کے دل مین ہے تری جا
تو سب کی آنکھ مین کھٹکا کیا وہ خار ہون مین + قرار می بردار خلق آہ و زاری ما + سروِ رنج
مین کسکے یہ بیقرار ہون مین + یہ معمول تھا جب چار گھڑی دن رہتا سوار ہو کر اُن درختون
مین جہان جانعالم سے ملاقات ہوئی تھی جاتی اور جو جو شریک رنج و راحت تھین اُنسے
مخاطب ہو کر یہ کہتی اہلی شیرازی خوش آنکہ تو باز آئی و من پای تو بوسم + در سجدہ قتم خاک
قدم ہای تو بوسم + ہر جا کہ تو روزے نفسے جای گرفتی + آنجا روم و گریہ کنان پای تو بوسم
روی تو تصور کنم دلالہ و گل را + در حسرت رخسارہ دل آرای تو بوسم + ہر جا کہ غزالیست
چو مجنون سر و چشمش + در آرزوی نرگس شہلای تو بوسم + من اہلی درویش تو آن شاہ تبانی
دستیکہ ببوسم تمنای تو بوسم + اور کبھی صبح سے پھرتے پھرتے قریب شام با دل ناکام اُسی
جنگل مین پھر آتی یہ غزل زبان پر لاتی جرأت بشکل مہر ہی گردش ہے ہمکو سارے دن + جو
تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن + بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام + مگر خدا ہی
یہ بگڑے ہوئے سنوارے دن + کٹے ہے تھا جبکہ ہم آغوش مجھ سے وہ پیارا + عجب مزے
کی تھین راتین عجب تھے پیارے دن + نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارہ + اب
اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بیچارے دن + کب اُس سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون

ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن + لگا یا روگ جوانی مین کیون میان جرأت + ابھی تو کھیل
تماشے کے تھے تمھارے دن + رات کو بحال بیقرار وہ سوگوار ناچار گھر آتی تمام شب کراہ کراہ
کر سب کو جگاتی اور یہ سناتی اُستاد حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے + الٰہی کوئی کسی کا اُمیدوار
نہو + وہ رات جسے شبِ فرقت کہتے ہین بیچینی سے پہاڑ ہو جاتی تو وہ غم کی ماری سخت
گھبراتی یہ لب پر لاتی اُستاد جیسا شبِ عشرت کو فلک تو نے گھٹایا + کی جلد نہ فرقت کی
ستمگر سحر ایسی + ہے ہے آج نہ صدائے مرغ سحر آئی نہ موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی نہ
خواب غفلت سے پاسبان کمبخت چونکا اور نیند کی جھونک مین گھڑیالی بھی گجر کا بجانا بھول
گیا جرأت تھے شبِ وصل مین سب جان کے کھانیوالے + آج کیا مر گئے گھڑیال بجانیوالے
شب کو نالہ تھا دن کو زاری تھی دن رات اُسپر سخت بھاری تھی لوگ کہتے تھے ملکہ اللہ کو
یاد کرو کبھی تو دل کو شاد کرو شافی مطلق تمھارے مرض مفارقت کو بصحت وصل بدل کرے
اب روز وصال عنایت ذوالجلال سے قریب ہی تو اُس وقت بحسرت یہ کہتی مؤلف شبِ وصال
جو قسمت مین ہی تو ہووے گی + دعا کرو شبِ فرقت تو یہ سحر ہووے + سہ مریض ہجر کو صحت سے
ہو کام نہین + اگرچہ صبح کو یہ بچگیا تو شام نہین + رکھو دیا نہ رکھو مرہم اسپہ ہم سمجھے + ہمارے
زخم جدائی کو التیام نہین + کیا جو وعدۂ وصل اُسنے دن پہاڑ ہوا + یہ دیکھیو مری شامت کہ
ہوتی شام نہین + وہی اُٹھائے مجھے جسنے مجکو قتل کیا + کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام
نہین + اُٹھایا داغ گل افسوس تمنے دلپہ سرور + مین تمسے کہتا تھا گلشن کو کچھ قیام نہین
اُستاد آخر شبِ وصال کی جا بیٹھی کی وہی + ہر دن تھالے فلک مجھے جس رات کا خیال
معاملات عشق دیکھیے وہان شہزادے کو غم سے فراغ کیفیت باغ گلعذار بغل مین راحت
و آرام یہان ملکہ آتش فراق سے بادل پُر داغ خار غم جگر مین گرفتار رنج و آلام لیکن درد دل
بیقرار نالۂ جگر افگار رائگان نہین جاتا جب تڑپ بلبل کے دلمین زیادہ ہوتی ہی موسم گل آتا ہی
اسیطرح سوز دل عاشق جو حد سے فزون ہو معشوق رحم کھاتا ہی بھولا ہوا یاد آئے وگرنہ ہجر
مین پھڑک کے مر جائے مطلوب کو نفش پر لاکر کے اُسکی بھی جان گنوا تا ہی حضرت عشق دشمن جان
عاشق و معشوق ہین انکے حال کیا کہین چنانچہ یہ نقل ضرب المثل ہی اور حقیقت مین اصل ہی نمو نہ سنکر تامل کرو

نقل سوداگر کی بیٹی کی انگریز کا آنا فریفتہ ہوجانا آخر کو جان دینا دونوں کا

کلکتے مین ایک سوداگر تھا عالیشان متاع ہر دیار تحفۂ جوار جوار دکان مین فراوان اُسکی
بیٹی تھی حسین مہر طلعت ماہ جبین سیمین تن کافر فرنگ غارت گر لندن غرضکہ اور تو اسباب
سب طرح کا دکان مین تھا مگر گھر مین وہ زر و رقم طرفہ تُوم تھی فرنگ سے ہند تک اُس کے
حسن کا چرچا تھا روم سے شام تک اور بمبئی سے سورت تک اُسکی صورت کی دھوم تھی
اُستاد ہی رخنہ ساز ایمان وہ زادہ فرنگی + اسلام اب کہان ہی عاصی فرامش ہے + ہزارون
انگریز بریز بریز کرتے اُسپر شیفتہ و بیتاب تھے لاکھون مسلمان سرگردان خستہ و خراب
تھے جب ہوا کھانیکو سوار ہوکر آتی تھی دو رویہ خلقت کی جان اُسکی ہواخواہی مین برباد
جاتی تھی گبر و ترسا اُسکا کلمہ پڑھتے تھے یہود و نصاری اُسکا دم بھرتے تھے مسلمان دل و جان
نذر کرتے تھے مؤلف اُس لعبت فرنگ کو دکھلاکے قاش دل + کہتا ہون چکھو یہ دل بریان
کا توس ہے + اتفاق زمانہ کوئی انگریز لندن سے تازہ وارد ہوا جلیل القدر ذیشان خوبصورت
نوجوان سوز عشق سودا خیز سر مین سوز دل مین مزاج سیلے شر بیقراری آب و گل مین میسر تھا
طرحدار آپ بھی لیکن + رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بین + قضارا وہ آفت کا مارا کچھ اسباب
لینے اُسکی کوٹھی مین آیا اور اُس غارتگر دین و ایمان ہر گبر و مسلمان سے دوچار ہوا عشق گلے
کا ہار ہوا دیکھتے ہی متاع عقل اساس ہوش و حواس گرہ سے کھو بیٹھا دل سے ہاتھ
دھو جان کو رو بیٹھا اسباب خریدنے گیا تھا سودا مول لیا اُسنے مشتری سمجھ میزان محبت
مین تول لیا ہاتھ پاؤن نے ست دل نے ہمت ہاری دن دہاڑے لُٹ گیا
عشق کا بیوپاری جب اور کچھ تدبیر بن نہ آئی خرید فروخت کے حیلے مین آمد و رفت
بڑھائی پھر تو یہ حال ہوا جرأت دل مین سو سو بار اب ہم اُنکے گھر جانے لگے + منہ چھپانے
وہ لگے ہم اُنپہ مر جانے لگے + سلف سے عشق آجتک چھپا نہین مشہور ہی اس مقدمہ مین
انسان مجبور ہی میر عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا + مضطرب کدخدا ے خانہ ہوا جب
یہ امر مفصل سوداگر کے گوش زد ہوا بپاس نام و نشان خوف ذلّت و رسوائی از حد ہوا پہلے دونوکو
نصیحت و پند کیا پھر سلسلہ آمد و رفت قطع کیا دیکھا بھالی کا رخنہ بند کیا ادھر شعلہ عشق نے

تصویر دختر سوداگر اور عاشق ہونا پسر انگریز کا اسیر مع اسباب دوکان
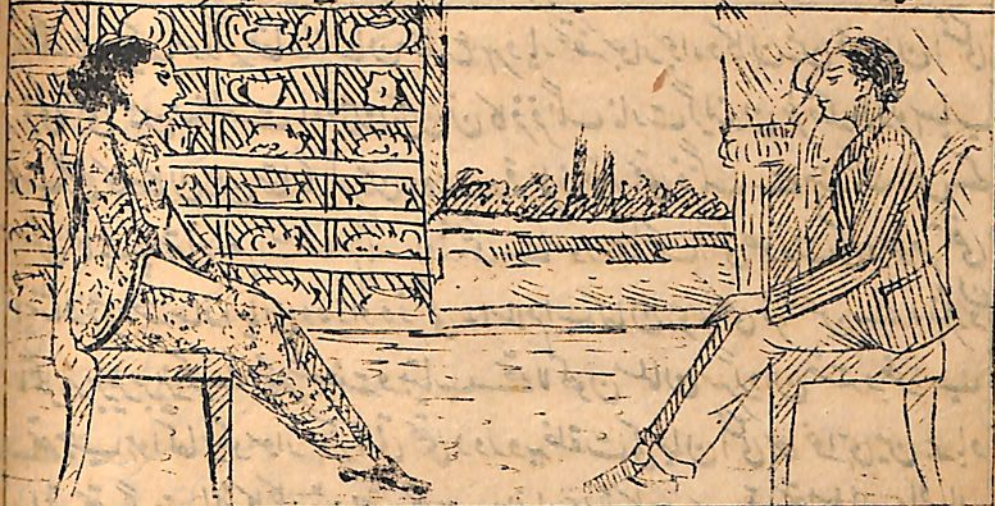
بھڑک کر صاحب کو سلامت نہ رکھا تاب و توان صبر و تحمل کو ہیزم خشک کی طرح جھلا صبر کا قافلہ لوٹ لیا میر بستر خاک پر گرا یہ زار + درد کا گھر ہوا دل بیمار + خاطر افگار خار خار ہوئی + جان تمنا کش نگار ہوئی + دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا + شوق نے کام کو خراب کیا + رفتہ رفتہ شرر ہوئے نالے + لگے اڑنے جگر کے پرکالے + یہان تک تب مہا. حرت اور درد مفارقت سے حال درہم و برہم ہوا کہ صاحب بہادر شکست فاش اٹھا کے صاحب فراش ہوئے دل و جگر سینے مین پاش پاش ہوئے حس و حرکت کی طاقت نہ رہی لینے کے دینے پڑ گئے اُستاد مرض یہ پھیل پڑا ہے تپ جدائی سے + کہ پیٹھ لگ گئی یاد ان کی چارپائی سے + جو جو اُسکے دوست دلی محب قلبی تھے نصیحت و پند و قید بند کرنے لگے عورتون کی بیوفائی بتون کی سنگدلی معشوقون کی کج ادائی بہت مشرح سمجھائی سود مند تھوئی خاطر مین نہ آئی ایک دوستدار بہکا غمخوار تھا کہنے لگا کیون جویائے مرگ ہوا ہے ظالم یہ کیا کرتا ہے اس کا انجام ذلت ہے حاصل اسکا خفت ہے یہ خیال محال اپنے دل سے نکال زورق زندگانی سفینہ نوجوانی دانستہ ورطۂ ہلاکت مین نہ ڈال اپنے کس و کو پر نظر کر شد دل خود رفتہ کو سنبھال تو نے بسر مجسٹن کی حکایت نہین سنی کہ اسپر کیا گذری آخر کار کیسی خفت ہوئی اُس نے کہا کیونکر

حکایت پسر مجسٹن بیٹے کا پیدا ہونا سفر کی کیفیت جہاز کی تباہی

شہزادی کا ملنا پھر مفارقت مجسٹن کا ساتھ جانا

وہ بولا اسی شہر مین ایک شخص تھا مجسٹن نام نہایت اہل دول مرفہ حال صاحب علم و فضل
جامع ہر کمال طبیعت رسا اور ادیب بے بدل سخن سنج لطیفہ گو بر محل کمالات مین یگانۂ روزگار
تجارت مین نامور ہر دیار سو سو جہاز ایکبار تجارت کو جاتا تھا نصیبا ایسا مٹی چھوتا سونا ہاتھ آتا
تھا کسی طرح کا خواہشمند بجز فرزند ارجمند نہ تھا شب و روز اسی کا خیال تھا مدام فرحت مین
یہ ملال تھا خوش قسمتون کی دعا جلد قبول ہوتی ہی تمنائے دل حصول ہوتی ہی پچھتر برس کے
سن مین اللہ نے بیٹا عنایت کیا حسب دلخواہ صورت مین غیرت ماہ بہت شادان سرگرم
پرورش تھا جب بارہ برس کا ہوا بسبب طبع رسا و تعلیم اُستادان باذکا جمیع علوم اور
فنون مین کامل ہوا درس دینے لگا مطب کرنے لگا چودھوین سال باپ سے سفر کی
اجازت چاہی کہ تجارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہجائے مجسٹن نے کہا اپنا بھی یہی قصد
تھا مگر چندے توقف شرط ہی اُسنے عرض کی کہ حضور عمر طبعی کو پہونچے مسن ہین فدوی
کے سیاحت کے دن ہین چاہتا ہون کہ آپکے بقیہ حیات سفر کو جاؤن جودت طبع دکھاؤن
آخر مجسٹن نے دس بارہ جہاز پُر از متاع و مال بندرہ بیس رفیق قدیم دیانت دار امانت شعار
ہمراہ کر رخصت کیا جہاز ایک سمت روانہ ہوئے دو مہینے کے بعد ہوائے جور گردون سے جہاز تباہ
ہوگئے مجسٹن کے بیٹے کا بھی جہاز ڈوبا یاران ہمراہی عالم بقا کو راہی ہوئے یہ ایک تختے پر ڈوبتا
اُچھلتا یہ چلا حیات مستعار باقی تھی ساتوین دن تختہ کنارے پر لگا اسکو غش سے جو افاقہ ہوا
تختے سے اُترا اور گھاس کی رسی بنا وہ تختہ پتھر سے اٹکا دیا پھر آپ تبلاش آب و دانہ روانہ ہوا
چند قدم بڑھا تھا کہ شہر نمودار ہوا آہستہ آہستہ بیٹھتا اُٹھتا شہر مین داخل ہوا وہان عجیب
سانحہ طرفہ ماجرا نظر آیا دکان ہر ایک کھُلی اشرفی روپیہ کا ڈھیر اسباب سب طرح کا موجود
مگر آدمی کا پتہ مفقود اس قرینے سے معلوم ہوا کہ عرصہ سے یہ بازار جنس بشر سے خالی
ہی شہر کا وارث ہی نہ والی ہی پھرتا پھرتا قلعہ مین آیا دیکھا باغ سرسبز پُر میوہ بیچ مین بنگلہ
زربفت کے نفیس پردے پڑے پردہ اُٹھا بنگلے مین آیا پلنگ جواہر نگار گستردہ اُسپر کوئی بشکل
مُردہ ڈوپٹہ تانے نہ کوئی پائینتی نہ سرہانے پڑا ہی اُسنے ڈوپٹہ سر کا یا صورت نے چونک کر سر اُٹھایا

اسکی صورت دیکھکر کہا اے عزیز اپنی جوانی پر رحم کر یہ مکان نہین سبیل فنا ہی تو نا آشنا ہی اسلیے درگذر و گرنہ آفت کا مبتلا ہوگا خدا جانے اکیدم مین کیا ہوگا اسنے کہا ایسا ماجرا کیا ہی بیان تو کر عورت نے کہا تو پہلے اپنے آنیکا حال سُنا کیونکر آ پھنسا اُسنے کہا سات دن سے بھوکا پیاسا ہون جو کچھ کھاؤن تو داستان پریشان سُناؤن عورت بولی مدت کے بعد کھانیکا کا نام تیرے منھ سے سُنا ہی سو کھانا یہان کہان بجز غم کھانے اور پانی سوا اشک بہانے کے آنسو پینے کا نام ہی اس سے نہین پیتی ہون اور کھانے کی قسم سے قسم تک نہین کھاتی بیٹھی ہون کیونکر جیتی ہون مگر تنہائی مین ہان خوف کھاکے روز دن بھرتی ہون ہر شب کہ شب اوّلین گور ہی جانکنی رہتی ہی سخت جانی کی بدولت نہین مرتی ہون جرات یہ غلط کہتے ہین بے آب و خورش جیتے ہین + لخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین + تو اس باغ مین جا اور جس میوے پر رغبت ہو کھا جہان کے بیٹے نے جا کے میوہ کھایا نہر سے پانی پیا گونہ رنج فاقہ کشی سے افاقہ ہوا پھر عورت کے پاس آکے حسب و نسب اپنا اور باعث سفر اور جہان کی تباہی مفصل سرگذشت سُنائی پھر اسکا ماجرا پوچھا وہ بولی اے شخص اس شہر پیرا غ کی مین شہزادی ہون باپ میرا والی ملک تھا مجھکو سوا سیر و شکار کے کسی امر سے سروکار نہ تھا ایک روز لب دریا مصروف تماشا بیٹھی تھی دفعۃً ایک سانپ نمودار ہوا اور میری طرف بڑھا مین نے تیر مارا معلوم نہین لگا یا خطا کر گیا پھر جو دیکھا تو اژدہاے مہیب بشکل عجیب جھپٹا آتا ہی مین تو گھوڑے پر چڑھکر بھاگی جو جو ہمراہ رکاب تھے وہ طعمۂ دہن مار خونخوار ہوئے کہانتک بیان کرون سا کنان شہر مع بادشاہ انسان سے تا حیوان کوئی نہ بچا فقط مین سخت جان باقی ہون اور یہ صحبت ہی کہ قریب شام وہ مار خون آشام آکر اس بنگلے کے نیچے بیٹھتا ہے دو گھڑی کے بعد غائب ہو جاتا ہی مجھپر جب بھوک پیاس کا غلبہ ہوتا ہی اسی باغ سے میوہ کھا پانی پی لیتی ہون اس خرابی سے جیتی ہون کوئی غمخوار بجز ذات پروردگار نہ تھا آج تجھے دیکھا خوف خدا آیا مطلع کر دیا جہان کے بیٹے نے کہا خاطر پریشان جمع رکہ اگر فضل الٰہی شریک حال ہی تو اس آفت سے جلد نجات ہو جائیگی یہ کہکر جہان سانپ کے بیٹھنے کا نشان تھا وہان گڑھا کھودا قلعے سے بارود لا کر اُسمین بچھائی اور دور تک نقب سی بنائی پھر گھاس ہری اُسپر بچھائی شہزادی نے کہا اب وہ آتا ہی ہوگا یہ سُنکر سر نقب جا

پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا کہ دفعتہً وہ افعی پر زہر خدا کا قہر آیا اور اپنی جگہ پر اُس سبز قدم نے فرش

تصویر مجسٹن کے بیٹے کی مع عورت و مکان و نقب و سانپ

زمردین پایا بہت خوش ہو کر بیٹھا یہ تو تاک مین تھا پتھر سے آگ نکال اُس نقب مین ڈالدی
فوراً ایک دھما کا پیدا ہوا وہ ٹکڑا زمین کا مع سانپ آسمان پر پہونچا دونون نے شکر کا سجدہ
بدرگاہ دافع البلیات کیا باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے سات برس تک دونون ساتھ رہے
اس عرصہ مین دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ایکدن رنج تنہائی کی شہزادی نے شکایت کی کہ
اکیلے طبیعت نہین لگتی صائب بہار عمر ملاقات دوستداران است + چہ حظ برد خضر از عمر جاودان
تنہا + کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ پھر یہ شہر آباد ہو خاطر غمگین شاد ہو وہ بولا کہ اگر وطن جاؤن
اور مجسٹن کو یہان لاؤن تو یہ بستی بسے عورت نے کہا اکیلی مین کیونکر بسر کرونگی مین بھی
ساتھ چلونگی آخرش ایک ایک لڑکا دونون گود مین لیکے چل نکلے قضارا وہان پہونچے جہان
تختہ بندھا تھا ذہن مین آیا اسی پر سوار ہو کھولدو کہین تو جا نکلو گے یہ سوچکر دونون سوار ہوئے
وہ تختہ کھولنے لگا شہزادی بولی مال و اسباب تو اسقدر ہے کہ بیان قاصر ہے مگر ایک ناریل
اکسیر سے بھرا ہی دولت لا انتہا ہے جو تو اجازت دے تو اُسے لے آؤن مصرع
بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند + مجسٹن کے بیٹے نے کہا اچھا وہ تختہ کچھ کھلا بندھا یونہی رہا
شہزادی لڑکا لیے اُتری اُسکے اُترتے ہی ایسی تند ہوا چلی کہ رسی مکان سے ٹوٹ گئی تختہ بہ چلا
ہرچند اُسنے ہاتھ پاؤن مارے وہ ساحل مطلب کنارے ہوا کنارے پر شہزادی بحال خراب
دریا مین وہ بادل کباب یہ بنالہ دل سے کہتا تھا دیکھیے مرضی خدا سے کشتی بادبان شکستہ

کیا ہی یہ جھونکا ہوا ے قوم عاد کا ہے اس سوچ مین تھا کہ ایک جہاز نمودار ہوا اہل جہاز نے
دیکھا تختے پر کوئی جوان گود مین لڑکا نادان لئے بہا جاتا ہے رحم کھا بنسوئی کو دوڑا جہاز پر لیا
اتفاق زمانہ مالک جہاز مجسٹن کا دوست دمساز تھا اسکو پہچانا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا برس
روز مین جہاز کلکتے مین داخل ہوا جہاز کا حاکم مجسٹن کی ملاقات کو آیا بچھڑے بیٹے کو باپ سے
ملایا بیان جسدن سے جہاز کی تباہی مجسٹن نے سُن پائی تھی غریق لجۂ غم تھا بارے بیٹے کو دیکھکر
سجدۂ درگاہ باری کیا پوتا گھاتے مین ملا اور کلمات شکریہ اُس سے کرنے لگا اُسنے کہا بندہ پرور
خیر ہی دُنیا اسی کا نام ہی جسکا کام جس سے نکلے وہ فخر و سعادت سمجھے بعد چند روز مجسٹن نے
بیٹے سے روئداد سفر پوچھی اُسنے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت سب بیان کی یہ سُنکر سمجھا مشکل
پیچ پڑا مگر سہل سا یہ جواب دیا الخیر باوقع خیریت اسی مین تھی جو ہوا مصرع ع بر سر فرزند آدم
ہر چہ آید بگذرد + بیٹے نے کہا مناسب یہ ہے کہ اب جلد چلیے ایسا ملک مالا مال یہ دولت
لازوال ہاتھ سے نہ دیجئے مجسٹن نے کہا خیر ہی یہ بھی ایک فسانہ تھا جو مین نے سُنا اور خواب
تھا جو تو نے دیکھا لا اعلم ایام وصال و صحبت سیم تنان + در عالم خواب احتلام شد و رفت
اُسنے کہا آپ سا عقلمند ایسا کلمہ فرمائے تو نہایت بعید ہی دنیا مین تین مغر کے ہین زر زمین
زن یہ سب سامان جمع ہین اگر آپ نہ جائینگے فدوی تنہا جائے گا مجسٹن نے کہا افسوس
ہم تجھے دانا جانتے تھے الا ہماری نادانی تھی حمق کی مقتضی تمھاری جوانی تھی اے بھائی
کوئی نادان سے نادان عورت کی بات کا دھیان نہین کرتا یہ باتین جبتک تھین جو تم اور
وہ باہم تھے وہ مونس تھی تم ہمدم تھے اب خیریت ہے سعدی زن دوست بود و بے زمانے
تا جز تو نیافت مہربانے + چون در بر دیگرے نشیند + خواہد کہ ترا دگر نہ بیند + مصرع
اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید + ہر چند اُسنے مغز خالی کیا یہ مقدمہ اُسیر حالی کیا وہ بے مغز
نہ سمجھا مصحفی مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو + مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے
ناچار مجسٹن نے کہا تم جب تک ذلت نہ اٹھاؤ گے اور ہمین خراب نہ کرو گے اس حرکت بیجا
سے باز نہ آؤ گے نہ چین لو گے اُسی دن سامان سفر درست کیا بہت سے جہاز مع اسباب اور
چند مشیر خوش تدبیر ہمراہ لے روانہ ہوا چند روز مین وہ جزیرہ ملا جہاز وان کو لنگر ہوا مجسٹن کا بیٹا اترا اگر چہ ان

ویرانہ بوم وغول کا آشیانہ تھا وہان بستی دیکھی اور جس جگہ بیہڑ تھا اُسے ہموار پایا بلندی نظر
آئی۔ نہ پستی دیکھی آدمی ہر سمت سرگرم کار و شہر پناہ تیار اُسے تعجب ہوا سمجھا کہ مین بھول گیا
کسی سے پوچھا اس شہر کا نام کیا ہی والی ملک کونسا ہی وہ بولا مدت سے یہ ملک بسبب آفت
آسمانی اُجاڑ ہو گیا تھا رعایا برایا بلکہ بادشاہ بھی نہ بچا تھا فقط بادشاہ کی بیٹی باقی تھی
اب برس دن سے اُسنے شوہر کیا ہے شہر از سر نو آباد ہوا نیا طرز ایجاد ہوا یہان مفسد ہی
نہ ڈنڈی ہی نام اسکا شہزادی منڈی ہی محبٹن نے یہ ماجرا اُسنکر بیٹے سے کہا خوش بہت ہوئے ہوگے
لو سیدھے پھر چلو اُسنے کہا اتنی صعوبت سفر کی اُٹھائی اُسکی صورت بھی نظر نہ آئی دو باتین کرون تو پھر
چلون محبٹن نے کہا یہ مصیبت کچھ نہ تھی جو بات کرینمین ایذا اُٹھے گی وہ کب مانتا تھا انھین لوگون سے
پھر پوچھا شہزادی کبھی سوار بھی ہوتی ہی وہ بولے روز غرضکہ سواری کا وقت دریافت کر لڑکے
کا ہاتھ پکڑ کے سر راہ کھڑا ہوا کہ شہزادی شب دیز کو مہمیز کرتی آ پہونچی یہ پکارا ہم نے ایفائے
وعدہ کیا حاضر ہوئے اور لڑکا بھی بفضل آلہی سے سلامت موجود ہے کیا ارشاد ہوتا ہی اُسنے
بیگانہ وار جیسے کسی اجنبی کو کوئی دیکھتا ہی ملاحظہ کیا مگر جواب کچھ نہ دیا چلی گئی یہ خفیف گھر پھرا محبٹن
نے حال پوچھا بولا ملاقات نہ ہوئی کل پھر جاؤن گا اُس نے کہا صبح کا جانا روز الم شام
غم دکھائے گا بہت پچھتائے گا اُس نے دوسرے روز بیٹے کو سکھایا کہ جب سواری
قریب آئے گھوڑے سے لپٹ جانا اور یہ زبان پر لانا کہ دنیا کا لہو سفید ہو گیا مہر مادری
سے محبت پدری مین لطف زیادہ پایا کہ ہمین ساتھ بآرام تمام لیے پھرتا ہے تم بات بھی نہین
کرتی ہو بلکہ پہچانتی نہین جب سواری قریب آئی یہ تو بہت جلا تھا اور سمجھ چکا تھا کہ کھیل
تو بگڑ گیا کہا شہزادی باگ کو رد کو وہ خود توڑ کی تھی باگ بھی رُک گئی بس محبٹن بولا مؤلف

یاد ایام کہ نفرت تھی زمانے سے تجھے
مگر تھا یاد خبر تھی نہ بہانے سے تجھے
کبھی چوٹی کی خبر تھی نہ تھا کنگھی کا خیال
مجکو افسوس آتا ہے کہ گذرا نہین سال
تھی لگاوٹ ہی تجھے یا وہ خلطا سے

ہوتی وحشت تھی بہت غیر کے آنیسے تجھے
بید بھڑک غیر سے باتون کا کبھی ملو رنہ تھا
بار ہا اُلجھے سے رہتے تھے ترے سر کے بال
ایسی کیا بات تسے ویسی سمائی ظالم
گرمجوشی کا بھلا کب تھا یہ کیا سبب سے

خوف آتا تھا کہین آنے سے جانیسے تجھے
ہمین ہم تھے تری صحبت مین کوئی در نہ تھا
بانکے لاکھے سے لڑ دسی سے ہوتا تھا ملال
دفعتہً سب رہ و رسم بھلائی ظالم
بیٹھنا کونے مین ہر دم تجھے تنہا سے

مجھکو لگ چلتے کبھی ہمنے نہ دیکھا سب سے
شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھسے
مطمئن پر جو کہے ساری خدائی تجھسے
اب قسم کھاتا ہوں دل نہ لگاؤنگا کبھی
ربط تو کیا ہے نہ مین پاس بٹھاؤنگا کبھی
بزبان یار و نکے یہ کریگا ہر بار
مر تنک گئے سب پر نہ ملا وہ زنہار

اب تو ہٹی مین کیا چھید غضب تونے کیا
اب تو تا حشر مکدر ہے صفائی تجھ سے
بخدا ملنے سے ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے
ذلت و رنج نہ اسطرح اٹھاؤنگا کبھی
ہوسم اب وہ لگے لگانے ہی کا جانا نہ رہا
گو کہ عاشق تھا مگر تھا یہ بڑا غیرت دار
کرے معشوق کسی سے تو دغا ایسی کرے

کھلگیا سب پہ ترا بھید غضب تونے کیا
وضع اپنی نہین کیا کیجے برائی تجھسے
خوش رہو تم کہ تمھین کچھ نہ لگے دل دیجیے
گر طرحدار بھی اس دہر مین پاؤنگا کبھی
ربط کیا خاک کرین ہم وہ زمانا نہ رہا
دیکھ بد وضع کیا دیکھیے ایسا انکار
سچ کہے بات کی عاشق تو بھلا ایسی کہے

یہ سنکر وہ شرمندہ ہوئی پھر لڑکا گھوڑے سے لپٹ گیا بیچارہ نادان باتون کا سود و زیان کچھ نہ سمجھا جو کچھ باپ نے سکھایا تھا کہنے لگا جب کہ چکا شہزادی نے تپنچہ قبور سے کھینچکر لڑکے پر پھینک دیا وہ

تصویر شہزادی سواری اسپ و ملنا مجسٹن مع پسر خود اور تپنچہ مارنا شہزادی کا لڑکے کو اور اسکی تلاش

دھم سے گر پڑا اور اجل نے گنار ماطفت مین اٹھا لیا اجل قبور سے ملا دیا پھر باگ اٹھا چل نکلی مجسٹن کے بیٹے نے بہت خاک اڑائی بیٹے کی لاش باپ کو دکھائی اسنے کہا کیون جو ہمنے کہا تھا وہی آگے آیا وہ بدنصیب بولا صبح اختتام ہے جو ہونا ہے ہو جائے گا مجسٹن نے کہا تو اپنا بھی حال ایسا ہی بنائیگا دم بھر جب وہ چلا مجسٹن کا جی نہ رہ سکا ساتھ ہوا جسدم شہزادی کی سواری پاس آئی باگ پکڑی ہنوز زبان نہ ہلائی تھی شہزادی نے کہا اے مجسٹن ہمنے سنا تھا کہ تو مرد جہاندیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تجربہ رسیدہ ہے مگر افسوس بایں ریش و فش تو نے سنا نہین لا علم ز حادثات جہان بس ہمین پسند آمد + کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم

اس پیرانہ سالی مین تجھپر ہزار سانحے گذرے ہونگے کچھ الم و رنج کا مزا پایا فرحت و خوشی کا نشہ
باقی ہے اے نادان دنیا مین کس بات کو یاد کیجئے کس کا غم کس سے خاطر شاد کیجئے اگر عقل رسا
یا کچھ فہم و ذکا ہو تو دنیا مین کافی ہے یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی اے مصحفی مین رو دن
کیا پچھلی صحبتون کو + ین بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین + یہ کہکر گھوڑا چمکارا کہ پھر
سلسلہ جنبانی اس اہمونی کی موجب مضرت جان جانا مجسٹن نے بیٹے کو سلام کیا اور نہ
کچھ کلام کیا وہ بھی نطفۂ ضعیف کا پیدا ہوا بوڑھے باپ کا بیٹا تھا محجوب وطن پھر ابتک جیتے جی
باپ سے آنکھ چار نہ کی پھر اُس انگریز نے کہا مطلب اس حکایت سے یہ ہے کہ آدمی وہ بات
نہ کرے جسکا حصول ذلت و خفت ہو کہو اب کیا کہتے ہو یہ قصہ سُنکر وہ فرہاد بے ستون عشق شیرین
زبانی سے کہنے لگا بقول اُستاد کب تلک جیون گا مین موت اکدن آنی ہے + ہجر مین جو آجاوے
عین مہربانی ہے + سب جلسہ سر ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا جب یہ جان گنوائیگا تب جھگڑا جائیگا آخر کار
جب اُسکا حال ردی ہوا دوستون کو چٹھیان لکھکر جمع کیا کہا کل اس مقام سے ہمارا کوچ ہے
اگر ہماری وصیت بجا لاؤ گے دنیا مین نام حشر کو بخیر انجام ہوگا سب نے قبول کیا اُسنے کہا بعد انتقال
یہ ہمارا جنازہ بہ تکلف کا بنا کر بجرے کی چھت پر صندوق مین نعش دھر باجے بجاتے ہمارے
معشوق کی کوٹھی جو لب دریا ہے اُسکے نیچے سے لیجانا اور دل مین یہ تھا اُستاد ساتھ وہ میرے
جنازے کے لحد تک آئے + لے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے + غرضکہ رات کو اُس مریض
فرقت کا ہجر مین وصال ہوا اس جہان سے انتقال ہوا گویا مرنیکو بھی لوگ کہتے ہین وصال
یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم + مؤلف مر کے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال
جان دی ہمنے مٹایا ہے خلش ہجران کا + صبح کو یہ خبر عام ہوئی کہ سوداگر بچہ کے عاشق محروم ناکام
کا کام تمام ہو مر گیا شدہ شدہ سوداگر کو اور اُس ماہ پیکر کو یہ حال معلوم ہوا گو جذب محبت سے
حال تغیر ہوا مگر ضبط سے کام لیا دل بیقرار کو تھام لیا انگریز جمع ہو بعد پریشانی وصیت بجا لائے
جنازہ درست کر بجرے کی چھت پر دھر لیا لباس سب نے سیاہ کیا بلند نالہ و آہ کیا سر ننگے غل مچاتے
باجے بجاتے عجب سانحہ تھا ہزارہا زن و مرد کنارے کنارے گریان چلے آتے تھے جنے صندوق کی
طرف دیکھا فریاد مچاتا تھا اُسدن سے دریا دریا اشک ہر بحر کی چشم سے روان ہے مثل سیماب بیقرارانہ دوان ہے

اور جسے احباب حباب کہتے ہین یہ فرط قلق سے ہر محیط کی چھاتی مین پھپھولا پڑتا ہی پھوٹتا ہی
موجون سے تلاطم نہین چھوٹتا ہے ماہیان دریا کا خنجر الم سے حنجر یعنی گلا زخم دار ہی سنان غم
سینے کے پار ہی ساکنان دریا کو بسکہ شمشیر عشق کا خوف وخطر ہے اس ڈر سے سنگ پشت کی پیٹھ
پر سپر ہے خلاصہ یہ کہ اسی صورت سے جنازہ انگی کوٹھی تلے آیا اور صندوق سے اُس
زندۂ جاوید نے باواز بلند سُنایا اُستاد اے فلک آخری پھیرا ہی نہو تجھسے گرا اور + اُسکے کوچے
مین جنازہ مرا نگین تو ہو + اُسی وقت وہ مہ پارہ کشش دل اور تپش متصل سے مطلع ہوئی اور
کوٹھے پر چڑھی اور بیتابانہ پوچھا کہ یہ لاش دلخراش کس جگہ باش پاش کی ہی کہ حاجبان بارگاہ
عشق سے صدائے دور باش دور باش کی ہی وہ بولے کہ یہ کشتہ تمھارا ہی رنج مفارقت نے
آپکے اسے بے اجل مارا ہی افسوس کہ اس بیکس نے جان دی اور تمکو مطلق خبر نہوئی اور کسی
شخص نے عمداً اُسے سُنا کر یہ شعر پڑھا جرات مُکر جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہی + سبھون سے
پوچھتا ہی کسنے اسکو مار ڈالا ہی + یہ سنتے ہی وہ نعرۂ جانسوز آہ دلدوز سینہ بریان سے کھینچکر کود پڑی عشق کا نشانہ

تصویر جنازہ مع صندوق زیر مکان معشوق لانا اور معشوق کا اُس پر گرنا

دیکھیے صندوق نعش پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے مثل جگر عاشق زار ہو خواب مرگ مین سو بخت خفتہ عاشق جگایا
کشش محبت نے بچھڑون کو اسطرح ملایا دیکھنے والے تھرا گئے دلگدازون کو غش آگئے شہر مین
یہ چرچا گھر گھر ہوا منزلون یہ اخبار مشتہر ہوا اُسکے مان باپ نے بہت سی خاک سر پر اُڑا دونون کو
پیوند زمین کیا اس عشق فتنہ انگیز نے کیا کیا نہین کیا نہ خاک ہجر کے مارون کو بیقرارون کو قرار
آیا ہزار ہا شخص دیکھنے کو سر فراز آیا مطابق قول میر تقی حیرت کار عشق ہی مردم + شکل تصویر
آپ مین تھے گم + کام مین اپنے عشق پکا ہی + ہان یہ نیرنگ سازیکا ہی + جسکو ہوا التفات اسکی
نصیب + ہو وہ مہمان چند روز غریب + ایسی تقریب ڈھونڈھلاتا ہی + کہ وہ ناچارجی سے
جاتا ہی + کون محروم وصل یان سے گیا + کہ نہ یار اسکا اس جہان سے گیا + پھر یہان سے
خامۂ مصیبت نگار حال ملکہ زار لکھتا ہی کہ آخر کار جی تنگ ہوا تب دوری سے یہ ڈھنگ ہوا
اُستاد لگے زمین یہ اب سب آثار نے ہمکو + یہ دن دکھائے ترے انتظار نے ہمکو + فراق مین ترے بن
موت اتبو مارا ہی + تڑپ تڑپ کے دل بیقرار نے ہمکو + جب اپنا آہ دم نزع کنٹھ بیٹھ گیا + تم آئے
بالین یہ اسدم پکارنے ہمکو + صبح سے تا شام ٹکٹکی جانب در دست تاسف بر سر اور ہر دم یہ کلمہ
زبان پر اُستاد زبسکہ رہتا ہی آنیکا اُسکے دھیان لگا + صدا یے در یہ ہو در پردہ اپنا کان لگا +
بیاد زلف نہ تا دود آہ سب پہ کھلے + مین منھ یہ اسلیئے رکھتا ہون بیچوان لگا + ہزار خوار ہوے
تجھسے عندلیب یہان + یہ بے ثبات چمن ہی نہ آشیان لگا + آخر کثرت انتظار سے نظر کمی کرنے لگی
اور جان زار تڑپنے سے دل بیقرار کے برہمی کرنے لگی یہ نوبت ہوئی سوگئے دن ٹکٹکی کے باندھنے
کے + اب آنکھین رہتی ہین دو دو پہر بند + اُسوقت کشش محبت ملکہ مہر نگار نے جانعالم کے دلکو بیچین
کیا خیال آیا کہ خدا جانے صدمۂ فرقت سے اُسکا کیا حال ہوگا دل نے کہا جینا وبال ہوگا گھبرا کر
دست باچہ ہوا عیش ونشاط بھولا یہ تازہ گل پھولا انجمن آرا سے کہا زیادہ طاقت مفارقت احباب
وطن مجھ خستہ تن کو نہین آج بادشاہ سے رخصت خواہ ہونگا وہ بہر حال اطاعت اور رضا اسکی
جمیع امور پر مقدم جانتی تھی کہا مجھے بھی تمنائے سیر کوہ وبیابان بے پایان ہے شہزادہ موافق
معمول دربار مین حاضر ہوا اور سلسلۂ سخن بطلب رخصت وطن کھولا بادشاہ محزون وغمناک
ہو فرمانے لگا یہ کیا کیا جو کلیجہ منھ کو آنے لگا جان من تاب جدائی نہین رخصت

بادیہ پیمائی نہین اگر خواہش سیر ہے تو فضا اس نواح کی جا بجا مشہور ہے خزانہ موجود فوج فرمانبردار ملک حاضر اگر منظور ہے جانعالم نے دست بستہ عرض کی اے شہریار باوقار پُرتمکین برس دن مین حضور کو مجھ غمگین سے یہ محبت ہوئی کہ مال و ملک و سلطنت بلکہ جان تک سے دریغ نہین واے برحال مادر و پدر سوختہ جگر جنھون نے لاکھ منتون کروڑون مرادون سے دن کو دن نہ رات کو رات جانکر سولہ سترہ برس خاک چھانکر مجھکو پالا دلولۂ طبیعت نے گھر سے نکالا اب مدت مدید عرصۂ بعید گذرا اُنھین میرے جینے مرنے کا حال معلوم نہین اُنکے صدمہ کو غور کیجیے رخصت بہرطور کیجیے آدمیت سے بعید ہے آپ عیش و نشاط کرے ماں باپ کو رنج و تعب مین چھوڑے امیدوار ہون اس امر مین حضور کد نہ کرین بکشادہ پیشانی اجازت وطن دین اگر حیات مستعار زیست ناپائدار باقی ہے پھر شرف آستان بوسی حاصل کرونگا نہین تو اس فکر مین گھٹ گھٹ مرونگا دین برباد ہوگا اور دنیا مین عزت و آبرو نہ رہیگی خدا ناخوش ہوگا خلقت تن پرور راحت طلب کہیگی بادشاہ سمجھا یہ اب نہ رُکے گا۔ آنسو آنکھوںمین بھرکر کہا خیر بابا مرضی خدا جو تیری رضا مگر تیاری سامان سفر کو چالیس دن کی مہلت چاہیے جانعالم نے یہ بات قبول کی یہ تو رخصت ہوکر گھر آیا خبرداروں نے اس حال کا خاص و عام مین چرچا مچایا خلاصہ یہ کہ شدہ شدہ یہ غلغلہ گھر گھر ہوا خورد و کلان بوڑھا اور جوان شہر کا اس خبر سے باخبر ہوا

عزم جانعالم زرنگار سے سوے وطن تیاری سامان رخصت انجمن آرا کی عزیز و اقربا سے فرقت اور پہونچنا ملکہ پاس پھر نکاح کرنا

مؤلف چل اے توسن خامہ چالاک و چست + کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی ہے سُست جگہ بیٹھ رہنے کی دنیا نہین + یہان خاک بیٹھے کوئی دل حزین + سفر ہر نفس سب کو رہتا ہے یان سراے فنا بھی عجب ہی مکان + نہ بیٹھا کبھی جم کے اگجا سرور + قریبون سے اپنے رہا دُور دُور طے کنندگان ملک معانی و سیاحان اقلیم خوش بیانی بادیہ پیمایان بے توشہ بار محنت بر سر راہ نوردان ہوش باختہ بے راہبر یاد دلدار در دل دین و دنیا فراموش الم ہمراہ ہر گام نالہ و آہ تصویر یاس ہم آغوش لکھتے ہین کہ اُس عازم سمت معشوق عاشق خصال کو چلہ وہین گذرا سامان سفر تیار ہوا اب صبح کو اُس چلہ نشین حجرۂ محبت کی رخصت ٹھہری سر شام با دل ناکام بادشاہ دامن سحر کی صورت

گریبان چاک کر مع ارکان سلطنت دو کوس شہر سے باہر سرِ راہ دامن کوہ پر جا بیٹھا وزیر خوش تدبیر
سے فرمایا کہ تم شہزادے کو رخصت کرو ہم یہان سے جلوس سواری سامان سفر دیکھ لین گے یہ خبر
اہل شہر کو معلوم ہوئی تمام خلقت پانچ برس کا لڑکا بچا نوے برس کا بوڑھا رنڈی مرد دوسرے
ٹیکرے پر اُسیدم جمع ہوئے جھٹپٹے وقت جانعالم نے سواری طلب کی ہرکارون نے عرض کی
بادشاہ راہ کیطرف متوجہ ہوا روشنی نمود ہوئی پلٹنین آئین سجی سجائی توپخانہ گذرا پھر بارہ ہزار
ہاتھی سواری کا ہودج و عماری کا ہزار بارہ سو جنگی باڑہ مست چارون پھٹیان ٹیکتین بان پٹے
سونڈونمین چڑھے جھنڈے رنگے طلائی نقرئی زنجیرین کھنکتین جھولین زربفت کی نئے نئے رستے
کلابتون کے ہیکلین جڑاؤ مغرق گجگاہین پڑین دورویہ اس انداز کی کہ اگر صحاب فیل آئین دیکھتے
خوف کھاتے کبھی کعبہ ڈھانے نہ آتے فیلبان زربفت کی قبا یا کمخواب کی پہنے جوڑیدار پگڑیان
باندھے کمر مین پیش قبض یا کٹار ہاتھونمین گجباگ جواہر نگار ستون کے ساتھ دو بوڑی بردار ایک
جرکٹا سنڈا ہاتھ مین ڈنڈا دو برچھی دالے دیکھے بھالے آگے پیچھے تریل قریب ساٹھ مار برابر دو
سوار پھر کئی لاکھ سوارون کے پرے ہاتھیون سے پرے پرے سر سے تا پا لوہے کے دریا مین
ڈوبے ہیس اکیس برس کا ہر ایک شخص کا سن شباب کی راتین جوانی کے دن خود بکتر زرہ پہنے
بائین دہنے چار آئینہ فولادی مین ہر دم روئے مرگ معائنہ کرتے ہاتھون مین داستانے خانجنگیون
کے بانے دو تلوارین ایک قاش زین مین دوسری ڈاب مین تینچے کی جوڑیان قبورین مین سر در
بہادری سے سر و رین کمر مین قرولی یا کٹار آبدار سپر پشت پر برچھا ہاتھ مین تیکھا ین ہر بات
مین مثل نہنگان بحر ہیجا و شیران اکمام وغا مونچھو نپر تاؤ دیتے ہر بار نوک کی لیتے گھوڑے وہ
خوشخرام کہ سمند سبز فام جسکا قدم دیکھ کے آج تک چال بھولا ہے دیکھنے والے کہتے تھے
چمن روان کیا پھلا پھولا ہے دو صفین باندھے ہوئے بیچ مین بنجشانے روشن گھوڑے
گدائے جوبن دکھاتے چلے گئے پھر ہزار بارہ سو سانڈنی سوار خوش رفتار زرد زرد قبائین
در بر سرخ پگڑیان سر پر آبی بانات کے پاجامے پاؤن مین ہتھیار لگائے مہارین اٹھائے
ستارون کی چھاؤن مین سانڈنیون مین دو دو سو کوس کا دم بختی فلک ابتک بلبلاتا ہے
جب انکا دھیان آتا ہے قدم قدم یہ جب بڑھے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے

عربی ترکی تازی عراقی یمنی اور کاٹھیاوار کا دکھنی وہ وہ گھوڑا جو ابلق لیل و نہار کی نظر سے
نہین گذرا اڑانہ موڑا نہ رس کا خلل نہ تنگ اُجاڑ نہ کھونٹا اُکھاڑ سانپن نہ ناگن عقرب نہ ارجل
شبکور نہین مُنھ زور نہین کم خور نہ مٹھانہ کھوٹا بال بھونری سے صاف حشری کمری کہنہ لنگ
نہین سینے کا تنگ نہین ہمہ تن اوصاف کسی پر چڑاؤ زین بندھا کسی پر چار جامہ و دوال کو کسا کسی
کی فقط گردنی اُلٹی گندہ پٹہ ساز یراق جواہر نگار پوزی دُمچی طرحدار پر ہما کی کلغی لگی پا کھر پر تکلف
پٹھون پر پڑی دوگا ما گام شہ گام یرغہ ایبیہ رہوار دُلکی کا منجا الیل کرتا جلودار جنور لیے مشغول
نگس رانی مین ہمرکاب بتائی برادر معقول سرگرم جانفشانی مین باگ ڈورین پرنز سائیس لیکر
نکلے اُنکے بعد نوبت نشان ماہی مراتب علم اژدہا پیکر جلو مین نصرت و ظفر یہ سب جلوس
با کر و فر آیا نوبت کی ندا جھانجھ کی جھانجھ سے صدا قرنا سے شور و غل شہنا مین بھیرون بھیاس
کے سُر بالکل نقیب اور چوبدارون کی آواز پر سوز و گداز عجب کیفیت کا عالم تھا اُدھر نقارہ ہا
شتری اور فیلی سے گوش کر و بیان کر ہوا جاتا تھا ایکطرف شہر کے لڑکون کا غول بجاوے
بجاوے کا غل مچاتا چلا آتا تھا میر سوز کہے تو مہر و مہ لیکر عصاے نور ہاتھون مین + یہی کہتے تھے
گردو نیر ادب سے اور تفاوت سے + پھر شکار کا سامان میر شکار لائے باز آہنین چنگال تیز بال بحری
باشے شاہین عقاب فلک سیر جیان کے طیر اُنکے قریب تازی ولائتی کتے بودار گلدانک تازی
جانبازی کرنیوالے چیتے جو شمنون کا بُرا چیتے بلکہ لہو پیتے سیاہ گوش در آغوش ہرن لڑنیوالے
خانہ زاد گھر کے پالے اُنکے بعد ہزارہا سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا چھڑکاؤ کرتا کمر مین کھاروے کی لنگیان
شالو بنیر بادلے کی جھنڈیان مشکون مین بید مشک بھرا دہانے مین ہزارے کا فوارہ چڑھا متعدد
غلام بادلہ پوش حلقہ بگوش ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پڑے منقل انگیٹھیان سونے چاندی کی
لیے عنبر و عود جھونکتے نکلے پھر تو کوسون تک جنگل رشک تاتار و مثل طبلۂ عطار ہو گیا اُنکے متصل دو ہزار
لالٹین والے کمسن بلور کی صاف صاف شفاف لالٹینین لیے شمع مومی و کافوری روشن کیے وہ سب
غنچہ دہن زیب انجمن بڑھے پھر صدا ے اہتمام نقیبان خوش گلو چارسو بلند ہوئی اور صبح صادق نے جلوہ
دکھایا ہاتھ کو ہاتھ نظر آیا شاہ خاور بھی دریچۂ مشرق سے سر نکالکر مشغول نظارہ ہوا حسرت مین وطن
آوارہ ہوا دم سحر نسیم و صبا کی فر فر شمع کا جھلملا جھلملا اُداس جلنا سواری کا آہستہ آہستہ چلنا پہاڑی جانور و نکی سیر

ذکر حق مین وحش و طیر سر سبز درخت لہلہے پھول رنگ برنگ کے ڈہڑ ہے سقون کی آبپاشی
صدائے نالۂ مرغان خوش الحان سے دلخراشی خسرو انجم کا شمع ثابت و سیارہ چھپتے جانا سورج کی
کرن کا جگمگانا پھولون کی بوباس چشمۂ سرود شیرین آس پاس خلق کا مجمع دامن کوہ پر سبکی نگاہ کبھی
اس کیفیت پر گاہ اُس انبوہ پر ادھر مسافرون کی کثرت اُدھر بادشاہ پُر ارمان خلق خدا با حسرت
بچشم انتظار امیدوار آمد پیادہ و سوار و تماشائے عجیب روزگار تھے یکایک غول خاص بردار دن
کا آیا کمخواب کی مرزائی انگرکھے گجراتی مشروع کے گھٹنے ولی کی ناگوری پاؤن مین سر پر گلنار پھینٹے
طرحدار حاشیون کے غلاف باناتی سقرلاتی باغ و بہار گرد پوش ململ کے سینگرے ساز مطلا جھلاجھل
کے رفل چقماق توڑے دار قرابین شیر بچے جس سے شیر زندہ نہ بچے جواہر نگار اور برچھی بردار بانڈار
گتے والے یکے پیش قرار در ماہی دار راکب مرکب جھگڑے کا عالم گرد اگرد بیچ مین شہزادہ جانعالم
اسپ باد رفتار پر سوار برابر انجمن آرا کا سکھپال پری تمثال ہزار پانسو کہاریان پیاری پیاریان کمسن جسم
گدرایا شباب چھایا زربفت و اطلس کے لہنگے مصالحہ ٹکا ململ کے ڈوپٹے باریک بنت گوکھرو کی
کرتی انگیا کاشانی مخملی کرتیان کندھون پر کچھ سکھپال اٹھائے باقی پر اجائے اِدھر اُدھر جڑاؤ کڑے ملائم
ہاتھون مین پڑے پاؤن مین سونے کے تین تین چھڑے کانون مین سادی سادی بالیان نشۂ حسن مین متوالیان
کسی کا کان جو آلا تھا تو حسن کی دوکانین ناز و ادا کا نرخ دوبالا تھا انداز و ناز نرالا تھا وہ آہستہ
تیوری چڑھا کے پاؤن رکھنا کبھی سسکی جھجکی بڑی بیسر تھی کئی سو سواری کا دور ٹینوالا خواجہ سرا عجیب
عجیب طرح کا سنکٹا قلماقنین ترکنین سرگرم اہتمام خواجہ سرایان ذی لیاقت معقول گھوڑون پر سوار
بندوبست مین مشغول جریب زمین پر پڑتی کوس کا پہیہ ساتھ زمین کی پیمائش سواری کی آرائش
بتزک بمرتبہ کر و فر نہایت دھوم دھام بادشاہ کے پاس آ پہونچے جانعالم نے دیکھا
ظل سبحانی کے چشمۂ چشم سے جوئے خون جاری ہچکی لگی بیقراری طاری گھوڑے سے کود کر آداب
بجا لایا بادشاہ نے یہ فرمایا اسوقت ہمارے پاس نہ آؤ خدا کو سونپا چلے جاؤ شہزادہ مجرا کر کے سوار
ہوا جسدم جانعالم نے گھوڑا بڑھایا تمام خلقت کا جی بھر آیا علی الخصوص بادشاہ کی بیقراری جانعالم
اور انجمن آرا کی گریہ و زاری دیکھکر تماشائی واویلا مچا کہنے لگے آج رونق شہر کی رخصت ہے زینت
سلطنت کی فرقت ہے ایسے مہر و ماہ کے جانیسے شہر مین غدر پڑیگا اندھیر ہو جائیگا انکا الم جدائی رنج

تصویر جان عالم مع سامان سفر و سکھپال انجمن آرا ادھر اُدھر سلون پر لوگ بیٹھے اور اسواری روان

دشت پیمائی ہزار روز سیاہ شام غم دکھائیگا کہتے ہین سیکڑون مرد زنڈی بے کہے سنے ہمراہ ہوئے غریب الوطنی
اختیار کی وہان بود و باش گوارا نہ ہوئی انکے بعد چھ سات سو پالکی نالکی چنڈول محافہ امیرزادیون کا
اور ہنسیون جلیسون کی تین چار سو کھڑکھڑیان اور عشش پیشخدمتون کا دو تین سو میانہ چوبیلا مغلانی آتون
محلدارون کا ہزار نو سو رتھ اکبرآبادی دو برے سائبان دار نئے مغرق پردے جھمکتے ناگوری بیل
جو ثور فلک نے نہ دیکھے تھے جتے انّا چھوچھو چھچھوٹی نوسیں باریدار لونڈیان باندیان سوار یہ بھی قطار
قطار گذر گئے اور چھکڑے اونٹ ہاتھی خزانے اور اسباب کے ڈیرے خیمے لدے لدائے کسے
کسلائے جکڑے نظر آئے غرضکہ تا شام بہیر بنگاہ بازاری سرکاری سب لوگ چلے گئے لکھا ہی کہ
روپے اور اشرفیان امام ضامن کی دم رخصت اتنی آئین کہ تمام راہ سید مسافرون نے پائین اور کھجور کلچون
کا یہ حال ہوا کہ رات کے سوا ہاتھیون کو کلچے ملے اور اہل لشکر کو بانٹ دیے کھجورین جو بٹ نہ سکین راہ
مین پھینکدین وہ اُگین اُسکے درخت اُگے کم تھے اُسدن سے جنگل ہو گئے اسوقت بادشاہ سراسیمہ حواس
باحال یاس دولتسرا مین آیا وہ بسا بسایا شہر اُجڑا ویران نظر آیا بازار مین جا بجا چراغ گل سر شام بگڑی غبار
اندھیرا بالکل جسطرف دیکھا لوگ تھکے ماندے پھر کر پڑے تھے بازار مین تختے لگے ٹٹر چڑھے تھے لوگ سوز مفارقت
سے دردمند دکانین بند جو جہان پڑا تھا شہزادی کی رخصت کا ذکر کر رہا تھا دو شخص اگر باہم تھے بادلِ پُرغم
تھے کوئی سوتا تھا کوئی چپکا پڑا رو رہا تھا بستی سنسان بازار مین سناٹا خلق خدا اندوہ کی مبتلا بادشاہ
کو دونا قلق ہوا رنگ فق ہوا محلسرا مین آیا وہان بھی چھوٹے بڑے کو غمگین پایا لوگونکے عزیز جدا ہو گئے

سب اُس یوسف رفتہ کے زندان فراق مین اسیر بلا ہو گئے علی الخصوص انجمن آرا کی مان جسکی نظر سے
وہ چاند سورج چھپ گئے زمانہ آنکھ مین تیرہ و تار دل غم سے خار خار حیرت مین نقش دیوار ہو رہی تھی آنکھون
سے زور زور تھا رو رہی تھی بادشاہ نے سمجھایا ہاتھ مُنھ دُھلوایا کچھ کھلایا یہ تو سب نالہ بلب آہ و درد دل جانعالم اور
انجمن آرا روبمنزل پانچ پانچ کوس کا کوچ دو چار دن کے بعد ایک دو مقام بہ براحت و آرام کرتے چلے
فوج ظفر موج ساتھ اردوے معلی کا عجب عالم تھا ایک عالم روز ہمراہ جہان کی نعمت تیار شام و پگاہ
صراف بزاز جوہری روپیہ پیسہ اشرفی ڈھاکے کا ریزہ بنارس کا گلبدن گجرات کا کمخواب الماس زمرد
یاقوت احمر جو چاہو سو لو ایکطرف قصاب اور نانبائی پکی پکائی لیے ہوئے میوہ فروش خانہ بدوش حلوائی
طرح طرح کی مٹھائی مینا بازار باغ و بہار جدا جدا ہر گنج کا جھنڈا گڑا چوبڑ کا بازار ٹھاٹھ جلوخانے کے روبرو نصف
شب گذرنے تک دوکانین کھلین اکاسی دیا جلتا بھولا بچھڑا اسکی روشنی مین آملتا کوتوال سرگرم پاسبانی
بازاریونکی نگہبانی زرنگار وندمین پھٹکتا غرضکہ سب خرم و شادمان رواں تھے مگر جانعالم جذب محبت ملکہ سے کبھی
یہ کہتا تھا شعر بساماں سفر با خود دل رنجیدہ دارم + بکف چیزے کہ دارم دامن برچیدہ دارم +

ورود لشکر فیروزی اثر دیار ملکہ مہر نگار مین پیر مرد کی ملاقات اور انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی دو بدو گفتگو پھر جانعالم کا نکاح بعد رخصت بصد شوکت و حشمت

مشاطۂ خامہ نے عروس سخن کو بصد زیب و زینت حجلۂ بیان مین یون جلوہ آرا کیا ہے کہ جب ورود
لشکر فیروزی اثر ملکۂ مہر نگار کے باغ سے قریب ہوا خبر دارون نے یہ مژدۂ جان بخش فوراً ملکہ کو
پہونچایا کہ مبارک ہو شاہزادہ تشریف لایا بسکہ غم مفارقت سے تاب طاقت طاق تھی سنتے ہی
غش آیا پھر سنبھلکر فرمایا بخت خفتہ کب بیدار ہوتا ہے ایسا پاؤن پھیلائے سوتا ہے اور جو میرا دل
بہلانیکو کہتے ہو تو سُن لو مؤلف تفریح کلفتون کی ترغیب ہے لا حاصل + بہلانیکی باتین ہین یہ
دل بھی بہلتے ہین + چندے جو یہی لیل و نہار ہے تو قصہ فیصلہ ہے تدبیر خلاف تقدیر سراسر بیکار ہے
مؤلف گر اُسکے ہجر مین یونہین اندوہگین رہے + تو ہوئیگا وصال دلا یہ یقین رہے + ہے احتیاط شرط
کہ اس چشم تر سے آہ + دامن رہے رہے نہ رہے آستین رہے + مدفن کا اپنے ہمکو تردد ہو کس لیے + کوچے
کی تیرے یار سلامت زمین رہے + تو گلشن وصال کی کر سیر عندلیب + ہم خرمن فراق کے بس خوشہ چین رہے

جو جو کہ انتخاب تھے صفحے پہ دہر کے + ایسے وہ مٹ گئے کہ نشان بھی نہین رہے + کس کی خوشی
کہان کی ہنسی کیسا اختلاط + ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے + چھوٹا نہ نزع مین بھی خیال
اُسکا لے مرے + دم بھرتے ہم اُسی کا دم واپسین رہے + اس عرصے مین وہی خواص دل آرام نام
بارہ دری سے نیچے اُتری پھر کہا خدا جانے یہ لشکر کہان سے آکر اُترا ہی ملکہ ہنسکر بحیلہ سیر خواصون کے
کندھون پر ہاتھ دھر ٹھنڈی سانس بھر کوٹھے پر چڑھی دیکھا تو فی الحقیقت لشکر بے پایان
سپاہ فراوان ہے خیام شاہی استادہ ہین پھرتے چلتے سوار اور پیادہ ہین یکایک شہزادہ جان عالم
بچند سوار اسپ صرصر خرام رخش تیز گام پر سوار نظر آیا اول تو اُسے بچا کھچا منزلون کا مارا دشت غربت کا
آوارہ دیکھا تھا اب چم وخم جاہ و حشم سے پایا بدن تھرتھرایا اعضا اعضا مین رعشہ ہوا یہ زور تماشا ہوا
اُستاد آتے ہی ترے چھٹتا ہے رعشہ سا بدن مین + ہر چند کہ ہین بیٹھتے ہر لحظہ سنبھل ہم + وہ زردی
چہرۂ پر غم مژدۂ وصل کی سُرخی سے بدل گئی غش سے سنبھل گئی شہزادہ گھوڑے سے اُتر سیدھا ملکہ
کے باپ پاس گیا رسم سلام بجالایا اُسنے دعائے خیر دیکر چھاتی سے لگایا کہا الحمد للہ تمھین بصحت
و عافیت اللہ نے کامیاب دکھایا پھر انجمن آرا کی سواری آئی تسلیم بجالائی پیر مرد نے فرمایا شہزادی
نے فقیر کے حال پر رحم کیا اللہ بھلا کرے اُسنے عرض کی کنیز مدت سے حضور کی صفت و ثنا ظل سبحانی کی زبانی
سُنا کرتی تھی آج شہزادے کی بدولت سعادت آستان بوسی حاصل ہوئی دو گھڑی بیٹھی پھر التماس کیا کہ اگر
اجازت دیجئے ملکہ کی ملاقات سے مشرف ہون اُس مرد حق پرست نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا بابا بے تکلف خانہ خانۂ
شماست جان عالم رخصت ہو خیمہ مین آیا انجمن آرا نے ملکہ کے مکان کا رستہ لیا آنے کی خبر پیشتر ملکہ کو پہونچی تھی

تصویر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کے باہم گلے ملنے کی

سامان اُس اُجڑے مکان کا درست ہوا تھا جب سواری اُتری لب فرش لینے کو آئی فراشی سلام کیا
گلے سے انجمن آرا نے لگایا ملکہ آبدیدہ ہو کر بولی تمنے مجھے محجوب کیا مین فقیر کی بیٹی تم شہزادی ہر چند
شاہ و گدا دونون بندۂ خدا ہین آلا تھائے قدم آنکھون پر رکھون تو بجا ہی آپکے آنے سے مجھے
بڑا افتخار حاصل ہوا ہی انجمن آرا بولی ہم نے خوب کیا نڈی یہ چوچلے کی باتین بیگانہ وار نہ کرتی تو
کیا ہوتا لے صاحب ہمارے بھائے تو رشتۂ ہمسری و برابری ہی اور حساب کی راہ سے پہلے تو
سلامتی سے تمھین ہو سرکاری اُنکی ہمین ملا ہی پہلے مزا آپنے چکھا ہی جوبن لوٹا ہی غرضکہ دو دونو کین
ہو گئین اختلاط حرف و حکایات رمز و کنایہ شب بھر رہے جسوقت عروس شب نے مقنعۂ مغرب مین مُنھ
چھپایا اور نوشاہ روز مشرق سے نکل آیا انجمن آرا جانعالم کے پاس آئی دیر تک اخلاق محبت ملکہ کا
مذکور کیا کی کہ اس صفت کی عورت آج تک نہ دیکھی تھی دوسرے دن جانعالم نے ملکہ کے باپ سے
عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفی اُس سالک راہ حق نے ارشاد کیا ہم اس لائق کہان ہین لیکن مصرع
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را + تم قول کے پورے ہو اقرار کے سچے ہو بسم اللہ اپنے زمرۂ کنیزون مین
سرفراز کرو شادی کا نام لینا مُنھ چڑھانا ہی نہ وہ ہم ہین نہ ہمارا زمانہ ہی آخر بطور شرع شریف ملکہ
کا نکاح جانعالم کے ساتھ ہوا اب یہ معمول ہوا کہ ایک شب انجمن آرا کی دوسری رات ملکہ کی ملاقات کی
ٹھہری اور اُن دونو تمین وہ راہ و رسم محبت و الفت کی بڑھی کہ شہزادے کی عاشقی نظر سے گر گئی نظری
ہوئی اور سچ ہی جو طرفین سے نجیب الطرفین ہوتے ہین باہمین رشک و حسد نیچ ولا دخل نہین پایا
گئی جلی ڈاہ بغض عداوت کیھ بھی داتا کل کل رو رکی تو تو مین مین چھوٹی اُمت پہ ختم ہی لاکھ طرح انھین
سمجھاؤ نشیب و فراز دکھاؤ لیکن ان لوگون سے بے جھونٹ جھانٹا نہین رہا جاتا دو دن ایک
طرح پر صحبت برابر نہین آتی ہی زندگی انسان کی تلخ ہو جاتی ہی لاکھ طرح کا غم ہوتا ہی ناک مین دم ہوتا ہی مؤلف

عشق مین طرفین سے اُلفت برابر چاہیئے	جو بدل بندہ ہو اُسکو بندہ پرور چاہیئے

داستان حیرت بیان رخصت جانعالم پیر مرد کا عمل بتانا چلتے وقت وزیر زادے کا ملجانا انجمن آرا کے میلان سے شہزادے کو بندر بنانا اس بیچارے کا ہزار دن مصیبت اٹھانا مع الخیر صحبت پانا

مصیبت نگار و مصائب رقم	جگر چاک و مغموم میرا قلم	زمانے کے کچھ طرز لکھتا ہے یہان

عجائب غرائب ہی یہ داستان
جو یہ دوست ہین ایسے دشمن کہین
ضرورت کی کچھ دوستی ہے ضرور

مری بات یارو یہ کرنا یقین
نہین ہین نہین ہین نہین ہین نہین

کسی کا کوئی دوست مطلق نہین
کیا امتحان مین نے اکثر سرور

قصہ کوتاہ چندے شاہزادہ والاجاہ وہان رہا ایک روز یہ سب عاشق معشوق باہم بیٹھے تھے جانعالم نے کہا ہمین وطن چھوٹے عزیزونسے مُنھ موڑے عرصہ ہوا انہون دلّی ور ہے اب چلنا ضرور ہی وہ دونون نیک خو رضا جو بولین بہت خوب اُسی روز حرف رخصت ملکہ کے باپسے درمیان آیا اُسنے بھی روکنا مناسب جانا سفر کی تیاری ہوئی دم رخصت حسب الحال اسباب نقد و جنس کی قسم سے شہزادے کو ملا کہ انجمن آرا کا جہیز بھول گیا اور وقت وداع پیر مرد نے بادل پُر درد جانعالم سے کہا فقیر کے پاس کچھ نہ تھا جو پیشکش کرتا مگر ایک نکتہ بتاتا ہون جب امتحان ہوگا خزانۂ قارون سے زیادہ کام آیگا اگر احتیاط کروگے پھر چند فقرے تنہا ایجا کر بتاکر تاکید سے کہا اگر یہ مقدمہ حقیقی بھائی سے اظہار کروگے یاد رکھو حضرت یوسفؑ سے زیادہ صدمے سوگے زمانہ کے اخوان الشیاطین بُرا زکید آمادہ کین مین اسی سببسے دنیا مین راز کہنا بُرا ہے چپ رہنا بھلا ہی. یہ نکتہ حضرت آدم علیہ السلام کیوقت سے سبکو یاد ہی کہ دنیا مین برادر حقیقی دشمن مادر زاد ہے

بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی	بیچ ہی ڈالین جو یوسف سا برادر ہووے

پھر انجمن آرا پاس آیا فرمایا شہزادی فقیر زادی کنیز کو عزیز جان کر لطف الطاف و کرم نہ کم رکھنا یہ بھی خدمتگذاری مین قصور نہ کریگی اسے تمکو سونپا تمھین حافظ حقیقی کے سپرد کیا لو خدا حافظ سواری دیر سے تیار تھی لوگون پر ثابت تھا کہ کوئی امر پوشیدہ درویش باوقار شہزادے پر ہنگام اظہار کرتا ہی اتفاق زمانہ اُسی روز وہ وزیر زادہ جو وطن سے ساتھ نکل ہرن کے پیچھے گھوڑا پھینک دشت ادبار مین شہزادے سے جُدا ہوا تھا سرگشتہ و پریشان پھرتا پھراتا پیادہ پا ادھر آنکلا اُسنے جو یہ لشکر جرار قافلہ تیار دیکھا پوچھا کس کی سواری ہے کہان کی تیاری ہی لوگون نے تمام جانعالم کا قصہ سُنایا یہ خوش ہوا جی مین جی آیا پوچھا شہزادہ کہان ہی وہ بولے پیر مرد جو یہان کا مالک ہی فقیر سالک ہی کچھ کہنے کو جُدا لیگیا ہی اس عرصہ مین جانعالم رخصت ہو سوار ہوا وزیر زادے نے مُجرا کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کے گلے لگایا دیر تک نچھوڑا اُسی دم لباس فاخرہ پہنا ہمراہ سوار کیا راہ مین سرگذشت تفرقہ پوچھتا کہتا چلا جب خیمہ مین داخل ہوا وزیر زادے کو محلسرا مین طلب کیا انجمن آرا اور ملکہ کو نذر دلوا کہا یہ وہی شخص ہی جسکا الم مفارقت مدام دلین کانٹا سا کھٹکتا تھا جی سینے مین بھٹکتا تھا دیکھو جب اچھے دن آتے ہین بچھڑے ملجاتے ہین ایک دن گردون نے

ہمین آوارۂ دشت ادبار کیا تھا خدا نے ہر ایک دوستدار و غمخوار کیا تھا اب مساعدت بخت سے ایام سخت دور ہوئے بہم مہجور ہوئے وزیر زادے کا حال سنو انجمن آرا کا حسن و جمال بمثال دیکھ دیوانہ ہوا ہوش و حواس عقل کھو نکحرام بنا وصل کی تدبیر مین پھنسا

استاد یار اغیار ہو گئے اللہ
استاد خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا

کیا زمانے کا انقلاب ہوا
کوئی کسی کا نہین دوست سب کہانی ہی

دو چار گھڑی یہ صحبت رہی پھر اپنے اپنے خیمون مین گئے وزیر زادے کیواسطے خیمۂ عالی استادہ ہوا پھر جتنی جلیسین انیسین حسین مہ جبین دونون شہزادیون کے ہمراہ تھین اُسے دکھا فرمایا جسطرف تیری رغبت ہو دلوا دون وہ نطفۂ حرام اور خیال مین تھا۔ عرض کرنے لگا میری کیا مجال ہی اور کیا تاب طاقت ہی جو انھین بُری نگاہ سے دیکھون جانعالم بہت رضامند ہوا کہ بڑا نیک طینت صاف باطن ہی بہ اسباب ظاہر اس نظر سے زیادہ مدنظر ہوا لیکن گھر ہوا تمام صعوبتین حالات سفر رنج راہ نفع و ضرر شہزادے نے بیان کیا مگر جب پیر مرد کے مشورہ کا ذکر آتا ٹال جاتا وہ سمجھا کہ کچھ اسمین بھید ہی ایک روز ملکۂ مہر نگار اور انجمن آرا نے متفق ہو کر جانعالم سے کہا یہ نیا ماجرا ہی ہر دم ایک شخص غیر اور جوان کو شریک صحبت خلا ملا رکھنا کیا مناسب ہی اور آداب سلطنت سے بھی یہ امر بعید ہی شیطان کو انسان دور نہ جانے غیر تو کیا اپنے کا اعتبار نہ چاہئے جانعالم نے کہا پھر ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا اُسنے تمھاری لونڈیونکا پاس کیا نہ کہ تمھارا حفظ مراتب اور مین بھی تو ایسا بیہودہ نادان نہ تھا جو خلاف وضع حرکت کرتا ملکہ یہ سنکر ہنسی انجمن آرا سے مخاطب ہو کر کہا برائے خدا انصاف کیجئے خاطر کی نہ لیجئے انکے حمق مین کس بیوقوف کو تامل ہوگا آپ اگر عقل کے دشمن نہوتے تو کیون حوض مین کود کر ساحرہ کی قید مین پھنستے نام ڈبوتے تو بھلا سچ کہو شرمندہ نہوجی مین کیا سمجھے تھے جو کود پڑے ذرا یہ خیال نہ آیا غواص فکر کو محیط تامل مین غوطہ زن نہ فرمایا کہ کہان انجمن آرا کہان جنگل کا حوض وہ آہین کیونکر آئی وہ از نسل شاہی تھی یا از خاندان ماہی تھی جان عالم کھسیانا ہو گیا کہا بات اور مسخراپن اور کہان کا ذکر کس جگہ ملایا کیا میری حماقت کا موقع تمھارے ہاتھ آیا یہ تو سمجھو شعر

عشق از ین بسیار کردست و کند
استاد کہتے ہین جسے عشق وہ از قسم جنون ہی

سبحہ با زنار کردست و کند
کیونکہ کہ حواس اپنے مین پاتے ہین خلل ہم

بھلا اپنی باتیں تو یاد کرو دل میں منصف ہو ملکہ نے کہا دیکھا آپ شرمائے تو یہ کہانی لائے میں رنڈی ہون
ناقص عقل سب کہتے ہیں بھلا صاحب اگر مجھ سے بیوقوفی کی حرکت ہوئی تعجب نہیں شکر کرنیکی جا ہے کہ آپکا
مزاج بھی میرا ہی سا ہے آخر یہ بات ہنسی میں اڑ گئی مگر وہ مکارہ ہر کوچ و مقام میں وقت کا منتظر تھا ایکروز نزول
شہزادے کا خیمہ صحرائے باغ و بہار دشت لالہ زار مگر بہمتن خار خار بر از آزار میں ہوا اتفاقاً صحرا نے کیفیت دکھائی پھولوں کی
خوشبو دماغ میں سمائی جا بجا چشمے رواں دیکھکر لہر آئی کہ تنہا وزیرزادے کا ہاتھ پکڑ لب چشمہ جا بیٹھا کشتی شراب کی
طلب کی جسدم جانعالم کی آنکھوں میں سرور آیا اختلاط کا زبان پر مذکور آیا اُس دغا شعار غدار نے وقت تنہائی صحبت بادہ پیمائی
نشے کی حالت غنیمت جانی رونے لگا شہزادے نے ہنسکر کہا خیر ہے وہ بولا جو شہر طرفاقت حق خدمت دنیا میں
ہوتا ہے غلام سب بجا لایا مگر محنت و مشقت غریب الوطنی دشت نوردی کا عوض خوب بھر پایا جب آپ سا قدردان بات
کو چھپائے تو پھر اور کسی سے کس بات کی اُمید ہے جانعالم نشے میں انجام کار نہ سوچا اُس فیلسوف کے رونیسے بیچین
ہو گیا کہا اگر تجھے یہی امر ناگوار ہے تو سن لے جو اسم اعظم مجھے ملکہ کے باپ نے یہ بات بتائی ہے کہ جسکے قالب میں جا ہوں اپنی
روح لیجاؤں اُسنے پوچھا کسطرح شہزادے نے ترکیب بتادی جب وہ سب سیکھ چکا بولا غلام کو بے امتحان غلطی کا گمان ہے شہزادہ
اُٹھکر جنگل کیطرف چلا چند قدم بڑھکر ایک بندر مردہ دیکھا کہا دیکھو میں اسکے قالب میں جاتا ہوں یہ کہکے
شہزادہ زمین پر لیٹا بندر اُٹھ کھڑا ہوا وزیرزادے کو سب ڈھنگ یاد ہو گیا تھا فوراً وہ کو رنگ زمین
پر گرا اور اپنی روح جانعالم کے قالب خالی میں لا کھڑا ہوا اور کمر سے تلوار نکال اپنا جسم ٹکڑے ٹکڑے
کر کے دریا میں پھینک دیا شہزادے کا نقشا کر کرا ہوا سمجھا بڑی خطا ہوئی از ماست کہ بر ماست خود کردہ را
علاجی نیست وہ کافر بندر کے پیچھے دوڑا شہزادہ بیچارہ بھاگ کر درختوں کے بیچ میں چھپا پہم تو باد. تجھے تمام

تصویر بندر کے قالب میں آنا جانعالم کا اور وزیرزادہ کا جانعالم کے قالب میں آنا اور اپنا قالب ٹکڑے کرنا
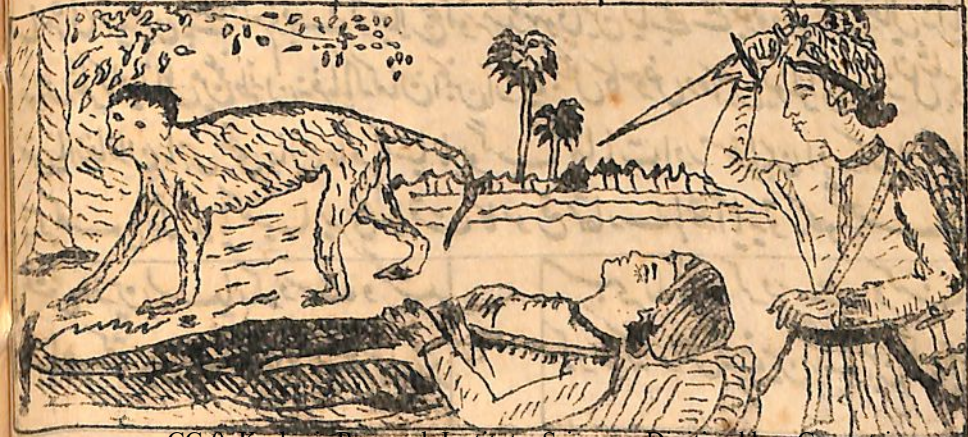
وہ نطفۂ حرام لہو کپڑون پر چھڑک بیدھڑک ملکہ کے خیمے مین آیا رویا پیٹا چلایا کہا اسوقت ستم کا حادثہ
ہوا مین وزیرزادے کے ساتھ سیر کرتا تھا یکایک جنگل سے شیر نکلا اُسے اُٹھا لیچلا ہرچند مین نے
جانبازی سے شیر کو تہ شمشیر کیا زخمی ہوا مگر اُسنے نہ چھوڑا لے ہی گیا ملکہ نے تاسف کیا سمجھایا
قضا سے کیا چارہ یہی حیلہ مرگ اُسکے مقدر مین تھا پھر انجمن آرا کے پاس گیا وہان بھی یہی اظہار کیا الاگھبرایا
ہوا باہر چلا گیا ملکہ انجمن آرا کے خیمہ مین آئی وزیرزادے کا مذکور آپس مین ہا لیکن ملکہ کو قیافہ شناسی کا بڑا
ملکہ تھا پریشان ہوکر یہ کلمہ کہا خدا خیر کرے آج بہت شگون بد ہوئے تھے صبح سے دہنی آنکھ پھڑکتی تھی
راہ مین ہرنی اکیلی رستہ کاٹ میرا منھ تکتی تھی اپنے سایہ سے بھڑکتی تھی خیمے مین اُترتے وقت
کسی نے چھینکا تھا خواب متوحش نماز کیوقت دیکھا تھا تم بھی فضل آلہی سے عقل و شعور رکھتی ہو آجکی حرکتین
شہزادے کی غور کرو خلاف عادت ہین یا مجھی کو وہم بیجا ہی انجمن آرا نے کہا تم جانتی ہو وزیرزادے سے محبت
کیسی تھی رنج و الم بُرا ہوتا ہی بدحواسی مین کیا ہوتا ہی القصہ وہ شب ملکہ کے پاس رہنے کی تھی اسے اندر کا حال کیا
معلوم تھا طبیعت کے لگاؤ سے انجمن آرا کے خیمے مین گیا جسوقت پہر بجا ملکہ وہان گئی دیکھا شہزادہ
وہان بیٹھا ہی مگر مضطر اُسنے پوچھا آج کہان آرام کروگے وہ جھجک کر بولا جان تم کہو ملکہ نے کہا یہین
سو رہو شہزادے نے کہا بہت خوب یہ کلمہ بھی خلاف دستور ظہور مین آیا اسکا بہت خوب کہنا ملکہ نے بُرا
مانا انجمن آرا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے مین لائی روئی پیٹی چلائی انجمن آرا بولی ملکہ خدا کیواسطے کچھ مفصل بتا دو
بولی غضب ہوا قسمت الٹ گئی شہزادے سے چھوٹ گئی خدا کی قسم یہ جانعالم نہین وہ بھی شہزادی تھی
گو سیدھی سادھی تھی کہا درست کہتی ہو بہت سی باتین اسنے آج نئی کی ہین ملکہ نے کہا خیر اچھا ہوا سو ہوا
تم یہین سو رہو پھر حبشنون اور ترکنون سے فرمایا ہم سوتے ہین تم در خیمے پر مسلح جاگو ہوقت شہزادہ کیا
اگر فرشتہ آئے بار نہ پائے یہ خبر سنکر وہ بیچارا ڈرے اکیلے اندر خیمے مین جا پڑے ایک ڈر دو طرف ہوتا ہی ملکہ
نے کہا دیکھا اگر جانعالم ہوتا کبھی اکیلا نہ سوتا بے تامل چلا آتا بدمزگی کا باعث خفگی کا سبب پوچھتا اُسے
کسکا ڈر تھا اُسکا تو گھر تھا انجمن آرا کہنے لگی صورت تو وہی ہی اُسوقت ملکہ نے ماجرا غیر کے قالب مین
روح لیجانیکا دم رخصت اپنے باپ کے بتانے کا مفصل بتایا پھر کہا کہ یہ حال وزیرزادے سے
کہا ہوگا یہ فساد اُس کا ہے ہمین اُس کی چتون پر شک آیا تھا سامنے لانے کو منع کیا تھا
سمجھایا تھا وہ نادان ہمارا کہنا خاطر مین نہ لایا اُس کا مزہ پایا القصہ وہ شب کہ شب اولین گو رتھی رونے

پیٹنے مین کٹتی انجام کار کا تردد و تفکر رہا کہ دیکھئے شیشۂ ناموس ننگ سنگ ظلم سے کیونکر بچتا ہے اور یہ کہتی تھین

استاد کسے تیغ جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی | جو ہووے بھی تو ہان شاید دہانِ زخم خندان ہو

اسی فکر و اندیشہ مین صبح قیامت نمود ہوئی سواری ڈیوڑھی پر موجود ہوئی کوچ ہوا خبرداروں نے اُس نئے شہزادے سے عرض کی یہ سرزمین غضنفریہ ہے۔ یہان سے پانچ کوس شہر ہے حاکم یہان کا زرپوش غضنفر شاہ ہے حکم کیا خیمہ ہمارا شہر کے قریب ہو کارپرداز حسب الارشاد عمل مین لائے جب شہزادیان خیمے مین داخل ہوئین خود آیا ادھر یہ بیچاریان ڈر سے بادل صد چاک اُدھر ملکہ کے رعب سے وہ بچا بھی خوفناک ساعت بھر بیٹھ کے اُٹھ گیا جب غلغلۂ فوج اور آمد لشکر وہان کے بادشاہ نے سُنا کہ لشکر بے شمار سپاہ جرار شہر کے متصل آپہونچی اُسے بہت تشویش ہوئی وزیر خوش تدبیر کو چند تحفے دیکر باستفسار حال در پردہ استقبال کو بھیجا تا ملازمت حاصل کر کے من و عن حضور مین عرض کرے وزیر حاضر ہوا عرض بیگیون نے خبر پہونچائی وہ تو داب سلطنت ریاست کا رنگ ڈھنگ جانتا تھا وزیر اعظم کا بیٹا تھا روبرو طلب کیا بعد ذکر اذکار رہ شہر و دیار اپنا سبب آمد بجہت سیر و شکار اور اچھا ہونا آب و ہوا اس جوار کا اور دیکھنا یہان کے شہر و شہر یار کا بیان کیا دم رخصت خلعت فاخرہ وزیر کو عنایت ہوا اور بطرز دوستانہ کچھ ہدایا بادشاہ کو روانہ کیا جب وزیر اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا حسن اخلاق و بدبۂ شوکت و صولت آئین سلطنت رعب و جرات کا اُسکے اس رنگ ڈھنگ سے ذکر کیا کہ وہ بادشاہ بیساختہ مشتاق ہو کر سوار ہوا خبرداروں نے اس حال سے مطلع کیا ارکان سلطنت وزرا امرا بخشی سپہ سالار پیشوائی کو گئے جب قریب پہونچا خود در خیمہ تک آیا معانقہ کر دونون تخت پر جا بیٹھے سلسلۂ کلام بلاغت نظام طرفین سے کھلا وہ بھی اسکی صورت پر غش ہو گیا فصاحت پر عش عش کرتا رہا بعد تکرار شہر کا مکلف ہوا جلد جلد عمارات شاہی سجی سجائی خالی ہوئین اسکو آثار الشکر وہین رہا پھر حسب طلب ملکہ و انجمن آرا سر چوک دو محلسرا برابر خالی ہوئے شہزادیان وہان اُترین چند روز دعوت کے جلسے رہے جب فرصت ملی دل مین سوچا اگرچہ جانعالم بندر ہے الا اُسکے جیتے مین اپنی مرگ کا خوف و خطر ہے ایسی تدبیر نکالیے کہ اُسے جان سے مار ڈالیے پھر بے کھٹکے آرام صبح و شام کیجئے ملکہ سے ڈرتا تھا پیر مرد کے نام لینے سے مرتا تھا جیسے چور کی داڑھی مین تنکا یہ سوچکر حکم کیا ہمین بندر درکار ہین جو لائیگا دس روپیہ پائیگا اہل شہر ہزارون بندر

پکڑ لائے جو سامنے آتا بغور دیکھ سر تڑواتا تھوڑے عرصے مین بہت بندر ہلاک اُس سفاک نے
کیے جب بندر کم ہوئے دام بڑھے بعد یکہ فی بندر سو روپے مقرر ہوئے دو کوس چار کوس گرد
وپیش نام ونشان بندر کا نہ رہا عنقا ہو گیا چنانچہ وہین کے بھاگے ہوئے آجتک متھرا اور بندرا بن
اور اودھ کے جنگلے مین خستہ تن ہین بلکہ اُس زمانے مین بندرا بن بالفتح تھا اب عرصہ دراز گذرا وہ
بندرون کی کثرت جو نرہی اس کسر سے یہ لفظ بالکسر خلقت کہنے لگی غرض ہر شہر مین ہر طرف غلغلہ
ہوا سب کی یہی معاش ہوئی ہر شخص کو بندر کی تلاش ہوئی ایک چڑیمار زیر دیوار سرا اُس بستی مین بستا تھا
مگر محتاج مفلوک بہزار جستجو و تکاپو تمام دن کی گردش مین دس پانچ جانور جو ہاتھ آجاتے دو چار پیسے کو بیچکر
جورو خصم روٹی کھاتے اگر خالی پھرا فاقے سے پیٹ بھرا ایک روز اُسکی جورو کہنے لگی تو سخت احمق ہی
دن بھر جانورون کی تلاش مین دربدر خاک بسر اُلّو سا دیوانہ ہر ایک ویرانہ جھانکتا پھرتا ہی اسیر جو روٹی
ملی تو بدن پر لتا ثابت نہین کسی طرح اگر ہنومان کی دیا سے ایک بندر بھی ہاتھ آئے تو برسون کی
فراغت ہو جائے لالچ تو برا ہوتا ہی وہ راضی ہوا کہا کہین سے آٹا لا روٹی پکا اور جسطرح بنے
تھوڑے چنے بہم پہونچا صبح بندر کی تلاش مین جاؤنگا نصیب آزماؤنگا اُسنے مانگ جانچ
وہ سامان کر دیا دو گھڑی رات رہے چڑیمار جال کٹکی پھینک لا سا کمپا جھوڑ ٹٹی جو دھو کے
کی تھی وہ توڑ روٹی اور چنے اور رسی لیکر چل نکلا شہر سے چھ سات کوس باہر نکل درختون مین
ڈھونڈھنے لگا وہان کا حال سُنیے شہزادہ جو بندر بنا تھا اُسنے جسدن سے بندر پکڑتے لوگون کو
دیکھا تھا اور سر توڑوانیکا حال سُنا تھا بدحواس پریشان سراسیمہ زیست سے یاس حیران ہر طرف چھپتا پھرتا تھا

تصویر چڑیمار کے بندر پکڑنے کی مع شگاف درخت

کہ مبادا کوئی پکڑ لیجائے زندگی مین خلل آئے اُس روز کئی دن کا بے دانہ وآب خستہ وخراب ضعف ونقاہت سے ایک درخت کے کول مین غش ہو کر پڑا تھا چڑیمار نے دیکھا دبے پاؤن آکر گردن پکڑی اُسنے آنکھ کھولی گلا دست قضا مین پایا جینے سے ہاتھ اُٹھایا یقین ہوا زیست اتنی تھی آج پیمانۂ بقا بادہ اجل سے لبریز ہو کر چھلکا پکارا اے گردون دون انا للہ وانا الیہ راجعون چڑیمار نے کمر سے رسی کھول مضبوط باندھا پھر شہر کا رستہ لیا تھوڑی دور چل بندر نے کف افسوس مل کہا اے شخص کیون خون بیگناہ راندہ درگاہ اپنی گردن پر لیتا ہی مصیبت زدے کو اور دکھ دیتا ہی وہ بولا کیا خوب تو باتون سے مجھے ڈراتا ہی۔ اگر دیو بھوت جن آسیب جو بلا ہی بلا سے مگر تیرا چھوڑنا ناروا ہی آج قسمت آزمائی ہی نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی ہی تجھے بادشاہ کو دو دن گا سو روپیے لونگا چین کرونگا یہ سُنتے ہی سُن ہو گیا رہی سہی جان قالب سے نکلگئی ہر چند منت سماجت سے کہا لالچ کا کام بُرا ہوتا ہی کچھ کام نہ آیا چڑیمار نے جلد جلد قدم بڑھایا قریب شام شاد کام گھر آیا جورو سے کہا اچھی ساعت گھر سے گیا تھا طائر مطلب بدام ودانہ خواہش کے جال مین پھنسا یہ کہکر خوب ہنسا اب دو کلمے یہ سُنیے جسدن شہزادہ گرفتار بلائے تازہ ہوا یعنی چڑیمار کے دام حرص مین گرفتار ہوا ملکہ دل گرفتہ خود بخود گھبرائی رو رو یہ بیت زبان پر لائی اُستاد ہوئی کیا وہ تاثیر اے آہ تیری تھی آگے تو کچھ منتیر آزمائی + انجمن آرا سے کہا تمنے سنا یہ بخت نہ بیگڑ و اسر کھلواتا ہی یقین جانو جانعالم اسی مصیبت مین ہی اور آج خدا خیر کرے صبح سے بے طرح دل آتا ہی کام کو اضطراب ہی جان زار کو پیچ وتاب ہی گھر کاٹتا ہی غم کلیجہ کھایا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی شہزادہ پکڑا گیا یا اور کوئی آفت تازہ تم نو بے اندازہ چہرۂ رخ کہن و کھائے گا

ہنسی کے بدلے رلائیگا میر
جنبش اُسکی پلک کو گردان ہو
چشم عاشق لہو سے تر ہووے

جس سے جی کو کمال ہو الفت
دلمین یان کاوش اک نمایان ہو
وان دہن تنگ یان ہو دل تنگی

جسکی جانب درست ہو نسبت
یار کو درد چشم اگر ہووے
حسن اور عشق مین ہے یکرنگی

انجمن آرا نے جھلا کر کہا اس سے اور فزون کیا دنیا مین تباہی اور خرابی ہوگی شہر چھٹا سلطنت گئی مان باپ اور عزیز واقربا کی جدائی نصیب ہوئی زخم دل وجگر کے پڑے ہین جان کے لالے پڑے ہین

مصحفی

مرض الموت سے کچھ کم نہین آزار اپنا || دلمین دشمن کے بھی یارب نہ چبھے خار اپنا

اور جس کیواسطے آوارہ وسرگشتہ ہوئے یہ صدمے سہے نحوست بخت نافرجام گردش ایام سے اُسے کھو بیٹھے

وطن سے ہاتھ دھو بیٹھے اب رضینا بقضا مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ ناسخ مجھے فرقت کی اسیری سے
رہائی ہوتی + کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی + ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی + ہوں وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دلمیں بھرتا + غم عالم
کی اگر اسمیں سمائی ہوتی + یہاں تو وہ باتیں بقیں اُدھر چڑیمار کی جورو چراغ لیکر بندر کو دیکھنے لگی
بندر سوچا وہ کمبخت مرد بے رحم نہ ہوا کیا عجب یہ رنڈی ہی اگر نرم زبانی سے مذکور آفت آسمانی سنے
اور مہربانی کرے اس خیال سے پہلے سلام کیا وہ ڈری تو یہ کلام کیا لے نیک بخت خوف نہ کر

تصویر چڑیمار کی بندر لیے ہوئے اور اسکی جورو کا چراغ سے دیکھنا اور بندر کا سلام کرنا

دو باتیں میری گوش دل سے سن لے گنواریاں جی کی گری بھی ہوتی ہیں بندر کا بولنا اچنبھا سمجھکر
کہا کہو وہ بولا ہم غریب الوطن گرفتار رنج و مبتلائے محن گھر سے دور قید سے مجبور ہیں ماں باپ نے
کس کس ناز و نعم سے پالا فلک نے کون کونسی مصیبت دکھانے کو گھر سے نکالا یہانتک دربدر حیران
و پریشان کرکے برے دن دکھائے کہ تیرے پاس گرفتار ہو کر آئے اُستاد پیدا کیا خدا نے کسی کو
نہیں عبث + لایا مجھی کو یاں یہ جہان آفرین عبث + اب صبح کو جب ہم مارے جائینگے تب
سو روپے تمھارے ہاتھ آئینگے خون بیگناہ کی جزا حشر کے دن پاؤ گے بیکنٹھ چھوڑ نرک
مین جاؤ گے بسیار روپیہ ہاتھ کا میل ہی اسپر جو میل کرتے ہو کتنے دن کھاؤ گے دھبہ
جیتے جی نہ چھوٹیگا دھوتے دھوتے مر جاؤ گے - اگر ہمارے حال پر رحم کرو گے خدا اور
کوئی صورت کریگا سو روپیہ کے بدلے تمھارا گھر اشرفیوں سے بھریگا ہمارے قتل
مین گناہ بے لذت یا ایک موذی کی حسرت نکلنے کے سوا اور کیا فائدہ ہی اگرچہ ایسا جینا

مرنے سے برا ہی لیکن خدا جانے ارادہ ازلی مشیت ایزدی کیا ہی ہماری تقدیر مین کیا کیا لکھا ہی جو خدا کے نام پر نثار ہی اللہ اُسکا ہر حال مین مددگار ہی تونے بادشاہ یمن کا قصہ سُنا نہین ایک سلطنت للہ دی دو پائین لالچیون کی قضا آئی جا ئین گنوائین رنڈی موم کی ناک ہوتی ہی جب گھر گئی جدھر پھیرا اُدھر پھر گئی۔ بندر کی باتون پر کچھ تعجب کچھ تاسف کرکے کہنے لگی ہنومان جی وہ کہانی کیسی ہے سُناؤ مہراج

فسانۂ شاہ یمن سلطنت سائل کو دینا اور بی بی کو مع بیٹون لیکر شہر سے نکلنا راہ مین سوداگر کا فریب پھر فرزند کی جدائی آخر سلطنت ہاتھ آئی

بندر نے کہا سرزمین یمن مین ایک بادشاہ تھا ملک اُسکا مالا مال دولت لازوال بخشندۂ تاج و تخت نیک سیرت فرخندہ بخت جسدم سائل کی صدا گوش حق نیوش مین در آئی وہین احتیاج پکاری مین بر آئی یہانتک کہ لقب اُسکا خدا دوست نزدیک و دور مشہور رہوا۔ ایک روز کوئی شخص آیا اور سوال کیا کہ اگر تو خدا دوست ہی تو للہ تین دن مجھے سلطنت کرنے دے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ جو رکن سلطنت مسند نشین حکومت حاضر تھے بتاکید اُنھین حکم ہوا کہ جو اسکی نافرمانی کریگا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ فرمادہ فرمانروا تخت سے اُٹھا سائل جا بیٹھا حکمرانی کرنے لگا چوتھے روز بادشاہ آیا کہا گیا قصد ہی سائل بولا پہلے تو وہ فقط امتحان تھا اب بادشاہت کا مزا ملا برائے خدا تاج و تخت مجھے بخشدے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حکومت آپکو مبارک ہو بادشاہت دیگر کچھ نہ ہمراہ لیا فقط لڑکون کا ہاتھ مین ہاتھ بی بی کو ساتھ لیا دلکو سمجھایا کہ

تصویر سائل کی تخت پر بیٹھنے کی اور بادشاہ کا بی بی اور لڑکون کو ساتھ لیکر چل نکلنا
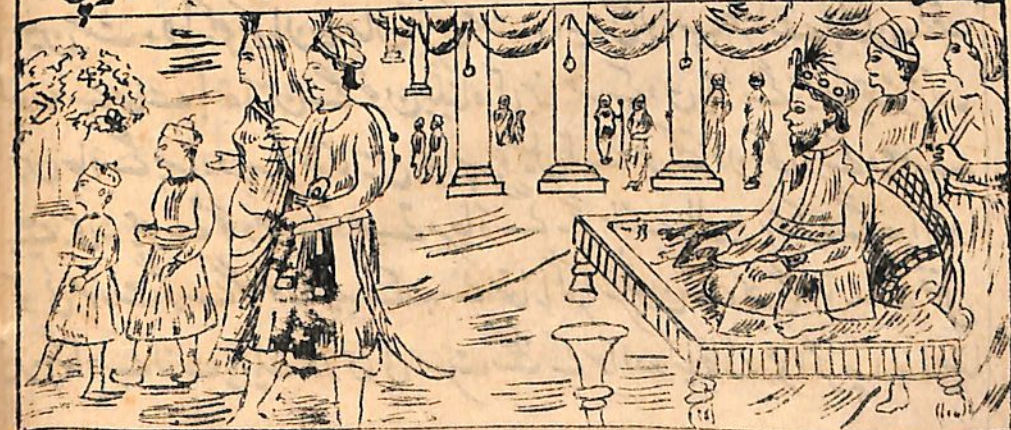
اتنے دنوں سلطنت کی حکومت کی چندے فقیری کی کیفیت فاقے کی لذت دیکھیے گو جاہ و حشم مفقود ہی مگر شاہی بہر کیف موجود ہے اس شہر سے کہین اور چلنا فرض ہے حکم خدا قل سیروا فی الارض ہے۔ دنیا جائے دید ہے عنایت خالق سے کیا بعید ہے جو کوئی اور صورت نکلے ایک لڑکا سات برس کا دوسرا نو برس کا تھا غرض کہ وہ حق پرست شہر سے تہیدست نکلا بلکہ تکلف کا لباس بھی نہ لیا جامۂ عریانی جسم پر چست کیا اور چل نکلا دنیا کا اور نقشہ ہے مصرعہ کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است + کل وہ سلطنت ثروت کر و فر افسر و تاج آج یہ مصیبت اذیت در بدر پیادہ پا سفر محتاج کبھی دو کوس کبھی چار کوس بے نقارہ و کوس بہزار رنج و تعب چلتا جو کچھ میسر آتا تو روزی ہوتی نہین تو روزہ یونہین ہر روز راہ طے کرتا جب یہ نوبت پہونچی چند روز مین ایک شہر ملا مسافر خانے مین بادشاہ اترا اتفاقاً ایک سوداگر بھی کسی سمت سے وارد ہوا قافلہ باہر اترا آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار سیر کرتا ہوا مہمانسرا مین وارد ہوا شہزادی گو کہ گرد راہ صعوبت سفر مین مبتلا تھی لیکن اچھی صورت کبھی چھپی نہین رہتی سعدی حاجت مشاطہ نیست روے دلآرام را + سوداگر کی جو آنکھ پڑی بیک نگاہ از خود رفتہ ہوا بادشاہ کے قریب آ کے سلام کیا یہ کیچا اسے اللہ کے ولی وہ ولد الزنا شقی بادشاہ نے سلام کا جواب دیا اس عرصہ مین وہ غدار حیلہ سو جابہت افسردہ خاطر ہو کر کہا اے عزیز مین تاجر ہون قافلہ باہر اترا ہی میری عورت کو درد زہ ہو رہا ہی۔ دائی کی تلاش مین دیر سے گدائی کر رہا ہون ملتی نہین تو مرد تر رگ ہی کچھ ادائی

تصویر سوداگر کا شہزادی کو گھوڑے پہ بٹھا کے لے بھاگنا

نہ کر اس نیکبخت کو للہ میرے ساتھ کر دے کہ اسکے واسطہ سے اسکو رنج سے نجات ملے وگرنہ
ایک بندۂ خدا کا مفت خون ہوتا ہی یہ اللہ کا نام سُنکر گھبرائے بی بی سے کہا نہ ہے نصیب جو
تماشا جی مین کسی کی حاجت بر نعم ہو کام نکلے بسم اللہ دیر نہ کر اُسنے دم نہ مارا سوداگر کے ساتھ روانہ ہوئی
دروازے سے باہر نکل اُس غریب سے کہا قافلہ دور ہی مجھے آئے ہوئے عرصہ گذرا ہی آپ گھوڑے پر
چڑھ لین تو جلد پہونچین وہ فلک کی ستائی فریب جانتی تھی سوار ہوئی سوداگر نے گھوڑے پر بیٹھا
باگ اُٹھائی قافلے کے پاس آ کوچ کا حکم دیا آپ ایک سمت گھوڑا پھینکا اُسوقت اُس نیکبخت نے
داد بیداد فریاد مچائی تڑپی روئی پیٹی چلائی آہ وزاری اُسکی اُس بیرحم سنگدل کی خاطر مین نہ آئی
بادشاہ پہر بھر منتظر رہا پھر خیال مین آیا خود چلیے دیکھیے وہان کیا ماجرا ہوا میٹو نکالا ہاتھ پکڑے
سرائے نکلا ہر چند ڈھونڈھا نشان کے سوا قافلہ کا نشان نہ ملا دور گرد اُڑتی ہوئی دیکھی جرس
کی صدا سُنی نہ پاؤن مین دوڑنے کی طاقت نہ بی بی کے چھوڑنے کی دل کو تاب سب طرح
عذاب نہ کوئی یار نہ غمگسار نہ خدا ترس نہ فریاد رس بحسرت و یاس قافلے کی سمت
دیکھکر یہ کہا مصحفی

ایسے ہی گر قدم ہین ہمارے تو ہم رہے		تو پھر ہان قافلہ سے کہیو اے صبا

ناچار لڑکون کو لیکر اسی طرف چلا چند گام چلکر راہ بھول گیا ایک ندی ملی مگر نہ کشتی نہ ڈونگی نہ
ملاح راہ سے بیگانہ آشنا وہان سیاح کا گذارا ایک نعرہ مارا اور ہر طرف ماہی بے آب سا واہی تباہی

تصویر بادشاہ کے دریا پر پہونچنے کی اور ایک لڑکے کو بھیڑیے کا لیجانا اور دوسرے کا دریا مین گرنا

پھر راہبر کامل کو پکارا ساحل مطلب سے ہمکنار ہوا اگر کچھ ڈھب ڈھبانے کا ڈھب

تھا ایک لڑکے کو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کاندھے پر اٹھا دریا مین ورآیا نصف پانی بصد گرانی طے
کیا تھا کنارے کا لڑکا بھیڑیا اُٹھا لیچلا وہ چلایا بادشاہ سنکر گھبرایا پھر کر دیکھنے جو لگا کندھے کا لڑکا پانی
مین گر پڑا زیادہ مضطرب جو ہوا خود غوطے کھانے لگا لیکن زندگی باقی تھی بہر کیف کنارے پر پہونچا
دلمین سمجھا بڑے بیٹے کو بھیڑیا لیگیا چھوٹا ڈوب مرا نیرنگی فلک سے عالم حیرت بی بی کے چھٹنے کی
غیرت بیٹون کے الم سے دل کباب سلطنت کے دینے سے خستہ وخراب اسی پریشانی مین شکر
کرتا پھر چلا سہ پہر کو ایک شہر کے قریب پہونچا اور شہر پناہ پر خلقت کی کثرت دیکھی اُدھر آیا اُس
ملک کا یہ دستور تھا کہ جب بادشاہ عازم اقلیم عدم ہوتا ارکان سلطنت روسائے شہر وہان
آکے باز اُڑاتے تھے وہ جسکے سر پر بیٹھ جاتا اُسے بادشاہ بناتے تھے چنانچہ یہ روز وہی تھا باز چھوڑ
چکے تھے ابھی کسی کے سر پر نہ بیٹھا تھا اس بادشاہ گدا صورت کا پہونچنا تھا کہ باز اُسکے سر پر آبیٹھا
لوگ معمول کے موافق حاضر ہوئے تخت روبرو آیا ہرچند یہ تخت پر بیٹھنے سے بانرہا کہا مجھ گم کردہ آشیان کو سلطنت

تصویر باز کے بیٹھنے کی بادشاہ کے سر پر اور لوگون کا اُس کو بادشاہ بنانا

شایان نہین ہے مین نے اِس علت سے اپنے مرز بوم شوم کو چھوڑا ہے حکومت سے منھ موڑا ہے
مگر وہ لوگ اُسکے سر پر باز کا بیٹھنا غنقا سمجھ نہ باز رہے جو شاہین تھے تاڑ گئے پڑ بین پہچان گئے
کہ یہ مقر ہمارے اوج سلطنت ہے قصہ مختصر رگڑ جھگڑ تخت طاؤس پر بٹھایا نذرین دین توپخانے
مین سلک ہوئی بڑے تزک حشمت سے آشیانہ سلطنت کا شانہ دولت مین داخل کیا تمام قلمرو
نقد وجنس اشیائے بحری وبری اُنکے تحت حکومت قبضۂ تصرف مین آیا اگر سکے پر نام جاری ہوا
منادی نے ندا دی ڈہائی پھر گئی کہ جو ظلم وجور کا بانی ہوگا وہ کُٹیرا گردن مارا جائیگا سوز شعر

جل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ۔۔۔ کچھ اچنبھا نہین اس کا کہ خدا قادر ہے

کارخانہ قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت نہ قیام غربت و حسرت مرزا رفیع سودا

عجب نادان ہین جنکو ہے عجب تاج سلطانی ۔۔۔ فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے کس ارزانی

یہ سلطنت تو کرنے لگا مگر افسردہ خاطر پژمردہ دل بسبب شرم و حیا منفعل حال کسی سے نہ کہتا تھا شب و روز غمگین اور اندوہناک پڑا رہتا تھا جب وہ بلبل ہزار داستان یعنی فرزند شمع دودمان یاد آتے تھے نالِ سبحانی آہ کو لب پر لاتے تھے ۔ اب اُن لڑکونکا حال سُنیے جسکو بھیڑیا اُٹھا لیے جاتا تھا اُدھر سے کوئی تیر انداز سبکدست آتا تھا اُسنے چھڑا دیا دوسرا جو غوطے کھاتا تھا اسکو ماہی گیر نے دام محبت مین اُلجھایا وہ دونون لاولد تھے اُسی شہر کے رہنے والے جہان ان لڑکونکا باپ بادشاہ ہوا تھا وہ اپنے اپنے گھر مین لا بقدر مقدور لڑکون کو پرورش کرنے لگے ۔ جل جلالہ کیا سنگ تفرقہ فلک نے پھینکا کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا ۔ چند عرصے مین بیٹون کی مفارقت نے بادشاہ کو بیچین کیا وزیر سے فرمایا دو لڑکے قوم شریف سے ہماری صحبت کے قابل لا وزیر نے تمام شہر کے لڑکے طلب کیے حکم حاکم مرگ مفاجات وہ دونون بھی آئے سبحان اللہ جامع المتفرقین بھی اُسی کا نام ہے بچھڑے ملاتا اُسکے روبرو کتنا کام ہے وہی وزیر کو پسند آئے روبرو لایا بسبب طول زمان مفارقت اور تکلیف و عسرت ۔ نقشے بدل گئے تھے قطع اور ہو گئی تھی نہ بادشاہ نے پہچانا نہ تقاضائے سن سے لڑکون نے باپ جانا اور نہ یہ سمجھ آئی کہ ہم دونون بھائی ہین یہ بھی قدرت تمائی ہے ۔ بہم ہوئے مگر جدا ہے لیکن بادشاہ بہ محبت تمام مصروف عنایت علی الدوام تھا سب نے سُنا ہے کامل کا یہ نکتہ ہے کل امر مرہون باوقاتہا تھوڑے دن مین معتمد و مقرب ہوئے اور وہ سوداگر جو فروش گندم نما دغا کا مبتلا یہان کے پہلے بادشاہ سے رسائی عملے سے شناسائی رکھتا تھا اس نظر سے وہ بھی اُس عورت ناراض کو لیکر وہان وارد ہوا خبر مرگ بادشاہ سنکر ملول ہوا کہ مطلب نہ حصول ہوا لوگون نے کہا بادشاہ تازہ وارد اُس سے زیادہ خلیق و غریب پرور ہے بوساطت وزیر اعظم تحفہ تحائف حضور مین نذر کر شرف اندوز ملازمت ہوا اُسکو بھی بادشاہ نے نہ پہچانا نہ سوداگر نے حریف جانا مگر بادشاہ اسکو ذی اعتبار سیاح دیا ر دیار سمجھ بیشتر اطراف و جوانب کا مذکور سنتا ایکدن قریب شام حضور مین حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا آج کی شب گھر نہ جانا

کچھ پوچھنا ہو وہ بیٹھا تو مکدر و پریشان بادشاہ نے تردد کا سبب پوچھا یہ بباعث عنایت
فی الجملہ گستاخ ہو چلا تھا دست بستہ عرض کی خانہ زاد کے پاس ایک عورت ناراض ہو اس کو
فدوی سے اغماض ہو اسکی نگہبانی بذات خود کرتا ہوں ایسا نہو نکل کے راز پنہان فاش کیجے
حماقتی تلاش کرے حکم ہوا یہ مقدمہ آج ہمارے ذمہ ہے - وہی لڑکے بسکہ معتمد تھے خاص دستہ اُنکے
ہمراہ کر پاسبانی کی تاکید کی لڑکے آداب بجا لا کر سوداگر کے مکان پر گئے باغ مین خیمہ برپا تھا
وہ خیمہ پر کرسی بچھا دونون بیٹھے لوگ گرد کھڑے ہوگئے جب آدھی رات گذری ایک کو نیند
آنے لگی دوسرے نے کہا سونا مناسب نہین ایسا نہو کوئی فتنہ خوابیدہ جاگے خیمے سے کوئی
چونک بھاگے وہ بولا تو ایسا فسانہ کہہ جو نیند اُچٹنے کا بہانہ ہو اُسنے کہا خیر آج ہم اپنی سرگذشت کہتے
ہین اگر غور سے سنوگے تو نیند کیا کئی روز بھوک پیاس پاس نہ آئیگی اے عزیز با تمیز مین بادشاہ
یمن کا بیٹا ہون میرا باپ للہ سلطنت سائل کو دے مجھے اور ایک میرا چھوٹا بھائی کہ وہ تم سے
بہت مشابہ تھا اسکو اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر غریب الوطن ہوا تھا راہ مین ایک سوداگر فریب سے
شہزادی کو لیگیا ہم دونون بھائی ساتھ رہے آگے چلکر دریا ملا ناؤ بیڑہ کچھ نہ تھا بادشاہ مجھکو کنارے پر بٹھا
چھوٹے کو کندھے پر اُٹھا پار چلا مجھے بھیڑیے نے پکڑا میرے چلانے سے بادشاہ بدحواس ہوا بھائی
دوش سے آغوش دریا مین کھسک پڑا خود غوطے کھانے لگا پھر نہین معلوم کیا ہوا مجھے تیرانداز نے دہن گرگ
سے چھڑایا اب فلک اس بادشاہ پاس لایا وہ رو کر لپٹ گیا کہا بھائی دریا مین ہم گرے تھے مچھلی والون کے
باعث ترے تھے پھر دونون بغلگیر ہو ایسے چلائے کہ وہ عورت چونک پڑی پردے کے پاس آ کر حال پوچھنے لگی
انھون نے ماجرائے گذشتہ بیان کیا وہ پردہ اُلٹ لڑکون سے لپٹ گئی کہا ہم اب تک سوداگر کی قید مین تھے
اُسیدم یہ خبر بادشاہ کو پہونچی سواری بھیجی طلب کیا اُسوقت سب نے پہچانا سوداگر کو قید کیا صبحدم جب جلاد سپہر پر
شمشیر شعاع کھینچکر ہنگامہ پرداز عالم ہوا سوداگر کو کاروان عدم کا ہمسفر کر بار ہستی سے سبکدوش کیا یمن مین
اخبار نویسون نے حال لکھا وہان ہر بونگ مچا تھا وہ ظالم ستم شعار بد وضع پیشہ جفا کار بکلا رعیت لالان ارکان سلطنت
ہراسان رہتے تھے ہزارون رنج رات دن سہتے تھے جب یہ خبر وہان پہونچی وزیر نے زہر دیکر اُسے ناکامی
سے نجات پائی اور عرضداشت اپنی بادشاہ کو مع تمنائے قدمبوسی تمام شہر کی تحریر کی بادشاہ کو بھی محبت وطن مین
جوشزن ہوئی سفر کی تیاری ہونے لگی قطعہ حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر + خار وطن از سنبل ریحان خوشتر +

یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد میگفت گدا بودن کنعان خوشتر+ القصہ یہین ہین یا دونون سلطنتین قبضہ مین رہین جب
بندر نے یہ فسانہ تمام کیا پھر کہا اے نیکبخت مطلب اس کہانی سے یہ تھا کہ جو بادشاہ عاشق اللہ خدا پر
شاکر تھا ایک سلطنت دی دو پائین یہ دونون بدبخت جو لالچی تھے اُنھون نے جانین گنوائین
قیامت تک مطعون خلائق رہین گے جتنے نیک ہین یہ قصہ سنکر بد کہینگے رنڈی ان باتون سے
بر سر رحم ہوئی بندر کی تسکین کی کہا تو خاطر جمع رکھ جبتک جیتی ہون تجھے بادشاہ کو نہ دونگی فاقہ قبول
کرونگی پھر اُسے روٹی کھلا پانی پلا کھنڈری مین لٹا سو رہی صبح کو چڑیمار اُٹھا بندر کے لیجانے کا
قصد کیا عورت نے کہا آج اور قسمت آزما پھر جانور پکڑ لے جا جو روٹی میسر آئے تو کیون اس کی
جان جائے ہمپر ہتیا لگے بدنامی آئے نہین تو کل لیجانا وہ بولا تو اسکے دم مین آگئی بندر نے کہا ماشاء اللہ
رنڈی تو خدا پر شاکر ہی تو مرد ہوکر مضطر ہوتا ہی باجی تو زن مرید ہوتے ہین پھر وہ ٹپک جھٹک جال پھٹکی
اُٹھا لاسا کمپا لے ٹٹی کندھے سے لگا کر گھر سے نکلا یا تو دن بھر گھر سے خراب ہوکر دو تین جانور
لاتا تھا اُس روز دن بھر مین پچاس ساٹھ جانور ہاتھ آئے بھٹکی بھر گئی خوش خوش گھر پھر آ گئی روپے کو
جانور بیچے آٹا دال نون تیل۔ لکڑی خرید تھوڑی مٹھائی لے بھٹی پر جا ٹکے کا ٹھرا پیا ہاتھ پانون پھولگئے
جھومتے گیت گاتے گھر کا رستہ لیا مفلسی کا غم بھول گئے جورو سے آتے ہی کہا ادی ہنومان جی کے کدم
بڑے بھاگوان ہین بھگوان نے دیا کی آج روپیہ دلوائے اتنے جانور ہاتھ آئے وہ گھر کسی بہت ہنسی پہلے
مٹھائی بندر کو کھلائی پھر روٹی پکا آپ کھا کچھ اُسے کھلا پڑ رہی بندر بچارا اچھا چند روز پھر جان بچی جو فکر تھی جل رہے اور
اسکا رشک نہ کرے مؤلف کیا شاخ گل پہ ہوکے بیٹھی ہی عندلیب + ڈرنا ہو نہین نہ چشم فلک کو برا لگے + جب لا ہا لہدیا اس
ہی لا یا ہار سے سر و قد + گا ہے نہ نخل غم مین ثمر اس سوا لگے + اب روز چڑیمار کی ترقی ہونے لگی تھوڑے دنونمین
گھر بار کپڑا لتا گہنا پاتا درست ہوگیا قضارا کوئی بڑا تاجر سرا مین اُس بھٹیاری کے گھر مین اترا جسکی دیوار
تلے چڑیمار رہتا تھا ایک روز بعد نماز عشا سوداگر وظیفہ پڑھتا تھا ناگاہ آواز خوب صدائے مرغوب۔ جیسے
لڑکا پیاری پیاری باتین کرتا ہی اسکے کانین آئی بھٹیاری سے پوچھا یہان کون رہتا ہی وہ بولی
چڑیمار سوداگر نے کہا اسکا لڑکا خوب باتین کرتا ہی بھٹیاری بولی لڑکا بالا تو کوئی نہین فقط جورو خصم رہتے
ہین سوداگر نے کہا اور آس یہ کسکی آواز آتی ہی بھٹیاری جو آئی لڑکے کی آواز پائی وہ بولا اس صدا کسے
بوئے درد پیدا ہی اسکو میرے پاس لا باتین کرونگا کچھ لڑکے کو دونگا بھٹیاری چڑیمار کے گھر گئی بندر باتین

کرتا تھا اُسے دیکھ چپ ہو رہا وہ دونون بھٹیاری کے پاؤن پر گر پڑے منت کرنے لگے کہا ہمنے اسے بچون کیطرح پالا ہی اپنا دُکھ ٹالا ہی شہر پر آشوب ہو رہا ہی بندر کُش بادشاہ اُترا ہی ایسا نہو یہ خبر اُڑتے اُڑتے اُسے پہونچے بندر چھن جائے ہمپر خرابی آئے وہ بولی مجھے کیا کام جو ایسا کلام کرون سرا مین آکے سوداگر سے کہا وہان کوئی نہ تھا اُسنے کہا دیوانی ابھی وہ آواز کسکی تھی بغور سینے کہ کیا معقول جواب وہ نامعقول دیتی ہی بولی بلبیان بون بھلا مجھے کیا غرض جو کہون بندہ بولتا ہی سوداگر خوب ہنسا پھر کہا ٹرن ہی اری بندر کہین بولتا ہی پھر بولی جی گریب پرور صدقے گئی اسی سے تو مین بھی نہین کہتی بندر بولتا ہی سوداگر کو سخت خلجان بمرتبۂ خفقان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی مکان قریب تھا خود چلا گیا اور دیکھا تو فی الحقیقت ایک عورت دوسرا مرد مچھندر تیسرا بندر ہی یقین کامل ہوا یہی بندر بولتا تھا بھٹیاری بیچاری ہی وہ سوداگر کو دیکھ بندر کو چھپانے لگی اُسنے کہا بھید کھلگیا اب پوشیدہ کرنا لاحاصل ہی مصلحت یہی ہی بندر ہمین دو جو احتیاج ہو اسکے جلد دین لو نہین بادشاہ سے اطلاع کرونگا یہ بیچارہ مارا جائیگا تمھارا کیا جائیگا دونون رونے پیٹنے لگے بندر سمجھا اب جان نہین بچتی اتنی ہی زیست تھی جڑیمار سے کہا اے شخص فلک کجرفتار گردون دوار نے اتنی جفا پر صبر نہ کیا یہان بھی چین نہ دیا مناسب یہی ہی رضا الٰہی پر راضی ہو مجھے حوالے کردو قضا آئی ٹلتی نہین تقدیر کے آگے تدبیر چلتی نہین فرد بشر کو حکم قضا و قدر سے چارہ نہین اسکے ٹال دینے کا یارا نہین اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جڑیمار نے کہا دیکھو بندر کی ذات کیا بیوفا ہوتی ہی ہماری محنت و مشقت پر نظر نہ کی توتے کیطرح آنکھ پھیر لی سوداگر کے ساتھ جانے پر راضی ہو گیا بڑا آدمی جو دیکھا ہمارے پاس رہنے کا مطلق پاس نہ کیا بندر نے کہا اگر نہ جاؤن اپنی جان کھوؤن تمپر خرابی لاؤن آخرکار بزار گریہ و زاری سوداگر سے دونون نے قسم لی کہ بادشاہ کو نہ دینا اچھی طرح پرورش کرنا یہ کہکر بندر حوالے کیا سوداگر نے اسکے عوض بہت کچھ دیا بندر کو سرا مین لا بیار کیا بدلداری و نرمی حال پوچھا بندر نے یہ چند شعر حسب حال سودا کے سوداگر کے روبرو پڑھے مرزا رفیع

نے بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہون	مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
گریان بشکل شیشہ و خندان بشکل جام	اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اے عزیز آتش کاروان نقش پائے یاران رفتگان ہر ہون مگر پنہان ہون بلبل دور از گلزار گم کردہ

آشیان صبا دور پے آزار گھات مین باغبان کیونکر نہ سرگرم فغان ہون حضرت عشق کی عنایت ہی زمانے کی شکایت ہی حاجت روائے عالم محتاج ہی تخت ہی نہ افسر ہی نہ وہ سر ہی نہ تاج ہے۔ غریب دیار چرخ موجد آزار شفیق و مہربان نہین حال زار کا کوئی پرسان نہین حیرت کا کیون نہ مبتلا ہون اپنے ہاتھ سے اسیر دام بلا ہون خود گرفتار پنجۂ ستم ہوا کبھی مجھے جنکا الم تھا اب اُنھین میرا غم ہوا مرنے سے ہم اسلیے جی چھپاتے ہین کہ ہمدم میرے فراق مین مرے جاتے ہین مجھے دام مکر مین اُلجھایا دوستونکو میرے دشمن کے پھندے مین پھنسایا گردش چرخ سے عجیب سانحہ پیش آیا میر تقی

سخت مشکل ہی سخت ہی بیداد
بیکسی چھٹ نہین ہی کوئی رفیق
اب ٹھہرتا نہین ہی پائے ثبات

ایک مین خون گرفتہ سو جلاد
آہ جو ہمدمی سی کرتی ہے
ایک مین اور ہزار لقدلیات

کوئی مشفق نہین جو ہووے شفیق
اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے

مصرع
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

مگر آج خوش قسمتی سے آپ سا قدردان ہاتھ آیا ہی انتشار طبیعت برطرف ہو تو بجمعی تمام آغاز سے تا انجام اپنی داستان غم سانحۂ ستم گذارش کرونگا سوداگر کے اس مضمون دردناک سے آنسو نکل پڑے سمجھا یہ بندر نہین کوئی فصیح بلیغ عالی خاندان والا دودمان سحر مین پھنسگیا ہی کہا اطمینان خاطر رکھ تیری جان کے ساتھ میری جان ہی اب زیست کا یہی سامان ہی بندر کو تسکین کامل حاصل ہوئی غزلین پڑھین نقل و حکایات مین سرگرم رہا اپنا حال پھر کچھ نہ کہا تمام شب سوداگر نہ سویا اسکے بیان جانکاہ پر خوب رویا اب بہت تعظیم و تکریم سے بندر رہنے لگا مگر امر شدنی بہر کیف ہوا چاہے راز فاش ہوا گر خدا چاہے سوداگر کا یہ انداز ہوا جو شخص نیا اسکی ملاقات کو آتا اُسے بندر کی باتین سنوا تا وہ استعجاب سے غرق بحر فکر ہوتا ہر جگہ ذکر ہوتا آخرش اسکی گویائی کا چرچہ کوچہ و بازار مین مچا اور یہ خبر اُس کور نمک محسن کش کے گوش زد ہوئی سنتے ہی سمجھا یہ وہی ہی بعد مدت فلک نے پتہ لگایا اب مطلب ہاتھ آیا فوراً چوبدار بندر کے لینے کو سوداگر کے پاس بھیجا یہ بہت گھبرایا اور تو کچھ بن نہ آیا بصد عجز و نیاز عرضداشت کی غلام صاحب اولاد نہین اس اندوہ مین دل مضطر شاد نہین طبیعت بہلانیکو اسے بچہ سالیکر فرزندون کیطرح پالا ہی رات دن دیکھا بھالا ہی بندر ہی مگر عنقا ہی مفارقت اسکی خانہ زاد کی جان لے گی آیندہ جو حضور کی مرضی چوبدار یہان سے خالی پھرا وہ ظالم اظلم غضب مین بھرا وہان کے بادشاہ کو لکھا اگر سلطنت اور آبادی مملکت اپنی

منظور ہو سوداگر سے جلد بندر لیکر یہان بھیجدو نہین تو اینٹ سے اینٹ بجادونگا نام و نشان
مٹادونگا یہ خبر وحشت اثر سُنکے غضنفر شاہ متردد ہوا مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سمجھانے لگے
کہ خداوند نعمت ایک جانور کی خاطر آدمیونکا کشت و خون زبون ہی حکم ہوا کہ کچھ لوگ سرکاری وہان
جائین جسطرح بنے سوداگر سے پکڑکر بندر لائین ڈیوڑھی پر پہونچائین جب بادشاہی دستہ سر امین آیا
بندر دست بستہ زبان پر لایا کہ اے مونس غمگسار وفا شعار اس اجل رسیدہ کے باب مین کد و کوشش
بیکار ہی سراسر بیجا ہی قضا کا زمانہ قریب پہونچا در ناکامی وا ہی مبادا کسیطرح کا رنج میری دوستی مین
تمھارے دشمنون کو پہونچے تو مجھے حشر تک حجاب و ندامت رہے خلق خدا بُرا بھلا کہے سوداگر نے کہا
استغفر اللہ یہ کیا بات ہی جو کہا وہ سر کے ساتھ ہی جب بادشاہ کے لوگونکا تقاضائے شدید ہوا اور دن کم رہا
بعد رد و قدح بمنت بسیار و منت بشیمار ہزار دینار دیکے اُس شب مہلت لی اور صبح کیوقت چلنے کی
ٹھہری بموجب مثل مصرعہ زر بر سر فولاد نہی نرم شود + اس عرصہ مین یہ حال تباہ و ماجرائے جانکاہ
گلی کوچے مین زبان زد خاص و عام ہوا کہ ایک بندر کسی سوداگر کے پاس باتین کرتا تھا وہ کل مارا جائیگا
بلکہ اُس کشتۂ انتظار مایوس و لفگار یعنی ملکہ مہرنگار کو بھی معلوم ہوا وہ شیدائے جانعالم سمجھی کہ یہ
بندر نہین شہزادہ ہی افسوس صد ہزار افسوس اب کونسی تدبیر کیجیے جو اس بیکس کی جان بچے دلکو
مسوس وزیرزادے کو کوس پوچھا دم سحر کدھر وہ سوداگر جائے گا یہ تماشا ہمارے دیکھنے مین کیونکر
آئیگا لوگون نے عرض کی حضور کے جھروکے تلے شاہراہ ہی یہی ہر سمت کی گذرگاہ ہے
یہ سُنکے تمام شب تڑپا کی نیند نہ آئی دو گھڑی رات سے برآمدے مین برآمد ہوئی اور ایک توتا پنجرے
مین پاس رکھ لیا گجر سے پیشتر بازار مین ہلڑ تھا تماشائیون کا میلہ سا ہو گیا جو وقت تاجر ماہ نے
متاع انجم کو نہانخانۂ مغرب مین چھپایا اور شحنۂ چرخ چارم خونخواری کو مشرق سے نکل آیا سوداگر
نماز صبح پڑھ ہاتھی پر سوار ہو کر کمر مین پیش قبض رکھ گود مین بندر کو بٹھا مرنے پر کمر مضبوط باندھکر چلا
بندر سے کہا پریشان نہو جب تقریر سے اور اصراف کثیر سے کام نہ نکلے گا جو بن پڑے گا وہ کرونگا
اپنے جیتے جی تجھے مرنے نہ دونگا قول مردان جان دارد اور ع بعد از سر من کن فیکون
شد شدہ باشد سوداگر کا سرا سے سراسیمہ آگے بڑھتا تھا کہ خلقت نے چارطرف سے گھیر لیا بندر
لوگون سے مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا میر سوز

برق طپیدہ یا شرر برجہیدہ ہون
اے اہل بزم مین بھی مرقع مین دہر کے
صیاد اپنا دام اُٹھالے کہ جون صبا
اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین
غم ہون الم ہون درد ہون سوز وگداز ہون

جس رنگ مین ہو نہین غرض از خود رمیدہ ہون
تصویر ہون و لے لب حسرت گزیدہ ہون
ہون تو چمن مین پر گل عشرت نچیدہ ہون
بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
سب اہل دل کے واسطے مین آفریدہ ہون

صاحبو دنیاے دون نیرنگی زمانہ سفلہ پرور بوقلمون عبرت ودید کی جا ہی گرما گرم آیند و روند کا بازار ہی کس و ناکس جنس ناپایدار لہو و لعب کا خریدار ہی اپنے کام مین معروف قضا ہے جو شے ہی فنا ہی معاملات قضا و قدر سے ہر ایک ناچار ہی یہی مسئلہ جبر و اختیار ہی کوئی کسی کی عداوت مین ہے کوئی کسی کا شیدا ہی جسے دیکھا آزاد نہ پایا کسی نہ کسی بکھیڑے مین مبتلا ہی ایک کو اتنا سوجھتا نہین کیا الین دین ہو رہا ہی سود کی امید مین سراسر زیان سڑی ہونیکا سودا ہے اسکی قدرت ناطقہ دیکھو مجھ سے بیزبان ناچیز کو یہ تکلف گویائی عنایت کیا تم سب کا سامعون مین جہرو لکھدیا باتین سننے کو ساتھ چلے آتے ہو جُدائی میری شاق ہی جو ہی مشتاق ہی حال زار پر رحم کھا آنسو بہاتے ہو یہ رحیمی کی صفت ہی شان تمہاری دیکھو اسی تقریر کی دھوم سے ایک ظالم شوم سے مجھ مظلوم کا مقابلہ ہوتا ہی یقین کامل ہی وہ قتل کریگا بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھریگا سواد الوجہ فی الدارین ہوگا تب اُسے آرام وچین ہوگا یہ گویائی گویا پیام مرگ تھا دنیا جاے آزمائش ہی سفیہ جانتے ہین یہ مقام قابل آرام و آسایش ہی دو روزہ زیست کی خاطر کیا کیا ساز و سامان پیدا کرتے ہین فرعون بے سامان ہو کر زمین پر پاؤن نہین دھرتے ہین جب سر کو اُٹھا آنکھ بند کر چلتے ہین خاکسارون کے سر کچلتے ہین آخر کار حسرت و ارمان فقط لیکر مرتے ہین جان اُسکی جستجو مین کھوتے ہین جو شے ہاتھ آئے ذلت سے جمع ہو پریشانی و مشقت سے پاس رہے خست سے چھوٹ جائے یاس و حسرت سے پھر سر پر ہاتھ دھر روتے ہین ناسخ

مردون کیلیے یہ زن ہی رہزن
پھرتی ہے برنگ زن گھر گھر

دنیا اک زال بیوا ہے
دنیا کی عدو ہی دین کی دشمن

بے مہر و وفا و بے حیا ہے
رہتی نہین ایک جا یہ جمکر

انجام شاہ وگدا دو گز کفن اور تختۂ تابوت سے سوا نہین کسی نے ادھر یا محمودی کا دیا یا تحریر کربلا کسی کو گزی گاڑھا میسر ہوا بعد کرب و بلا اُسنے صندل کا تختہ لگایا

اسنے بیر کے چیلون مین چھپایا کسی نے بعد سنگ مرمر کا مقبرہ بنایا کسی نے مرمر کے گور گڑھا پایا
کسی کا مزار مطلا منقش زنگار رنگ ہے کسی کی مانند سینۂ جاہل گور تنگ ہے حسرت دنیا سے کفن چاک
ہوا بستر دونون کا فرش خاک ہوا نہ امیر سمور و قاقم کا فرش بچھا سکا نہ فقیر پھٹی شطرنجی اور ٹوٹا بوریا
لاسکا بعد چندے جب گردش چرخ نے گنبد گرایا اینٹ سے اینٹ کو بجایا تو ایکنے نہ بتایا
کہ دونون مین یہ گور شاہ ہے یہ لحد فقیر ہے اسکو مرگ جوانی نصیب ہوئی یہ استخوان بوسیدہ پیر ہے سو یہ
بھی خوش نصیب نیک کمائی والے گور گڑھا کفن پاتے ہین نہین سیکڑون ہاتھ رکھکر مر جاتے ہین
لوگ در گور کہکر چلے آتے ہین کتے بلی چیل کوے بوٹیان نوچ نوچ کر کھاتے ہین دامن دشت
غریبان کفن گور بیچراغ صحرا کا صحن ہوتا ہے یاس و حسرت کے سوا کوئی نہ سرہانے روتا ہے تمنا جھٹ
کوئی پائینتی نہ ہوتا ہے سالہا مقبرونکی عمارات عالی ور ساز و سامان کی دیکھا بھالی مین سریع السیر ہے
ہزارون رنج گور بیچراغ غریبان کی دید مین بیٹھے بٹھائے سے طرفہ نقل ہے کہ والی وارث اُن کے
سریر سلطنت مسند حکومت پر شب و روز جلوہ افروز ہین مگر تنبیہ غافلون کو قدرت حق سے گنبد مین
آشیانۂ زاغ و زغن مینار و منبر مسکن بوم شوم قبرون پر کتے لوٹتے دیکھے میر

مزارِ غریبان تاسف کی جا ہے — وہ سوتے ہین پھرتے جو کل جا بجا تھے

رنگ چمن صرف خزان دیکھا ڈھلا ہوا حسن گلرخان دیکھا اگر گل خندان پر جوبن ہے بہار ہے غور کیا تو
پہلوے نازنین مین نشتر سے زیادہ خلش خار ہے سینہ فگار ہے دنیا مین دن رات ذق ذق بق بق
ہے کوئی پیچھے کیا ہے کسی کو قلق ہے نوش کے ساتھ گزند نیش ہے ہر رہرو کو کڑی منزل در پیش ہے مؤلف

بلبل کو خزان مین جان کھوتے پایا — صیاد کو سر پٹک کے روتے پایا
گلچین کی بھی نیند اڑ گئی لیک سرور — جو اہل دول تھے اُن کو سوتے پایا

مدتون صداے مرغ سحر کے رنج اٹھائے کبھی دم نہ مارا شکوہ لب پر نہ لائے برسون ندائے اللہ اکبر
کے صدمے سہے شکر کیا چپ رہے مہینون گجر کی آواز نے دم بند کیا قلق جی پر لیا نالہ نہ بلند کیا
سوچے تو وصل مہرویان خواب شب تھا لطف انکا عین غضب تھا تمام عالم کی خوب سیر کی کبھی
حرم محترم مین مسکن رہا گاہ وہو فی رہائی کنشت و دیر کی عالم سے آیہ حدیث وعظ و پند ناقوس
برہمن سنا سر دھنا وہ بدکیش با نعمات صنم لطف زیست خط نفس کا دشمن تھا یہ کوتہ اندیش رخنہ پرداز

اہل ایمان و دین کا رہزن تھا تامل کیا تو ان دونون سے دور حسد بغض بیر ہونا معلوم اپنے نزدیک ان کا انجام بخیر ہونا معلوم واللہ اعلم یہ لوگ کیا سمجھے خود اچھے ٹھہرے اور کو برا سمجھے مطلب کی بات ہیہات دونون کی سمجھ مین نہ آئی باین دانائی اُن سے خدا سمجھے مؤلف

اچھے کو برا بُرے کو اچھا سمجھے
کتنی یہ بُری سمجھ ہے اچھا سمجھے

دنیا فقط رہگذر ہی ہر دم مثال تار نفس در پیش سفر ہے تا زیست ہزارون مفسدے ہین ڈر ہی مرنے کے بعد باز پرس کا خطر ہی کسیطرح انسان کو مفر نہین کونسا نفع ہی جسکی تلاش مین ضرر نہین حاصل کا یہ ہی کہ دنیا مین جینے کی خوشی نہ مرنیکا غم کرے تا مقدور کسی کی خاطر نہ برہم کرے وگرنہ شعر

نیم شبے آہ زند پیر زال
دولت صد سالہ کند پائمال

دل شکستہ کی دلداری پا فتادہ کی مددگاری کرے ہوا و ہوس جو دل سے دوچار ہو جائین تو مال سے باکمال ہے عجب و نخوت نزدیک آئے عنایت ایزدی پر قانع ہو شکر ہر نعمت سپاس خدمت کرکے نہایت کا مانع ہو رنج کا حامل رہے سب رنگ مین شامل رہے زمانے کے کردہات سے گھبرائے نہین صحبت غیر جنس سے نفرت کرے تو بدنامی پاس آئے نہین دولت کا اعتبار کیا مفلسی سے ننگ و عار کیا ایکدن مرنا ہی جینا مستعار ہی اسیر کسکا اختیار ہی نیک عمل کا خیال رکھے کہ قید ہستی زیست کا نام ہی رہائی یہان سے انجام ہے شعر

کسی کے مرگ پر اے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز
بہت سا رو ئیے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین

عمر خضر کی تمنا اور حشمت خسروانہ خزانۂ قارون کی فکر مین ہر ایک صبح و مسا ذلیل و خوار ہی تحصیل لاحاصل کوشش اس امر مین سراسر بیکار ہے بقول ناسخ

ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت
ملتی ہے قضا اور قدر سے دولت
جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم
مانوس ہے بل احمق و خر سے دولت

روپے کا جمع ہونا جواہر کی تلاش مین دن کا جاگنا چاندی سونے کی امید مین رات کا نہ سونا سیمین تن لعل لبون سے بہم ہونا جنھین میسر ہر بار ہی انھین مفارقت دنیا ناگوار ہے اور یہ کلام ہے مؤلف

یان کے جانے سے جی اُلجھتا ہے
کیا ہی دلکش سرائے فانی ہے

سلف سے اہل کمال دنیا کے مال سے محروم رہے ہے جو سزاوار حکومت تھے وہ محکوم رہے ہے شعر

طوق زرین ہمہ درگردن خرمے بینم		اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان

لیکن کبھی صبح عشرت ہے گاہ غم کی شام ہے دنیا عجب مقام ہے نہ امیر ہوتے عرصہ نہ فقیر ہوتے
کچھ دیر ہے اس کارگاہ بے ثبات مین عجب اندھیر ہے سودا

رکھتا نہین یہ ہاتھ عنان کا بیک قرار		ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار
ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار		جنکے طویلے بیچ کئی دن کا ذکر ہے
موچی سے کفش پاکو گٹھاتے ہین وہ ادھار		اب دیکھتا ہون مین کہ زمانے کے ہاتھ سے

اور جب وعدہ آپہونچا تو نہ روپیہ کام آتا ہے نہ فوج ظفر موج سے کچھ ہو نہ تہمتن جرار بچاتا ہے
نہ کوئی آشنا دوست آڑے آئے نہ عزیز و اقربا بجز ملک الموت سے پھڑائے اگر یہی مانع قضا و قدر
ہوتے جمشید و کاؤس دارا و سکندر بصد حسرت و افسوس جان نہ کھوتے نیک عمل کیے تو وہ ساتھ جاتا ہے
احتیاج کسی کی بر لائے یا اللہ کچھ دے یہ البتہ کام آتا ہے دگرنہ دنیا ہر آن زندگی بداز حباب ہے یا ابد سکا خراب ترک کینو الا یاب ہے شعر

	کچھ بڑی ایسی کائنات نہین		ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ	
	جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا	شعر	اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہے لیکن	
	صید اجل است ار جوان و پیر است	قطعہ	دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است	
	این صفحہ خاک سر دور و تصویر است		ہم روے زمین پُر است و ہم زیر زمین	

الا مقتضائے عقل یہ ہے کہ عالم اسباب مین کسی اسباب کا پابند نہو تعلق خاطر نہ رکھے ہمیشہ اپنے بھلے
سے برائی کی ہے جو گیا یہان سے یعنی جہان گذران سے ہکا شا کی تھا بادشاہ سے فقیر تک جوان سے
پیر تک حقیقت مین نفس امارہ سخت ناکارہ ہے اسکو ہر گیند بچھاڑے گرد ہوا و ہوس سے دامن جھاڑے شعر

اثر اگر عقل ہیش غم روزگار بیش		دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند

آدمی کو لازم ہے وہ بات پیدا کرے تا صفحۂ دنیا پر چندے بہ نیکی نام یاد رہے شعر

	یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے		اس طرح جی کہ بعد مرنے کے	

دنیا مین کسی سے دل نہ لگائے کہ یکا رخنا بہت بے ثبات ہے وصل سے فرحت ہجر کی مصیبت اپنے
سر پر نہ لائے کہ مرجانیکی بات ہے معشوق باوفا عنقا کیطرح ناپیدا ہے اور یہ دغا ہر جائی ہر جا ہیا ہے
خواہش کا انجام کاہش ہے تمنا دل سے دور کرنے مین جان کی آسایش ہے مولف

کبھی نہ چین سے رہنے دیا تمنا نے	خراب وخستہ ہین اس دلکی آرزو سے رہا

مگر وائے قسمت ہائے ناوانی کہ جب نشہ جوانی کا موسم پیری مین خمار اترتا ہے اُسوقت آدمی سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہے وقت
از دست رفتہ وتیر از شست جستہ کب ہاتھ آتا ہے ناچار ہو کف افسوس ملکے پچتاتا ہے گذشتہ را صلوات کہکے دلکو سمجھاتا ہے
آدمیونکو بندہ کی تقریر دلخراش پر تاثیر سے عبرت وحیرت حاصل تھی کبھی نصیحت و پند گاہ کلام رنگین و دلچسپ با دل دردمند کبھی
سخنان وحشت افزا سُناتا چلا جاتا تھا اہل دل طبیعت کے گداز سے روتے ساتھ آتے تھے ہر فقرہ پُر درد پر ضبط نہو سکتا تھا چلاتے تھے
خلق خدا جنازے کیطرح ہاتھی کے ہمراہ تھی ایک عالم کے لب پر نالے تھے فغان و آہ تھی یہی سامان
ملکہ کے جھروکے تلے پہونچے وہ منتظر تمام شب نالہ بلبل سوداگر سے بولی ایکدم ٹھہر جا مین اسکی تقریر کی
مشتاق ہون سوداگر نے ہاتھی روکا ملکہ نے کہا اے مقرر بے زبان گم کردہ خانمان اگرچہ اب ہم کس
لائق ہین مگر تیری داستان ظلم وجبر کے شائق ہین بندہ نے آواز پہچانی پہلے تو خوب رویا پھر جی ٹھہرا کر کہنے لگا
شعر ہر کس از دست غیر نالہ کند ۔ سعدی از دست خویشتن فریاد ۔ میر کیونکہ کہیئے کوئی نہین اگلا ۔ اک قیامت بپا ہے یان
سر راہ ۔ کچھ چھپا اب نہین ہے یارانہ ۔ ہے جہان اس سے سب سخن پرداز ۔ بس تغافل نہ کر ترحم کر ۔ گوش دل جانب تکلم کر
شعر قسمت تو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند ۔ دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا ۔ افسوس یار نے عیاری کی دغا سے یہ
نوبت ہماری کی جسکا رونا ہمین ناگوار تھا وہ ہمارے لہو کا پیاسا قتل کا روادار تھا یہ مثل سچ ہے تیرھوین صدی
ہے نیکی کا بدلہ بدی ہے مجنون کی تمنا دلمین رہی وطن جانیکی حسرت آب و گل مین ہے دوستونکا کہنا نہ مانا وہ آگے
آیا پچھتانا پڑا اب اجل جلاد کے فریب سے ذبح ہوئے طالب و مطلوب جان جوکھون مین پھنسے زندہ درگور ہوئے
الحق دنیا دم مارنے کی جا نہین راز کسی سے کہنا اچھا نہین منصور حلاج نے کلمۂ حق کہا تھا ناحق
لوگون نے دار پر کھینچا غرض جو بولا مارا گیا جان سے بیچارا گیا کہتے تو کہا یہ سوچکر بات بنائی جی مین
دہشت آئی کہ مبادا یہ خبر اُس کافر الکفر کو پہونچے یقین ہو کہا اے ملکہ کوئی کسی کمال سے دنیا مین
نہال ہوتا ہے بیگناہ گویائی کے سبب ناحق حرامزادی کی بدولت حلال ہوتا ہے مولف کمال سے زوال سے ہی
اسیر لاکھ حاسد ہون ۔ بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی بے کمالی کا ۔ خدا جانے ہے دیکھا دیکھکر یہ چاند کسکا
ہوئی ہے عید غیرونکو ہمین ہے چاند خالی کا ۔ مینے اپنے ہاتھ سے پاؤن مین کلہاڑی ماری فلک نے بنا کر بات بگاڑی
مصرعہ اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔ شعر گل وگلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر ۔ تو گرفتار
ہوئی اپنی صدا کے باعث ۔ اب سر دست کچھ تدبیر بن نہین آتی ہے صورت مرگ آئینۂ چشم مین مد نظر ہے

ہماری ہمین کو خبر ہی کوئی گھڑی مین مفت جان جاتی ہی جو جانتا ہی وہ دیکھتا ہی جسے خبر نہین اُس سے
کہد تمھارے واسطے غریب دیار ہوئے اور تمھارے سبب سے قتل کے سزاوار ہوئے شعر
بجرم عشق توام می کشند و غوغا ئیست + تو نیز برسر بام آکہ خوش تماشا ئیست + ان باتون سے رہے
سہے تنک ملکہ کے برطرف ہوئے سمجھی جانعالم یہی ہی جو ابدیا کہ جو جانتے تھے اُنسے کیا ہو سکا انجان
کو تکلیف دینے سے کیا فائدہ اور توتے کی گردن مروڑ پنجرا باہر نکالا بندر کی نگاہ جو پنجرے پر پڑی سمجھا
ملکہ پہچان گئی یہی فرصت کا وقت ہی ہنگامہ و تلاطم تو مچا تھا کسی نے دیکھا نہ بھالا بندر سوداگر کی
گود مین لیٹ کر توتے کے قالب مین پرواز کر آیا توتا پھڑکا ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا پنجرا اندر

تصویر سوداگر مع بندر ہاتھی پر سوار اور ملکہ کا توتے کے قالب مین لانا بندر کو اور مرنا بندر کا
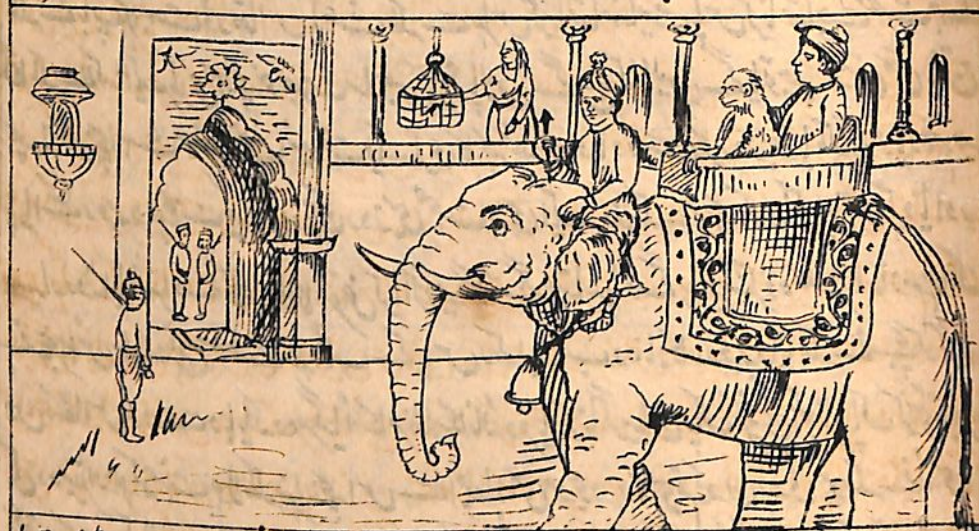
کھینچ لیا سوداگر نے دیکھا بندر مر گیا چاہا ہلاک ہو بدنامی کا قصہ پاک ہو جو شخص خواصی مین بیٹھا تھا
سمجھانے لگا بندہ پرور شکر کرنیکی جا ہی شکایت کا موقع کیا ہی حرمت رہی جان بچی مرگ فرزند سے مان باپ کو
چارہ نہین مرجانا بجز حمق عقلمند کو گوارا نہین اگر بادشاہ جبر سے چھین کر بندر کو مار ڈالتا جان کھونیکی جگہ تھی
صبر کیجیے جو خدا کی مرضی اسکی رضا مین مجبوری ہی جائے صبوری ہی صابرین کا مرتبہ بڑا ہی انکے حق مین اللہ تعالی
فرماتا ہی تمنے سُنا ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن تماشا یونہیں جو یہ حال کھلا رونے پیٹنے کا دونا شور و غل مچا
سب نے متفق ہو کر یہی کہا بسکہ بندر عقیل تھا پیام طلب کو سن رحیل تھا سامنے جانیکی نوبت نہ آئی سوداگر کی
گود مین جان گنوائی اپنا قتل جو ثابت ہوا خوف سے مر گیا داغ تقریر ہمارے صفحۂ دل پر دھر گیا یہ خبر اُس کافر کو پہونچی اسیر بھی چین

نہ آیا لاش منگا جلا کر دل ٹھنڈا کیا خاک تک برباد کی جب تسکین ہوئی وہان ملکہ مہرنگار پنجرے لیے بیٹھی
لوگونکو پاس سے سرکا دیا میان مٹھو نے ہو بہو ابتدا سے انتہا تک مفصل سب حال سنا دیا کہ اسطرح نشے کی
حالت مین اُسکے رونے پر عمل بتایا وہ ہمین پر عمل مین لایا بندر بنایا پھر چڑیمار کے جال مین پھنسے دوست
روے دشمن ہنسے وہان سے سوداگر متاع خوبی سمجھکر اپنے پاس لایا فلک نے بعد خرابی بسیار آج تمسے
ملایا ملکہ نے کہا خاطر پریشان جمع رکھیے انشاء اللہ تعالی جلد کوئی صورت ہوئی جاتی ہی یہان یہ گفتگو تھی
کہ اُس نطفۂ شیطان کی آمد ہوئی ملکہ باہر نکل آئی تعظیم کی ہمیشہ یہ معمول تھا جب وہ آتا ملکہ بات نہ کرتی
خفیف ہوکر اُٹھ جاتا اُس روز جو گفتگو ہوئی وہ مردک سمجھا بندر کا مرنا بچشم ملکہ نے دیکھا اس سے دلگی
ہمکلام ہوئی اب جلدی نہ کرو امروز فردا مین مقدمہ درست ہو جائیگا لیکن پہلے اس سے فیصلہ شرط ہے
ملکہ کے باپ کا بہت ڈر تھا اس باعث ملکہ سے ہراس کرتا تھا نہایت پاس کرتا تھا جب رخصت ہونے
لگا ملکہ نے کہا ایک بکری کا بچہ خوبصورت سا ہمین بھیجدو پالین گے رنج کو ٹالین گے یا تو چپ رہتی تھی یا آج
بچہ مانگا یہ بچا بہت خوش ہوئے اُسیوقت ایک بکری کا بچہ تحفہ بھجوا دیا دوسرے روز جو آیا ملکہ کو زیادہ متوجہ
پایا اُسکے روبرو بچے سے کھیلا کی دو تین روز یہی صحبت رہی ایک روز ملکہ نے بچہ کو دبا کر ادھموا کر دیا اور
چوبدار دوڑایا شہزادے کو جلد بلا لا عرض کرنا اگر دیر لگاؤ گے جیتا نہ پاؤ گے یہ خبر سُنکر وہ محلسرا کا عازم ہوا ملکہ
نے پنجرا اُس ہماے اوج سلطنت کا پلنگ کے پاس رکھ لیا جب وہ نابکار روبرو آیا ملکہ نے بچے کو گود
مین اُٹھا اس زور سے دبایا کہ وہ مر گیا اُسکا مرنا اسکا نالہ و فریاد کرنا گریبان چاک کرنیکی بکھیڑا پاک کرنیکی بیر
کی وہ بیقرار ہوکر منت بولا ملکہ ہزار بچہ اس سے اچھا ابھی موجود ہوتا ہی تم کیون روتی ہو ملکہ نے اُسی
حالت مین کہا مین کچھ نہین جانتی تم اسے ابھی جلا دو جو میری خوشی چاہتے ہو وہ بولا بھلا مُردہ کہین جیا ہی کبھی کسی نے ایسا
کام کیا ہی ملکہ نے روکر کہا واہ تمنے میری مینا جو جلائی تھی جب مین بلبلائی تھی تو مین سمجھا شاید شہزادے نے یہ حرکت
کی ہوگی کارخانے مسبب الاسباب کے معروف و مشہور ہین دنیا مین مثل ہی کہ کر دکہ نیافت جسنے جیسا کیا ویسا پایا
ہر فرعونے را موسیٰ قطعہ اے یارو جو کوئی کیسکو کلپاویگا + یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا + اس دار مکافات مین سُن
لے غافل + بیداد کرے گا آج کل پاویگا + وہ بدحواس پوچھنے لگا ہمنے مینا کیونکر جلائی تھی ملکہ بولی تم پلنگ
پر لیٹ رہے تھے وہ جی اٹھی تھی یہ پتہ بھی درست پایا کہا بچہ گود سے رکھدو ملکہ نے پھینکدیا وہ پلنگ پر لیٹا اپنی
روح بکری کے بچہ کے قالب مین لایا وہ کودنے لگا ملکہ مہرنگار نے گود مین لیا پیار کیا وہ سو جادو گھڑی ملکہ

کی طبیعت بہل جائیگی پھر روح قالب مین لیجاؤنگا مطلب تو نکل آئے یہ نہ سمجھا فلک کی گھات ہی فریب کی بات ہی چرخ کو کچھ اور منظور ہی اب اُس جسم مین جانا بہت دور ہی شہزادہ جانعالم یہ سب معاملہ پنجرے سے دیکھ سُن رہا تھا فوراً اپنی روح لیٹنے جسم مین لا اُٹھ کھڑا ہوا یہان وہ بزدلہ جانعالم کو دیکھکر تھرا گیا خوف چھا گیا سمجھا قسمت اب بُری ہی کوئی دم کو گلا ہے اور چھُری ہی ملکہ نے جلد

تصویر وزیر زادے کی پلنگ کے اوپر لیٹ کے اپنی روح بکری کے قالب مین لانے کی اور جانعالم کا لپنے قالب مین پرواز کرنا

دو بچھر وہ پڑھکر پھونکدیے کہ وہ اور کے قالب مین روح لیجانا بھول گیا پھر انجمن آرا کو بلایا کہا لو صنا مبارک ہو اللہ تعالی نے تمھاری ہماری حرمت و آبرو کو بچایا بچھڑے سے ملایا یہ آپکا احمق الذی شہزادہ ہی وہ بکری کا بچہ بدین وزیرزادہ ہی یہ کہکر تینون عاشق و معشوق گلے مل مل خوب روے جو جو محرم راز تھے انمین وہ ڑین مبارک سلامت ہوئی جانعالم نے اُسیوقت سوداگر کو طلب کیا سب حال مفصل کہدیا بعد ادا شکر نعمت خلعت و انعام ہر قسام کا عنایت کیا وطن آنیکا وعدہ حتمی لیا پھر چڑیمار اور اُسکی جورو کو بلایا بہت زر و جواہر دیا اور بمشورہ غضنفر شاہ اُس مملکت کے چڑیمارون کا چودھری کردیا پھر لشکر ظفر پیکر کو حکم تیاری سامان سفر فرمایا آپ رخصت ہونیکو غضنفر شاہ کے پاس آیا آخر کار بدقت تمام طول کلام و درازی ایام مفارقت والدین کہکر اُسے راضی کیا پیش خیمہ اسی دن لد گیا دو چار دن رخصت کی دعوتون مین اور لگے اخیر جلسے خوب دھوم دھام کے ہوئے اپنے عمل تک وہ ساتھ آیا تمام لشکر نے پکا پکایا پایا پھر رخصت ہوئے دہی دو چار کوچ ایک دو مقام کرتے براحت و آرام چلے

ورود لشکر نصرت اثر دشت پُر خوف و خطر مین لب حوض خیام شاہی ہونا ساحرہ کا آنا تمام لشکر کو نصف پتھر بنانا پھر ملکہ کے باپ کا آنا اور جادوگرونکی لڑائی شہپال کا قتل فوج کی رہائی

نگارندۂ داستان عجیب + یہ لکھتا ہے پھر ماجرائے غریب + طلسم جہان دیدگاہ ہے مکان + پھنسے آ کے جس مین
رہتے ہین پیر و جوان + ولیکن ہنسا جو کوئی غنچہ سان + ہوا مثل گل دستبرد خزان + جسے ہمنے دیکھا
وہ تھا دل حزین + خوشی کی جگہ سچ ہے دنیا نہین + محرران جادو نگار سحر ساز راقمان فسانۂ ہوشربا
حیرت پرداز نے لکھا ہے کہ جانعالم ہر صبح مثل مہر درخشان قطع منازل و مراحل یعنی کوچ و ہر شام مانند ماہ
تابان مقام کرتا چندے عرصے مین پھر اُسی دشت ادبار صحرائے خار خار جہان حوض مین کودا تھا وارد ہوا حوض کے
متصل سراپردۂ خاص نصب ہوئے گرد لشکر نصرت اثر اُترا انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کو وہ چشمہ دکھایا جب دن
تمام ہوا نماز شام کیواسطے جدا خیمے مین تشریف لایا نماز پڑھکر کسل راہ سے پلنگڑی جو انہر نگار بچھی تھی اُسپر لیٹ رہا سستی
کے باعث غنودگی سی تھی کہ دفعتہً ایک خواص خاص انجمن آرا کی بدحواس دوڑی آئی کہا شہزادہ جانعالم کی
عمر دراز ہو نصیب دشمنان شہزادی کی طبیعت ناساز ہے شدت سے کلیجے مین درد ہوتا ہے وہ نقش سلیمانی
اور لوح دیجئے دھو کر پلا دیں عارضہ مزاج مطلوب و بدمزگی طبیعت محبوب سُن کے بیقرار ہوا کچھ نیند کا خمار
کچھ طبیعت کا انتشار دیکھا نہ بھالا نقش و لوح حوالہ کیا نقش دیتے ہی نقشہ بگڑ گیا ایک آواز مہیب پیدا
ہوئی کہ لے جانعالم بہت دنون اُڑتا پھرا مدت کے بعد پھنسا خبردار ہو جا ایسی آواز ہولناک تھی کہ سب لشکری

تصویر جانعالم کے پتھر بننے کی نصف بدن تک مع لشکر اور رنڈیون کا دعائین مانگنا
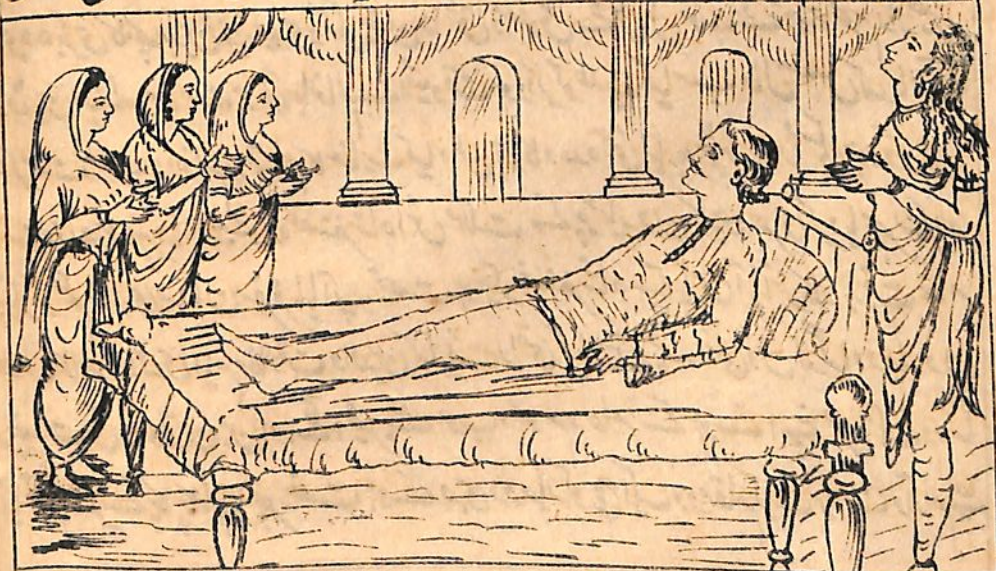
ڈر گئے شجاعونکے دل تھرا گئے محل مین زنڈیونکو غش آ گئے گھبرا کر شہزادے نے اُٹھنے کا قصد کیا جگہ سے ہلا نہ گیا
غور جو کیا تو آدھا جسم پتھر کا ہو گیا تھا پھر تو جو جہان بیٹھا تھا بیٹھا رہگیا جو کھڑا تھا اینٹھا رہگیا ہر طرف غل اور
شور تھا جو پڑا تھا زندہ درگور تھا کچھ دُکھ کچھ ہنسی تمام فوج آفت ناگہانی مین پھنسی عجب کھلبلی مچی نامرادونکی
بائی بچی کل لشکر انسان سے حیوان تک نیچے کا دھڑ پتھر کا اور اوپر کا جسم بدستور آہ و نالہ فریاد و بُکا سب
لشکر مین بپا تھا اور محلسرا مین بھی یہی ہنگامہ مچا تھا ہر ایک گرفتار بلا تھا وہ زنڈیونکی زاری انجمن آرا کی
بیقراری علی الخصوص ملکہ کے بیان سے زمین و آسمان کانپتا تھا جب وہ کہتی تھی شعر ہر دم زمانہ داغ
دگر گونہ می دہد + یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد + تمام لشکر مین از شام تا پگاہ ہر ایک کے لب پہ نالۂ جانکاہ
بلند رہا جسدم ماہ دم سرد بھر نقاب سیاہ روئے تابان پر ڈالکر غمکدۂ مغرب کیطرف روانہ ہوا اور آفتاب
جگر سوختۂ مشرق سے نکلکر خدنگ آہ بیکسان کا نشانہ ہوا ایک ابر تیرہ و تار آیا آدمی خوفزدہ ہو کر دیکھنے لگے
اُس ابر سے اژدہا خونخوار شعلہ فشان آتش دہان نکلا ایک زنڈی اسپر سوار وہ بھی آتشبار شہزادے کے
خیمے مین اُتری جانعالم نے پہچانا کہ وہی جادوگرنی ہے دل سے کہا شہر اپنا دور رہا موت قریب آئی قسمت
نے کس جگہ لاکر نیرنگی دکھائی وہ بولی جانعالم کہو اب کیا قصد ہے شہزادے نے کہا وہی جو تھا اُسنے
کہا اب وہ نقش شاہی اور لوح پیر مرد کی سلیمانی کہان ہے جسکے بھروسے پر کودتے تھے اگر زندگی مع لشکر
درکار ہے تو ملکہ اور انجمن آرا سے انکار کرو ہماری اطاعت اور محبت مقدم جانکر ہمسے دار و مدار کرو نہین
تو مین ایکدم مین سب کو بے گور و کفن طعمۂ زاغ و زغن کردونگی دشت لاشون سے بھر دونگی شہزادے
نے کہا ہمارے لوح نقش پر نقش ارادت حافظ حقیقی کلک قدرت سے منقش ہے عادت سے مجبور ہون
بیوفائی سے دور ہون جو کہا سو کہا جو کیا سو کیا اگر قضا آئی ہے مر رہینگے کیا جاؤ ہے گر جیتے جی بات جائی کب
گوارا ہے یہ سُنکر وہ جلگئی غصے سے رنگت بدلگئی کچھ بڑبڑا کر جانعالم پہ پھونکا نصف پتھر تھا اب حلق تک ہو گیا
حسرت و یاس سینے مین بھری تھی تصویر آذری سی پلنگڑی پہ بے حس و حرکت دھری تھی وہ تو اژدہے پہ چڑھ کر
اُڑی اور پکاری اے اجل رسیدہ آجکے دن اور رات مہلت کی ہے اگر صبح کو بھی انکار کیا تو یاد رکھنا لشکر کا خون
اپنی گردن پر لیا یہ سُنا کر وہ تو ہوا ہوئی جبتک شہزادہ آدھا پتھر تھا تو ملکہ اور انجمن آرا اپنے اپنے خیمونسے گھبرا کر پکارتی
تھین جانعالم جواب دیتا تھا یہی آواز کا سہارا انکی زیست کا سبب تھا اب جو حلق پتھر ہو گئے وہ جرس قافلہ گم کردہ
راہ دشت غربت بے صدا ہو گیا وہان صبر کا ہاتھ سر سے جدا ہو گیا ہر چند دونون چلائین شہزادے نے مطلق جواب دیا بولا ہی

نہ گیا پھر ملکہ مہر نگار یا دل فگار سر پیٹ کر کہنے لگی میر حسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا۔ کہ جسکے عوض یوں ‌رُلانے لگا + مژدہ اے مرگ غریب الوطنی خوب حیلہ ہاتھ لگا تو بدنامی سے بچی ہنسے ناکامی مین جان دی چرخ ستم شعار نے رنگ لایا انجمن آرا بیچاری مصیبت کی ماری سب کا منھ حیرت سے تکتی تھی اور روتی تھی نہ بین کرتے تھے نہ غل مچایا جاتا تھا گھٹ گھٹ کر جان کھوتی تھی خواصین سر کھولکر کہتی تھین ہے ہے ہم اس جنگل ویران مین لٹ گئے وارث سے چھٹ گئے شعر تو وہ کریم ہے ناشاد کو جو شاد کرے + مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے + لوگو ہم کدھر جائین کیونکر اس بلا سے نجات پائین کوئی کہتی تھی شیطان کے کان بہرے خدانخواستہ اگر جان عالم کے دشمنون کا رونگٹا میلا ہوا شہزادیان خاک مین ملجائنگی غم جدائی سے جانین گنوائین گی ہم انکے مان باپ کو منھ کیا دکھائینگے اس وحشت ادبار مین سر ٹکرا کر مر جائینگے یہ جادو گرنی قربان کی تھی یونہی بے گور و کفن رکھے گی اور آتون محلدار جگر فگار سر سے چادرین پٹک مدینے کیطرف پکار پکار یہ کہتی تھین شعر تصدق اپنے نواسون کا یا رسول اللہ + کہو یہ حل کرین مشکل ہماری حضرت شاہ + ایکطرف مغلانیان غم کی ماریان دم گرم آہ سرد بھرتی تھین ایک سمت اصیلین جلیسین نجف کیطرف بال کھول کر التجا سے گریہ و بکا سے یہ عرض کرتی تھین شعر تمنے مدد کی نوح کی طوفان سے کشتی پار کی + یا مرتضیٰ مشکلکشا کیون دیر میری بار کی + کوئی کہتی تھی ہمارا لشکر اس بلا سے جو نکلیگا تو مشکلکشا کا کھڑا دونا دونگی کوئی بولی مین سہ ماہی کے روزے رکھونگی کونڈے بھرونگی صحنک کھلاؤنگی دودھ کے کوزے بچون کو پلاؤنگی کسی نے کہا مین اگر جیتی چھٹی جناب عباسؑ کی درگاہ جاؤنگی سقائے سکینہؑ کا علم چڑھاؤن گی چہل منبری کر کے نذر حسینؑ سبیل پلاؤنگی غرضکہ لشکر سے زیادہ خیمون مین تلاطم پڑا تھا صدائے حزین نالۂ ہر غمگین سے ہنگامۂ محشر بپا تھا اتفاقاً ایک شاگرد ملکہ کے باپ کا رشید فن سحر مین دیدہ شنیدہ اُس مرد بزرگ کی ملاقات کو بروے ہوا اُڑا جاتا تھا یہ نالہ بلند صدائے ہر دردمند اُسکے کان مین جو پہونچی زمین کا متوجہ ہوا دیکھا تو ایک لشکر عظیم بحال سقیم سحر کا مبتلا ہے شور و غل ہو رہا ہے جب قریب تر آیا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ انسان سے تا جانور سب آدھے پتھر ہین سمجھا کہ سحر شہپال مین خراب حال ہین لوگون سے پوچھا یہ ستم رسیدہ لشکر کس کا ہے کہان سے آیا ہے وہ ملکہ مہر نگار کے ملازم تھے اپنا حال سب نے بیان کیا جب اسے یہ امر معلوم ہوا کہ اُستاد زادی کی خانہ بربادی ہے در خیمہ ملکہ پر آیا سر پیٹا چلایا

ملکہ نے آواز پہچانی کہا بھائی اسوقت پردہ کہاں کا یہان اگر تم بالمشافہہ ہمارا عذاب اور حال خراب
دیکھو وہ اندر آیا ملکہ کو بھی اُسی عالم مین پایا ملکہ نے فرمایا عداوت ساحرہ سے ہمارا قافلہ تباہ ہی
وہ عرض کرنے لگا مجھے اُسکی ہمسری کی طاقت نہین اور وقفہ کم صبح سب کا رخانہ درہم برہم ہوجائیگا
بجز آپکے والد بزرگوار کے تشریف لائے یہ بلا ٹلتی نہین لو خدا حافظ و ناصر ہی یہ کہکر بحال خستہ و تباہ
لب پر نالہ و آہ اس تیز قدم سے چلا کہ ادھم صبا کی ڈپٹ ہر قدم پہ نثار تھی ٹھوکرونمین صرصر بیقرار تھی
پہر بھر مین وارد باغ ہوا گل سا چاک گریبان غنچے کیطرح خموش شبنم نمط اشک روان پیر مرد نے فرمایا
خیر ہی اُسنے شمہ گرفتاری جانعالم ملکہ کی بیقراری انجمن آرا کا الم لشکر کا حال ابتر کہکر عرض کی جلد چلیے
اگر شام تک نہ پہونچے وہان صبح ہی دم سحر ملک الموت کا بازار گرم ہوگا ارمان سب دل مین رہیگا کشتونکا
عالم بے والی وارث کہیگا کوئی گور و کفن نہ پائیگا خاتمہ بالخیر ہوجائیگا۔ پیر مرد نے آہ سرد بھر کر فرمایا
افسوس شہزادے کو سب کچھ سمجھایا تھا مگر عمل مین نہ لایا میر سوز ایک آفت سے تو مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی۔ اسی دم شاہین تیز پر سوار ہوا مغرب کی نماز لشکر مین داخل ہو کر پڑھی
پہلے جانعالم کے خیمے مین آیا حال دیکھکر سخت گھبرایا پھر انجمن آرا کی جاکر تسکین کی وہ رونے لگی
وہان سے ملکہ کے پاس آکے کہا تمھاری بدبختی نے ہماری وضع مین فرق ڈالا برسون کے بعد
باغ سے نکالا۔ ملکہ نے رو کر عرض کی یہ وقت تدبیر ہی نہ ہنگام تعزیر بعد رہائی اس آفت سماوی
کے جو چاہنا فرمانا القصہ مجبور و ناچار عارف باوقار شہزادے کے خیمے کے نزدیک دور تک
حصار کھینچکر بیٹھا یہ مرد بزرگ نیک صفات فن سحر کے سوا عامل اسم ذات کا تھا کچھ پڑھنے لگا کبھی
مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات کرتا کہ اے یاور زیر دستان و سر فرو کنندہ گردن کشان اس
بوڑھے کی شرم تیرے ہاتھ ہی قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا ہون اخیر وقت کا تو حافظ و نگہبان ہی
مجھپر جو مشکل ہی تیرے روبرو آسان ہی سفید داڑھی کو بدنامی کے وسمہ سے نہ رنگنا تیرہ بختی کا دھبہ
باین ریش سفید نہ لگانا شعر مشکل ز توجہ تو آسان + آسان ز تغافل تو مشکل + جبکہ سجادہ نشین چرخ اول
با مجمع مریدان کوکب حجرۂ مغرب مین روپوش ہوا اور ساحر فلک جادو پہ شوکت و با حشم طلسم مشرق سے نمودار با جوش و خروش
ہوا اور وہ عبادت گزار پیر جوان بخت شب زندہ دار وظائف صبح سے فرصت پاچکا تھا ایک دفعہ ابکا شیطان صفت
تا ایک عورت اژدہے پر سوار چشم خونخوار بعزم قتل جانعالم لشکر مین تنہا آئی پہلے ملکہ کے باپ پاس گئی آنکھین

لال لال طپش کمال اور بہ آواز کرخت پکاری اے پیر مرد سست تدبیر تیری اجل بھی دامنگیر ہو کر
کشان کشان اس دشت جانستان مین لائی ہی مجھے شرم آتی ہی کہ تو پیر نود سالہ ہو چکا ہی بے مارے مر رہا
ہی تیرے قتل مین بدنامی مچھٹ فائدہ کیا ہی جدھر سے آیا ہی سیدھا چلا جا مین بیک نگاہ کج نشان لشکر
اس صفحۂ زمین سے مثل حرف غلط کار دسحر سے مٹائے دیتی ہون مرد بزرگ نے آشفتہ ہو کر فرمایا اے
ننگ فرقۂ بنی آدم مردود عالم تجھے جوش شہوت و ولولۂ مباشرت نے آمادہ قتل ہزارہا بندۂ اللہ بیجرم
و بیگناہ کیا مین مرگ عزیزان دیکھون مرنے سے ڈرون بقول تیرے آج نہ موا کل مرجاؤنگا جیتے جی
خلق کو کیا منہ دکھاؤنگا ہمچشمون سے ناحق آنکھ چھپانی پڑیگی تو بدبخت مجھ سے کیا لڑیگی یہ سنکر وہ فاحشہ
جھلا آستین چڑھا سحر کی نیرنگیان دکھانے لگی انکی بھی دعائی تاثیر سپر بنکے اسکا سحر اسیر ڈھال زنگ مٹانے
لگی صبح سے پہر دن باقی رہا کوئی دقیقہ طرفین سے باقی نہ رہا طول اس مقام کا بیجا تھا اسی کلمہ پر تمام کیا
کہ جب وہ عاجز ہوئی تب سحر کی طاقت سے شیرنی کی صورت بنائی پیر مرد بھی اسد اللہ الغالب کو یاد کر دو
مہیب شیر ببر بنا اور اسطرح للکار کر گونجا کہ جنگل کے چارپائے نعرے کے خوف سے دریا مین گھسے

تصویر ایک شیر ببر اور دوسری شیرنی کی باہم لڑنا اور شیر کا غالب آنا
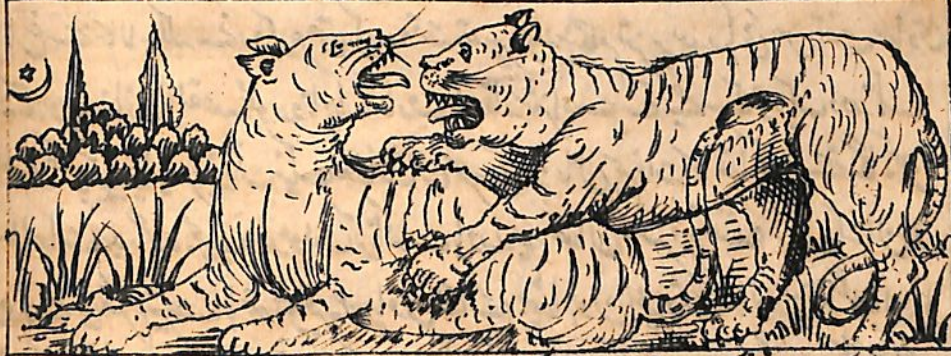
اور پانی کے جانور خشکی مین چھپتے پھرے کچھ دیر اس ہیئت مین لڑائی زور آزمائی رہی آخر کار
وہ روبہ خصال اُس نہر برنیستان شجاعت کی تاب نہ لائی گیدڑ بھبکی دکھائی اور عقاب بنکر اڑ چلی وہ شاہین
اوج دلیری سوچا کہ بے گرفتاری طائر مطلب یعنی اُس ڈھڈو کے لشکر جنجال سے نہ نکلے گا اسیطرح پھبکی
بھٹکی ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلے گی بلا سے کچھ ہوا سے پھنسا و زور مین کم پایا تھا فوراً باز تیز پروانہ ہوا سن
سنانے سے چنگل آہنی مین اُسے دبوچا ایسا نوچا کہ اُس کی جان سنسنا گئی

بھاگتے وقت رجال الغیب سامنے تھا موت پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑی بہت تڑپی پنجۂ قضا سے
نہ چھوٹ سکی اسی کشمکش اینچا کھینچی مین مرغ روح اُسکا مجروح قفس تن سے اُڑ کر آشیانۂ جہنم مین
پہونچا غلغلۂ حشر و شور نشور اُس صحرا مین نزدیک و دور مچا ہر طرف سے دار و گیر کی صدا آئی آسمان
چکر مین آیا زمین تھرائی دشت تیرہ و مکدر ہوا آندھی چلی سحر کا کارخانہ اُڑ گیا ابتر ہوا قریب شام وہ
سیاہی موقوف ہوئی خورشید نے رُخ انور دکھایا اپنا بیگانہ نظر آیا جانعالم گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اہل لشکر
نے دہائی از سر نو زندگی پائی جانعالم خیمے سے نکل نادم و خجل پیر مرد کی خدمت مین حاضر ہوا سب نے
دیکھا دو رحصار مین ایک رنڈی اسّی نوّے برس کا سن ضعف کا زور شور بڑھاپے کی دن

قد کمان مرنے پر لبیس آنکھین تو وہ طوفان جسم کا ہر پٹھا در پے ژولیدگی گھنی ہوئی رگین صاف
نظر آتی تھین ہڈیان پسلیان بوسیدہ جلد کے باہر سے گنی جاتی تھین درج دہان بے در دندان
حقۂ خالی کیطرح وا واڑھ دانت کے نام سے مُنھ مین خاک نہین بھاڑ سا کھُلا نیلے نیلے مسوڑے
سڑے تالو لوہے کا توا جیب جھلسی چھالے پڑے بایان ہاتھ ساکھو کا ڈالا اور دہنا برگد کا ٹھنا
قد کا ڈول نرالا عوج بن عنق کی خالا ٹانگ ہر ایک تاڑ سے بڑی کھڑی ہو تو سقف بیستون
کی آڑ داڑ ہو گنبد چرخ کی باڑ ہو پھیلائے پڑی تھی گویا پتھورا کے محل کی کڑی تھی سینہ پُر کینہ تنگ
چھاتیون کے تکے تکے کیطرح سیدھے لٹکتے پیٹ کے لپیٹ کی انتہا نہین پیٹ خاک گور کبھی بھرا
نہین دل پہاڑ کی سل سے سخت تر گردہ توپ کا ہمسر ہڈی سے گوشت گوشت سے کھال جُدا نسل
فرہاد کش بڑھیا چہرہ کا یہ رنگ کہ سلہٹ کے سیر اُسکے روبرو مُنھ سفید ہو جائے شب فرقت کی سیاہی مین

کالی بلا سی نظر آئی کو بڑکا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے بیجا ہی لڑکون کو کاٹ نہ کھائے ماتھے پر
سیندور کا ٹیکا دور سے نظر پڑتا اور سفید چونڈا چنور کیطرح لٹکتا سیاہی کا دھبہ بجز تیرہ بختی کہین نہ دیکھا
ایسے سر کی مانگ مین بھی مانگ جانچ سیندور بھرا بالونمین ناریل کا تیل پھٹے پھٹے دیدہ دشمن ندیدہ دن
کیطرح کاجل کی تین تین ریل گہنے کے عوض سانپ بچھو لپٹے کھوپڑی اور ہڈیون کے ہار گلے مین پڑے
سحر کا سنگار کیے پشت بہ بہشت روی بخس سوے جہنم چیت پڑی تھی شہزادہ پیر مرد کو ساتھ لیکے محلسرا
کے خیمے مین آیا شہزادیون نے جان پائی جلیسون کے منہ پر رونق آئی خواصون نے شکر جناب باری
کیا ماماصیلون نے پیر مرد کے قدم پہ گر کر عرض کیا مصرعہ اے آمدنت باعث آبادی ما + اُس بزرگ
نے فرمایا ابھی اس معرکے سے نجات نہین ہوئی آفت عظیم کا سامنا باقی ہی جانعالم نے پوچھا قبلہ وہ
کیا ہی اُسنے فرمایا اُسکا باپ شہنشاہ جادو ان ہی کوئی دم مین ضرور آئیگا بکھیڑا مچائیگا ملکہ مہر نگار مضطر
ہوئی پیر مرد نے فرمایا اللہ یار ہی وہ کیا نابکار ہی مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست
یہ کہکے دو ماش چپ و راست پھینکے دو جانور نئی صورت کے پیدا ہوئے ہرن کے چہرے طاؤس
کے دھڑ یاقوت کے سینگ الماس کی آنکھین زمرد کے پر اور دو ٹھیکریون پر کچھ لکھ کے اُنکے سامنے
رکھا وہ ہر ایک چونچ مین اُٹھا اُڑ گیا وہ رات بھی بیم و ہراس مین گذری جس وقت ساحرہ شب بیدار
عالم صبح کی آمد کے دبدبے سے بھاگا ہوا تند چلی برق چمکی رعد کی آواز ہوئی اہل لشکر ڈر گئے مثل مشہور
ہی مار گزیدہ از ریسمان بپیچد و می ترسد پیر مرد کے گرد جمع ہوے کہ ایک سمت سے غول کے غول غٹ کے غٹ
جادوگرونکے جھٹ پٹ باز جرے باشے بھجنگے پرند کے دھڑنگے سوار قطار قطار آئے میدان مین مرشد
کامل نے اُنکا برا چاہا دوسری جانب سے جادوگرنیان طاؤس اور ناگون پر سوار آتشبازی کے
حقے اُڑاتی ناریل اچھالتی الکاے چھرٹے بادلے کی جھنڈیان کھلی ہوا سے اُڑتی ہوئین آپسمین چھیڑ
چھاڑ سحر آزمائیان ہاتھونکی صفائیان ہوتی لڑائی کے عزم پہ ہیر پھیر کرتی موجود ہوئین اُسی پرے کے
مقابل ٹھہرین اُنھین دیکھ کے جانعالم کا جی گُلبلایا فوج کے سردارون کو بُلایا اور فرمایا کہ آج دغدغہ کا
ہی مگر یہ جلسہ اور معرکہ دیکھنے کے قابل ہے زندگی ہی تو ایسا روز کبھی کاہے کو نظر سے گذرے گا
وگرنہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہماری فوج بھی چمک دمک سے صف آرا ہوا اسباب بنا سب
نکالو یہ خبر سُن کے بیلے بیلدار نکلے پست و بلند زمین ہموار کر کنکر پتھر چنکر جھاڑی جھنڈ

کاٹ ڈالی جھاڑی ہوئی زمین صاف برابر نکالی پلٹنوں کی خاطر مورچے درست کیے توپون
کیلیے دمدمے باندھے جھانکی لگائی کہین سرنگ کا پوشیدہ رنگ جمایا باروت کو بچھایا میدان جنگی
بنایا پھر سقے آبپاشی کر گئے توپخانے والے باگون مین پانی بھر گئے فوج کی آمد ہوئی صف کارزار
آراستہ ہونے لگی راست وچپ پانچ پانچ سو ہاتھی مست بڑے سونڈون مین چڑھے ایک ایک
پہلوان قوی ہیکل زرہ پوش گرز گران بردوش اُنپر سوار پھر پلٹنین اور توپخانہ آیا قرینے سے جمایا
گیا توپ فلک شکوہ سوبج جھنکار اور نانک متی کی پتے کی گردون گردان پر چوٹ کرنیوالی ارد
کو ہوٹ کوسون کی چوٹ کی اور وہ غبّارہ جسکا گولہ قصر چرخ مین آتا ہے پھر سوارون کے پرے
مین میمنہ ومیسرہ قلب وجناح ساقہ وکمینگاہ درست کر دیا آگے ہراول پیچھے سوارونکے پیدل نوجوان
کے دل نقیب چارسو سے نکلے کلے سے کلہ کنوتی سے کنوتی پٹھے سے پٹھا دُم سے دُم سُم سے سم ملا دیا
نشان بردارون نے علم سبز وسرخ درفشان کو جلوہ دیا سر بسر علم ماہی پرچم کی چمک چشم دلاوران مین
بادۂ جرأت کا کام کر گئی نامردون کو ہول ہوئی بھاگنے کی فکر پڑی پیٹ مین کھلبلی مچی کتنون کی چلتے
چلتے گانڑ چلی دریا کے فوج ظفر موج موج زن تھا حشر کا میدان رن تھا غش کوس حربی صدائے
نقارخانہ جنگی چرخ پر بجھ شور تک زیر زمین گاوثری کو پہونچی اور صدمہ دمامہ تند مہیب آواز
دہل گوش فریب سے کرۂ ارض وسما دہل گیا اور قرنائے چینی نے غریوے صور کی ہمدمی کا دم
بھرا اِذا زُلزِلَتِ الاَرضُ زِلزَالَہَا کا وقت قریب آیا جانعالم بھی بصد حشم اسپ بری پیکر پر
جلوہ گر ہوا چتر زرنگار بالائے سر تاج شہریاری کج رکھکر شمشیر برق دم زیب کمر فولادی سپر پشت
پر بائین ہاتھ مین مرکب کی عنان دہنے مین نیزہ اژدہا پیکر دو زبان فتح و نصرت جلو مین اقبال
یاور تک و دو مین ہمت و غیرت دست بستہ ہمجرات زیر قدم فردوس زمین مین کمان کیانی
چہرے پر رعب و جلال کشورستانی سمند صبادم کو گرم عنان کر کے پرے کے برابر باگ لی چاؤش
پکار خبردار باش للکارا مریخ سا خنجر گذار بالائے چرخ الامان پکارا کر کیتون نے کڑکا شروع
کیا نقیبون نے نہیب دی دلاورو آج عرصۂ جنگ جگہ نام و ننگ کی ہے دنیا مین زندگی چار
دن ہے لڑنے بھڑنے کا نوجوانو یہی سن ہے کسی کو بقا بجز ذات خدا نہین ہمیشہ دنیا مین کوئی ہا نہین
شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا + اس صدا سے

جو سدا کے بہادر صاحب جرأت تھے اُنکا دریائے شجاعت سینے مین موجزن ہوا مونچھین کھڑی
آنکھین سرخ چہرے بشاش ہو گئے بسان شیر دلیر قبضہ ہائے شمشیر دیکھنے لگے اور چست و چالاک
ہو کر مستعد کارزار ہوئے جانفشانی کو تیار ہوئے ہر دم باہم یہ اختلاط تھا دیکھین آج تلوار کس کی
خوب کاٹتی ہے کس کس کا لہو چاٹتی ہے پہلے نیزہ کسکا سینۂ عدو پر چلتا ہے نیزے کی تان پر کون چھاتی
تانتا ہے لوہا کون مانتا ہے کسکے تیر کے نشانے سے خون کا فوارہ اُچھلتا ہے آب پیکان دشمن کے حلق مین
کون اُتارتا ہے سر پیکان کسکا طالب سوفار سرخرو ہوتا ہے کسکو کون للکار کر ڈانٹ کر مارتا ہے دوا کو کون
پکارتا ہے عرصۂ کارزار مین حق نمک شاہزادہ ادا کیجیے دشمنون کا لہو پیجیے جب بگڑے تو وہ کام نے جس سے
رستم کی گور تھرائے سام نریمان کا رنگ فق ہو جائے کوہ کو پر کاہ کی طرح اُکھاڑ لے دیو اگر سامنے
آ جائے تو پچھاڑ لے رئیس قدردان سرمیدان سرگرم نظارہ ہے دیکھیے کون کام کا ہے کون ناکارہ
ہم کسکے ہاتھ کھیت رہتا ہے کون کون کھیت رہتا ہے من چلا پن کر لو زر سرخ و سفید سے پیسون بھر لو
آج ہی تو آن بان ہے یہی گو یہی میدان ہے دہل گندہ نکلا لاحول ولا یہ ڈھول ہوا کہ ہول سے
چہرے زرد لب پر آہ سرد مُنھ پہ ہوائیان اُڑتی تھین ہر بار بھاگنے کو باگین مڑتی تھین کھڑے ہوئے
اپنے مُنھ نوچتے تھے پیٹ پکڑے پھرتے تھے دست سردست چلے آتے تھے ڈر کے مارے بے مارے
موئے جاتے تھے کوئی کہتا تھا میان جان ہے تو جہان ہے نوکری نہ ملیگی بھیک مانگ کھائین گے
جائین کہان پائین گے حرمت گئی تو گئی جان تو رہے گی لہو کی ندی تو بدن سے نہ بہے گی یہی نا
کوئی نام دکھیگا آبرو جائیگی جی تو رہیگا یہان کی بگڑی اور کہین بنالین گے تیر تلوار کی گولی بچا کر
گالیان کھالین گے لڑنیکو سپاہیون نے کمرین باندھی ہین کوسنے کو ہم موجود ہین کوسون بھاگنے
کو آندھی ہین جونکین لگانے مین ہمارے مان باپ بھنگ پلاتے تھے معجون کھلاتے تھے کسی کی
فصد کھلی دیکھکر ہمین غش آتے تھے ہم تو دوست ہو یا دشمن دونون کی خیر مانگنے والے ہین سب سے
پہلے معرکے سے بھاگنے والے ہین ہمیشہ گالی گلوج کو خانہ جنگی ڈھول دھپے کو میدان داری سمجھے
لڑائی بھڑائی سے کبھی بھڑ کے نہ نکلے تمام عمر بدن مین سوئی نہ گڑنے دی گالیان کھا کھا کے زندگی
بسر کی بے غیرتی کا بھلا ہو جسنے آجتک جان سلامت رکھی اس پر بھی قسمت نے یہ دن دکھایا خدا نے
ہمین ہیجڑا کیون نہ بنایا فوج مین اسطرح کی کھلبل ہل چل مچی تھی اُدھر انجمن آرا اور ملکہ مہرنگار نے

ایک اونچا ٹیکرا تجویز کر خیمہ بپا کیا چلمن چھوڑ آپ بیٹھین سیر دیکھنے لگین اس عرصے مین لشکر غنیم کی آمد ہوئی یعنی شہپال جادوگر نو لاکھ ساحر ہمراہ رکاب شکست انتساب لیکر تخت پر سوار چالیس اژدر خونخوار تخت اٹھائے بڑے کرّوفر سے آیا فوج بے قیاس وہ خدا ناشناس لایا اور سامنے جوانان تہمتن گردان صف شکن کے اپنا پرا جمایا پھر علم کالے آگے نکالے اور پرچم سیاہ ہمصورت بخت اُس گمراہ کے کھلے دف دف دونے وجھانجھ بجنے لگے اُدھر کوس وکور گرجنے لگے وزیر اسکا پیام پیرمرد کے پاس لایا دست ادب باندھکر عرض کی ایلچی کو زوال نہین زیادہ گوئی کی مجال نہین شہپال نے فرمایا ہی تمھارا جینا مرنا برابر ہی کہ گرم و سرد زمانہ دیکھکر عمر طبعی کو پہونچے مگر ان نوجوانون پر رحم نہ کیا انکے خون کا حساب اپنی اعمال کی کتاب پر لکھوایا بوجھ اپنے ذمہ لیا پیرمرد نے جواب دیا ارے اُس اجل رسیدہ پیر نابالغ سے کہنا طرفین سے جسکا خون زمین پر گریگا اُسکا مظلمہ مواخذہ تیری بیٹی جو فاحشہ تھی اُسکی گردن پہ ہوگا ہم سمجھے تھے وہی ننگ خاندان تھی لیکن اب معلوم ہوا ایسون کے ویسے ہی ہوتے ہین تجھے سفید داڑھی کی شرم نہ آئی کہ وہ مری تیرا کلنک کا ٹیکا مٹا تو تو اُس سے بھی زیادہ بے حیا سیہ قلب نکلا یہ مقام رزم ہی جائے نیزہ و شمشیر یا بزم ہی جو محل تقریر ہو گفتگو بیفائدہ ہی لاطائل باتون سے کیا حاصل جو منظور ہے بسم اللہ اسمین دیر نہ کر دیکھین آج کسکے حصے مین تخت و تاج ہوتا ہی اور گور و کفن کو کون محتاج ہوتا ہی وزیر محجوب پھرا شہپال سے سب حال کہا پھر تو وہ کافر غدار گبر نا ہنجار مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہو شعلۂ غضب سے وہ ناری جل گیا چہرے کا رنگ گرگٹ کیطرح بدل گیا پہلے تو آپ حقۂ آتشی پیرمرد پر مارا پھر لشکر کے سردارون کو للکارا دوپہر تک عجیب و غریب سحر سازی ہنگامہ پردازی جادوگر اور جادوگرنیون کی لڑائی رہی کہ دیکھی نہ سنی کسی نے کسی کو جلایا کسی نے بجھایا کسی سنگدل نے پتھر برسائے سب کچھ سحر کے نیرنگ دکھائے آخر کار جب جادوگری ختم ہوئی لڑائی کی نوبت بگرز و شمشیر و نیزہ و تیر آئی پھر تو شہزادہ جانعالم کی بن آئی باگ اُٹھائی فوج جرار غازیان نامدار خبردار ہوئے سپاہ مانند ابر چار سمت گھر آئی برق شمشیر چمکی پہلوانون کے نعرے نے رعد کا کام کیا خوب لوہا برسا یہ سب تازہ دم وہ دوپہر کے تھکے مثل سیکڑون ٹاپون مین کچلگئے گھوڑون کی جھپٹ لین کھندل گئے شمشیر صاعقہ تمثال جانعالم کا یہ حال تھا جسکے سر پر پڑی سر اُس خودسر کا کاٹا حلق مین قطرۂ سیماب کی طرح اتر سینہ

بر کلینہ کا لہو چاٹتا وہی سر جو پناہ خود مین تھا پلک جھپکی تو گود مین تھا پھر گھوڑے کے تنگ سے چُست
گذر زخم کشادہ کر خانۂ زین سے زمین مین قرار لیا سر بالین اُسکی قضا کو روتے دیکھا اُسے خواب
مرگ مین پاؤن پھیلائے سوتے دیکھا جسپر لپک کر ایک وار کیا دو کیا دو کو چار کیا حواس خمسہ
کسی کے درست نہ تھے ششدر ہو گئے ساتون زمین کے طبقے تھرائے آسمان کو چکر ہوا مردے
قبرون سے چونک کر باہر نکل آئے جو لپکا اُسے مار لیا بھاگتے کا پیچھا نہ کیا گھڑی بھر مین خون کا
دریا بہہ گیا لاشون کا انبار رہ گیا کاسۂ سر حباب دریا کیطرح بہتے نظر آتے تھے موج خون مین دھر
دھر اودھر غوطے کھاتے تھے دشمنون کی کشتی زیست طوفانی تھی آب تیغ کی طغیانی تھی فوج عدو
کا زندگی سے دل سیر اور اُچاٹ تھا لہو لہان ہر تلوار کا گھاٹ تھا کوسون تک لاشے پڑے تھے یہ پاٹ تھا
آخرکار فوج کو شکست ہوئی شہپال مارا گیا سر اُس خودسر کا مثل خیار تر اُتار لیا سپاہ باقی ماندہ اُس تیرہ بخت
نگونسار کی فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی پھر تو غازیان فتح نصیب اور جادوگران مہیب لوٹ پر
ٹوٹ پڑے سب کچھ لوٹا ساز و سامان اُنکا ذرا نہ چھوٹا ادھر نشان کھلے شادیانے بجے وہ سب

تصویر معرکہ لڑائی شہپال کا مارا جانا اور تصویرین جادوگرون کی ہیبتناک

جادو پھراتے ماتم کرتے گریبان چاک سر وروآغشتہ بخاک دم بسر دبھرتے جنکا منھ جدھر اُٹھا بھاگ
نکلے میدان کشتون سے اٹ گیا دشت لاشون سے پٹ گیا آجتک طعمۂ زاغ وزغن اُسی بن سے
ہر صحرائی درندون کے خوب پیٹ بھرے بلکہ جانورون کی دعوتون کو گوشت کے مجھے قیمے کیے
اُٹھا گئے بہت ہیضہ کر کر مرے وہ سرزمین قلعہ خزانہ جانعالم کے قبضے مین آیا بڑی جستجو سے
وہ لوح اور نقش پایا پیر مرد رخصت ہوا اور جتنے مدارج پند و نصیحت تھے مگر سمجھائے راہ کا خطرہ
مصیبت سفر ہر منزل و مقام کا نفع و ضرر کہکر کہا میری جان اب ایسی حرکت سامان نہ کرنا جو پھر کوئی
روز سیاہ دشمنونکے سامنے آئے دوستونسے دیکھا نجائے ہمسے باغ چھڑائے لو اب اللہ حافظ و ناصر ہے بول اسکا نگہبان اللہ نگار و یاور رہی

نزول موکب شوکت و جلال بعد فتح جادو شہپال ساحل دریاے شور پر جہاز کا آنا شہزادے کی طبیعت کا لہرانا پھر سوار ہونا اور جہاز کی تباہی باہم کی جدائی انجمن آرا کی بے سر و پائی جوگی کی ملاقات

آشنایان بحر تقریر و غواصان محیط تحریر شناوران شط اُلفت غریق لجۂ محبت
نے گوہر آبدار سخن کو سلک گفتار مین منسلک کرکے زیب گوش سامعین ذیہوش اسطرح کیا ہی کہ بعد فتح
جنگ جادو شہپال اور ہاتھ آنے خزانہ مالامال کے دو مہینے تک عساکر نصرت اثر شب و روز اُس
دشت مین جلوہ افروز رہا جب پیر مرد باغ کو تشریف فرما ہوا جانعالم نے کوچ کیا چند مدت کے بعد
ایک روز خیمہ لب دریاے شور ہوا شہزادہ معشوقان سے باہم تماشاے بحر زخار و نظارۂ امواج بیدار اور سیر
دریاے ناپید اکنار کی پانی کا زور ہوا سے دریاے شور کا شور کیفیت تلطمہ و گرداب دیکھتا تھا نظم آب کیا
کہ بحر تھا زخار + تند و امواج و تیرہ و تہ دار + موج کا ہر کنایہ طوفان پر + مالے چشمک حباب عمان پر + گذرا اوج
جب نہ تب دیکھا + ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا + ناگاہ ایک جہاز پر تکلف بانقش و نگار بسیار ہویدا
نمودار ہوا شہزادہ سمجھا کوئی سوداگر کہین جاتا ہی جب قریب آیا جہاز کو لنگر کیا اور ناخدا در دولت
پر شرف اندوز ہو کر عرض کرنے لگے ہم لوگ ملاح ہین یہان جو شاہ و شہریار رونق افروز ہوتا ہی
ہم اُسے دریا کی سیر و شکار بحری جانور آبی دکھلاتے ہین موافق قدر قسمت مین جو ہوتا ہی انعام پاتے ہین
یہ سنکر خواہش سیر دریا شہزادے کے سفینۂ ذہن مین موجزن و تلطمہ پیدا ہوئی ملکہ سے کہا چلتی ہو اُسنے عرض کی ہنوز گرداب
غم تلاطم اندوہ و الم سے ساحل فرحت و طرب کی ہمکناری میسر نہین ہوئی آپکو دل لہر آئی

نیا ڈھکوسلا سوجھا جان عالم نے کہا دریا کی سیر جی کو مسرور کرتی ہے خفقان دور کرتی ہے طبیعت بہلجاتی ہے کیفیت نظر آتی ہے تمنے سُنا نہین قول سعدی مصرعہ بدریا در منافع بیشمار ست دو چار گھڑی دل بہلا چلے آئینگے ملاح محرم دم نہ رہجائینگے ملکہ مہر نگار نے متردد ہو کر کہا یہ سب سچ ہے جو کچھ آپنے فرمایا خفقان کیسا تمھارے دشمنون کو نرا مالیخولیا ہے مین نے بارہا انجمن آرا سے کہا ہے سو یہ مرض لا دوا ہے پانی سے دونا ہوتا ہے اسکے سوا میرے دماغ مین بھی کیا خلل ہے میرا دوسرے مصرع پر عمل ہے سعدی اگر خواہی سلامت بر کنار ست + شہزادے نے کہا خیر ہم تو سڑی ہین تنہا جاینگے تم نہ چلو بیٹھی رہو آرام کرو جُدائی کی تاب محبت کے مبتلا کو کہان ہے اُلفت کا یہی بڑا امتحان ہے چار ناچار سُنیم ملکہ مہر نگار اُٹھی اور انجمن آرا مع چند خواص ہمراہ ہوئی جہاز پہ پہونچے بادبان کھنچے پالین چڑھین لنگر اُٹھا مہر نگار مضطرب وار یہ شعر پڑھنے لگی حافظ درین دریاے بے بالان درین طوفان موج افزا + دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا + لوگ مصروف تماشا ملکہ غریق بحر تفکر غوطہ زن گرداب تحیر تلطم اندوہ و الم کی آشنا بار بار انجمن آرا سے کہتی تھی خدا خیر کرے دشمن نہ ایسی سیر کرے بے طور موج الم سر سے گذرتی ہے خود بخود پانی دیکھکر جان ڈرتی ہے اللہ حافظ و نگہبان ہے سراسر سامان بد نظر آتے ہین کلیجہ خوف سے لرزان ہے القصہ چار گھڑی جہاز نے بامرادی کی سیر دکھائی پھر آفت آئی ناخدا چلایا ملاح ہراسان ہوئے شہزادے نے پوچھا کیا ہے عرض کی کہ طوفان عظیم الشان اُٹھا ہے ابھی فکر تھا کہ ہوا عالمگیر ہوئی جہاز تباہی پر آیا بادبان ٹوٹ گئے مستول گرا ملاحون کے چھکے چھوٹ گئے سنبھالنے کا مقدور نہین رہا

تصویر دریا مع جہاز اور دونون ملکہ کی مع خواصون کے اور جہاز کا ڈوبنا
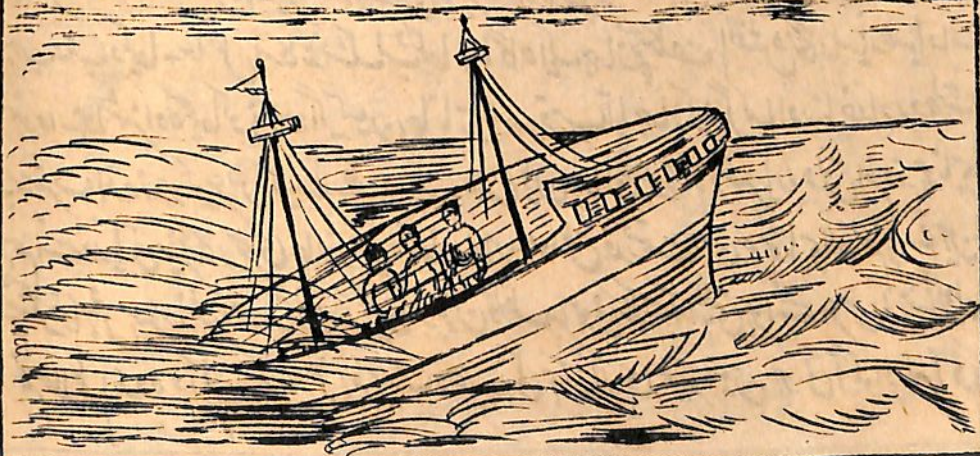
آخرش تلاطم آب صدمۂ پیچ وتاب موج سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا کسی کو کسی کی خبر نہ ملی کون ڈوب گیا کون جیتا رہا ایک سے دوسرا جدا ہوگیا جانعالم تختے کے سہارے سے ڈوبتا ترتا چار دن میں کنارے لگا جب تکان پانی کی موقوف ہوئی غش سے آنکھ کھلی دیکھا کنارے کیا ہوں بلکہ گور کنارے لگ رہا ہوں بڑی جد وکد سے اُترا آہستہ آہستہ بیٹھتا اُٹھتا ایکطرف چلا ایک بستی میں پہونچا وہان کے باشندے اُسکا چہرہ اور جمال اور یہ خراب حال دیکھکر بہت گھبرائے قریب آئے کوئی بولا یہ پریزاد ہے مثل سروِ آزاد ہے چمن حسن وخوبی کا شمشاد ہے کسی نے کہا ابھی تو دن ہے یہ از قسم جن ہے غرضکہ جن جن نے اُسے جو کہا تھا پاس آ کچھ خوف سا کھا اسطرح بولے اُستاد کون ہو کیا ہو سچ کہو جن ہو یا پری ہو تم جانعالم نے دم سرد دل اندوہگین سے بھر چشم تر کر اُن لوگوں سے کہا لا اعلم

حالے دارم چنانکہ دشمن خواہد — جانے دارم کہ فرقتِ تن خواہد
ناکامی خویش را اگر شرح دہم — دشمن بخدا زندگی من خواہد

ایہا الناس میں گم کردہ کاروان جرس کی طرح نالان ہوں دل گرفتہ نقش پائے یاران رفتہ ہوں جمع میں گرفتار ہوں بچھڑوں کا طالب دیدار ہوں غریب دیار بیتاب دانہ نصیب ہوا نہ آب مفارقت یاران چند سے خستہ وخراب حیران ہوش وحواس یک لخت زائل ضعف مترادف ناطاقتی حائل یارونکی صورت نظر آئی نہیں مژہ دیدار طلب میں بینائی نہیں نہ تاب رفتار نہ طاقت گفتار مؤلف

بسانِ نقش پا بیٹھے جہان وان سے نہ پھر کے — ٹھکانا پوچھتے ہو کیا بھلا ہم بے ٹھکانوں کا
بیادِ دوستان ہر دن مجھے ہچکی لگ آتی ہے — کہیں مذکور جب ہوتا ہے کچھ گذرے فسانوں کا
علم سے آہ کے ثابت ہوئی غم کی ظفر ہم کو — کہ باعث فتح کا ہوتا ہے کھلجانا نشانوں کا
چھڑائے جبر سے پیر فلک نے دوست سب میرے — مٹے گا داغ کب دل سے مرے اُن نوجوانوں کا
شرر منہ سے نکلتے ہیں سرِ دل حزیں ہر دم — جلا دیوان ہو کیونکر جمع ہم آتش بیانوں کا

اس حکایت جانسوز شکایت چرخ بیمہر غم اندوز سے سب رونے لگے کہا یہ شاہزادہ عالی تبار ہے الا دل از دست دادہ محبوبوں سے دور فتادہ اس سبب سے دل فگار ہے منت سماجت سے مکان پر لے گئے ہاتھ منہ دھلوا کھانا پانی حاضر کیا جانعالم آب طعام دیکھکر رو دیا یہ کہا اُستاد

ہو خاک بھوک کی اُس فاقہ مست کو [illegible] — جو اپنا خون جگر روز ناشتا سمجھے

خدا جانے میرے بچھڑونکا کیا حال ہوا کسی کو دانہ پانی میسر آیا یا کچھ نہین پایا مین بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا مر جاؤنگا وہ بولے حضرت سلامت کھانے پانی سے انکار نادانی ہے اسی سے بشر کی زندگانی ہے جو جیتے ہو تو کسی روز بچھڑے ملجاؤ گے وگرنہ غربت کے مرجانین گور و کفن بھی نہ پاؤ گے ناچار سب کے سمجھانے سے دو ایک نوالے بجبر حلق سے اُتارے پانی پیا ہاتھ پاؤن سنسنائے پیہم غش آئے جب طبیعت ٹھہری سب حال پُر ملال جہان کی تھا انجمن ہمراہ کی جدائی اپنا ڈوبتے اُچھلتے وہانتک آنا اور اُنکا پتا نہ پایا بیان کر کے بقول مرزا حسین بیگ فدا یہ کہا

ہمرہان رفتند و ما ماندیم و دزدان در کمین
خانۂ ملاح در چین است و کشتی در فرنگ

سب تاسف کرنے لگے ایک شخص نے کہا یہان سے دو منزل ایک پہاڑ ہے کوہ مطلب بر آ نام ہے اُسپر جوگی کا مقام ہے مرد باکمال شیرین مقال ہزارون کوس سے حاجتمند اُنکے پاس جاتے ہین سب کے مطلب بر آتے ہین بسکہ اُسپر عنایت باری ہے چشمۂ فیض اُس سے جاری ہے مشہور ہے کہ آجتک کوئی شخص محروم ناکام اُس مقام سے نہین پھرا یہ مژدہ سُنکر چہرے پر بشاشت چھا گئی گئی ہوئی جان اُسی آن بدن مین آگئی گھبرا کر یہ شعر پڑھا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اُسیدم چلنے کا عزم کیا وہ لوگ مانع ہوئے کہا ابھی جانیکی طاقت آپ مین آئی نہین پاؤن مین راہ چلنے کی تاب و توانائی نہین دو چار روز یہان آرام کرو قوت آجائے تو مختار ہو غرضکہ جانعالم نے ان لوگون کے سمجھانے سے وہان مقام کیا عجب پریشانی مین صبح کو شام کیا گرد وہ سب حلقہ زن یہ بہ اندوہ و قلق گرفتار رنج و محن کبھی تو مخزون چپ رہتا گاہ مثل مجنون خود بکنے لگتا اور جب حواس خمسہ درست ہوتے یہ خمسہ پڑھتا

ہر سو خبر الفت کی کیا آپ سے پہونچائی
آگے بھی مرے لب پر فریاد کبھی آئی
کیون مجھ سے بگڑتا ہے او کافر ترسائی
تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی
چون کار بجان آمد زین پیش من و رسوائی

کاہے مرے لب پر ہو فریاد گہے افغان
بیٹھا ہے غم دوری سے مین سخت ہون بنالان
یہ جائے ترحم ہے کر رحم ذرا جانان
در زاویۂ الفت دور از تو چو مہجوران
تنہا منم و آہے آہ از غم تنہائی

ہے دن کو تو یہ عالم ظالم ترے مجنون پر
ہین گرد کھڑے لڑکے جھولی مین بھرے پتھر
سونے کی کسے فرصت لے یار اسے باور کر
شبہا منم و اشک و زخون ہمہ بالین تر

عشق این ہنرم فرمود ار عیب نفرمائی

اعضا شکنی گاسہے گہ درد جگر دیکھو — رومال بھگوتا ہون لاکھون ہی کبھی رو رو
گردن زدنی ہون مین شکوہ کرون تیرا گو — صد رنج ہمی بینم اے راحت جان از تو

از دیدہ توان دیدن چیزیکہ تو بنمائی

تھا تاب و تحمل مین یکتا جگر خسرو — آگے تو نہ بہتے تھے سلک گہر خسرو
تم اٹھو تو از نشس لو چلکر خبر خسرو — بس درکہ ہمی ریزد از چشم تر خسرو

گز دست بردن رفتہ سر رشتۂ دانائی

وہ رات کی رات بہزار عقوبات تڑپ تڑپ کر سحر کی نماز صبح کے بعد پہاڑ کی راہ لی چار دن مین ناچار وہ راہ طے کی پہاڑ پر پہونچا سنگ سفید کا پہاڑ بہت آبدار مانند ہمت جوان صاف باطن سربلند اور مثال طبع سخنوران فرح افزا و دلپسند درہائے فراخ کشادہ روشن جوش نباتات وریاحین و لالہ سے اور خروش مرغان خوش الحان سے رشک صد گلشن چشمہ ہائے سرد وشیرین جابجا فرہاد کی روح کا ٹھیکا ہر قسم کا میوہ دار درخت قدرت حق سے اُگا پھولا پھلا پتھر ہر ایک معدن لعل پرند چرند صاحب حسن وجمال یہ سیر دیکھتا چلا ایکطرف درخت گنجان گھنے بجنسہ ہزار بیدا اُدیون کے تے اور منڈھی کا گنبد گردان میون کا جواب بنا ترسول گڑا کھاردے کی جھنڈی پھر پھر اُڑتی کلمۂ شہادت بخط جلی لکھا جب اُسکے نزدیک آیا دور دور تک مکان صاف صحن شفاف پایا مٹھ کے روبرو درخت کے تلے چبوترے کے اوپر ایک جوگی سوا سو برس کا سن وسال مگر ہاتھا ٹھا گمال داڑھی ناف سے بڑی گرہ لگی جٹا ہر ایک راکھ سے بھری قدبوس ہو رہی پاؤن پر پڑی پلکین دیدہ حق بین کا اسرار چھپانیکو چشم حاسد سے گزند بچانیکو مونچھون سے ملین جسم مین موج دریا کیطرح جھریان پڑین کمر مین کردھنی موٹی سی مہین بان کی عجب آن بان کی کھاروے کا لنگوٹ ستر عورتو کی اوٹ گلے مین محمودی کی کفنی حقہ چوگانی منہ سے لگائے افیونی کی شکل بنائے شیر کی کھال بچھائے بھبوت رمائے دیدوادید سے بظاہر آنکھین بند مگر دیدۂ دل کھلا خوشی پسند دل بولتا سوتا نہ جاگتا آسن مارے دنیا سے کنارے میٹھا بیٹ پیٹھ سے لگا تیر سا قد راست مثل کمان خمیدہ گویا چلہ کھینچ چکا ہے زنار آسا رگین عیان کھال سے ہڈیون کے جوڑ شمع فانوس نمط نمایان تسبیح سلیمانی ایمان کی نشانی ہاتھ مین ہر بجھو ہر بجھو تکیہ کلام بات بات مین قشقہ ٹیکا ماتھے پر ہندوون کا سا اور سجدے کا گھٹا بدر کامل کی صورت چمکتا زرد مٹی بدن مین ذکر حق دل و دہن مین کہین مصلے پر سجدہ

سجدہ گاہ رکھی کپڑے کی جانماز بچھی کسی جا پوتھی کھلی دھونی رمی دونون سے راہ رکھی عجب ڈھنگ

کا انسان خلاصہ یہ کہ نہ ہندو نہ مسلمان بقول مرزا سودا

کس کی ملت مین گنون آپ کو بتلانے شیخ	تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو

ایکطرف تکیے مین دو چار کیاریان بیلے چنبیلی کی بہار رنگ کاریان کہین مرشد و نکے ڈھیر گرد کی چھتری بزرگونکے مزاروں پر مولسری کے درخت سایہ دار قطار قطار درختونکی ٹہنیونمین پنجرے لٹکتے باہم بحث کرتے اونمین فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہ کوکلہ کے دم سناٹے کا عالم کہین مرگ چھالا بچھا شیر چوکی دیتا دھونی لگی لکڑ سلگتا کسی جا ببر کی کھال کا بستر آہوے صحرائی اوسپر بیٹھا اوداسا ہوا بنا ہمیتا ادھر ایک سمت بھوانی کا مٹھ تلسی کا پیڑ ہرا بھرا گرد چشمہ پانی کا بھرا جاے دلچسپ مکان عجب ادا رگل خود رو کی جا بجا بہار ایکطرف بھنڈارا جاری کڑھاو چڑھا موہن بھوگ بنتا کہین پلاو قلیے کی تیاری چھاند بٹ ہاتھا کچھ مہنت بالکے کچھ مرید حال قال کے کوئی چلے مین بیٹھا کوئی دنیا سے ہاتھ اوٹھائے کھڑا کسی کے خرقہ و تاج مین کوئی جوگن مین کہین کتھا ہوتی کوئی وعظ کہتا ایکطرف خنجری بجتی طنبورا چھڑا بھجن ہوتے ایک سمت حلقہ مراقبے کا بندھا نو حمد پڑھ رہے لوگ روتے عجیب وہ گرد مرشد غریب یہ مرید چیلے روز ایک دو کو مونڈتا تیسرے چوتھے دن عرس میلے حاصل کلام یہ کہ وہ عجیب جلسہ تھا کہ دیکھا نہ سنا تھا جامع نقیضین آرام وچین سے ٹھہرا اوسکے پانوں کی آہٹ جو پائی دم آگاہ دل روشنضمیر نے پلک ہاتھ سے اوٹھائی آنکھ طلائی دیے لال لال جیسے بے رعب جلال جانعالم کو بغور دیکھا اوسنے جھک کر مودب سلام کیا اوس خوش تقریر شیرین مقال نے کہا بھلا ہو بچا بڑی مصیبت فلک نے دکھائی جو یہ صورت یہان تک آئی آؤ بیٹھو

تصویر پہاڑ اور مٹھ اور بھنڈارا و جوگی مع ترسول وغیرہ اور جان عالم کی

گرو بھلا کرے مرشد کی دعا سے حق حاجت روا کیے ہم تمھارے امانت دار ہین سواری کھڑی ہے چلنے کو تیار
ہین جانعالم متعجب ہو رہا تھا اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے پاس جا بیٹھا جوگی اُٹھا چشمے مین نہایا گیروا
چادر پھینک سفید اوڑھ عطر لگا جانعالم کے نزدیک آیہ نکتہ زبان پر لایا بابا ایکدن ذوق و شوق کے عالم
مین ہمارے مرشد گرو نے تیرے حال سے خبر دی تھی کہ ایک شاہزادہ کا جہاز تباہ ہو جائیگا وہ بسراغ مطلب
یہان آئیگا اُسکا کام تجھ سے تیرا کام اُسکے سامنے پورا ہو جائیگا اس بات کے سننے سے شہزادے کو نہایت
مسرت ہوئی کہا جوگی جی تمھارے نام سے میری زندگی ہوئی وگرنہ دو چار دنمین گریبان صبر چاک ہوجاتا سر ٹپک کر
ہلاک ہو جاتا خوبصورتی کا بھی عجب مزا ہے جہان اسکا شیدا ہے عالم کو مرغوب ہے ہر مدارسب کا محبوب ہے
پیر فقیر غریب امیر سب کو عزیز ہے اسکا خواہشمند ہر باتمیز ہے جوگی سمجھانے لگا کہ یہ اضطراب بیجا ہے دیر آید درست
آید بابا دنیا کا یہ نقشہ ہے گاہ خوشی کبھی غم یہ دونون امر باہم ہین کبھی وصل کی شام کو دل کیسا بشاش ہوتا
ہے کبھی ہجر کی صبح کو کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے ایک شب لذت ہمکناری ہے ایک روز پہلو تہی گریہ وزاری ہے
کبھی شب وصل کیا کیا اختلاط ہوتے ہین گاہ فصل کے دن سر پیٹتے ہین روتے ہین آدمی جب رنج سے
گھبرائے اور غم مفارقت دوست جان ہونٹوں پر لائے دلکو یہ تسکین دیکر سمجھائے مصرعہ چنان نماید چنین
نیز ہم نخواہد ماند ع در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست مصحفی

زندگی ہے تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن		فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آئینگی دن

جو وصل مین راحت و آرام پاتا ہے وہی ہجر کے دُکھ قلق اُٹھاتا ہے تو نے اُن دونون بھائی جو توام پیدا
ہوئے تھے اُنکا قصہ سُنا نہین کہ پہلے اُنھون نے کیا کیا صعوبت اُٹھائی پھر ایک نے سلطنت پائی دوسرے
کے ہاتھ شہزادی آئی جانعالم نے کہا ارشاد ہو کیونکر ہے

قصہ برادران توام کا شکار کو جانا پھر شب کو اندھیرے مین دونون جانورونکا پھنس جانا اُنکا کھانا ایک نے سلطنت پائی دوسرے پر خرابی آئی پھر شہزادی پاکر بھائی سے ملا

جوگی نے کہا ایک شہر مین دو بھائی تھے توام پرورش یافتہ ناز و نعم روزگار پیشہ نیک اندیشہ سوائے
رشتہ برادر کے سررشتۂ دوستی باہم مستحکم تھا اگر دونون کی طبیعت متوجہ سیر و شکار رہتی مصروف سیاحی دیار
دیار تھی ایک روز شکار کھیلنے جنگل مین جاتے تھے ہرن سامنے آیا چھوٹے بھائی نے تیر لگایا
کاری نہ لگا ہرن کنوتیان اُٹھا بھاگا دونون نے تعاقب کیا تمام دن روان دوان

افغان وغیرا ان چلے گئے قریب شام بڑے بھائی نے جو تیر مارا ہرن ڈگمگا کر گرا یہ گھوڑون سے اُترے فریح کیا دن بھر کی دوڑ سے گھوڑے شل خود بھی مضمحل ہو گئے تھے تمام روز کے بے دانہ و آب بھوک پیاس سے بیتاب تھے لکڑیان چنکر پانی بہم پہونچایا کباب لگائے بخوبی تمام دونون نے کھائے مگر اُس روز جو کیفیت اور لذت خشک کباب مین پائی مرغ کی بریانی تر تر انی نے کبھی ایسی نہ دکھائی تھی پانی پیتے ہی سستی معلوم ہوئی رات بھی ہوگئی تھی لیکن شب ماہ پورنماشی کا چاند اللہ اللہ جنگل کی فضا سبزہ نورستہ جا بجا انھون نے کہا آج کی شب اس صحرا مین سحر کیجے چاندنی کی بہار صنعت پروردگار دیکھ لیجے پھر ولین سوچ کہ تنہائی کی چاندنی گور کے اندھیرے سے بدتر ہے سچ ہے جب باہر دبہ مین اور نور نظر مین نہ ہو اندھیر اجالا آنکھ مین برابر ہے شیخ ناسخ

دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی		ھا عقب کے طور سے پڑتی ہے مجبہر چاندنی

خیر یہ دونون ایک درخت سایہ دار چشمے کے قریب دیکھ شطرنجی چاندنی گو ہمراہ نہ تھی زین پوش چاندنی کے عوض بچھا چاندنی کی سیر کرنے لگے باگڈور سے گھوڑے اٹکا دیے چھوٹا بھائی بڑا ہی ذی شعور نکتہ سنج دوربین تھا بڑے بھائی نے کہا آج ہم تمھاری عقل کا امتحان کرتے ہین بتاؤ تو اسوقت ہمارے شہر کا ہمسے کتنا فاصلہ ہی اور سمت کونسی ہی دوسرے کباب کی لذت پانے کا مزا آج بہت ملا اسکا سبب کیا تھا اُسنے جواب دیا یہ باتین سہل ہین شہر ہمارا یہان سے سو کوس ہی اور دلیل یہ کہ بارہا تجربہ کیا ہی میرا گھوڑا تمام دن مین سو کوس اسی چال سے پہونچتا ہی اور سمت ستارون سے ثابت ہی کہ شمال ہی رہا کھانے پانی کا لطف خلاف وقت سے تھا الا انیا مقدمہ یہ سنیے یقین کامل ہی کہ صبح کو عنایت خالق اور مدد طالع سے وہ سامان مہیا ہو جو کدورت سابق دور ہو آیندہ آسایش رہے طبیعت مسرور ہو بڑے بھائی نے اسکی وجہ پوچھی اُسنے کہا آج سو کوس کی مسافت بصد آفت طے کی بھوکے پیاسے رہے لیکن دل بشاش ہی وہ سُنکے چپ ہو رہا یہ قصہ رفت و گذشت پھر مشورہ ہوا کہ یہ ایک جنگل سنسان ہو کا مکان ہے یہان درندہ گزندہ سانپ بچھو شیر بھیڑیے کے سوا پرندہ درندہ نظر نہین آتا جو ہم تم دونون سو رہے خدا جانے کیا ہو تین پہر رات باقی ہے ڈیڑھ پہر ہم جاگین پھر تم ہوشیار ہو یہ صلاح پسند خاطر طرفین ہوئی

پہلے بڑے بھائی نے آرام کیا چھوٹے نے جاگنے کا سرانجام کیا تیر کمان ہاتھ مین اُٹھا ٹہلنے لگا جب زلف لیلیٰ شب کمر تک آئی اُسی درخت پر دو جانور آپس مین اپنی اپنی توصیف و تعریف زبان بے زبانی مین کرنے لگے اور یہ شخص بہت جانورون کی بولی سمجھتا تھا آواز پر کان لگائے ایک بولا میرے گوشت مین یہ تاثیر ہی جو کھائے ایک لعل تو پہلے دوپہر کے بعد اُگلے پھر ہر مہینے منھ سے نکلے دوسرا بولا جو شخص میرا گوشت کھائے اُسی روز بادشاہ ہو جائے وہ یہ باتین سمجھ دل مین نہایت خوش ہوا تیر و کمان تو موجود تھا الا اللہ کہہ کر بے تامل چلے سے جوڑ کر کھینچا

تصویر دونون بھائیون کی مع گھوڑون کے اور ہرن کے کباب پکانا اور درخت کے جانورون پر تیر لگانا
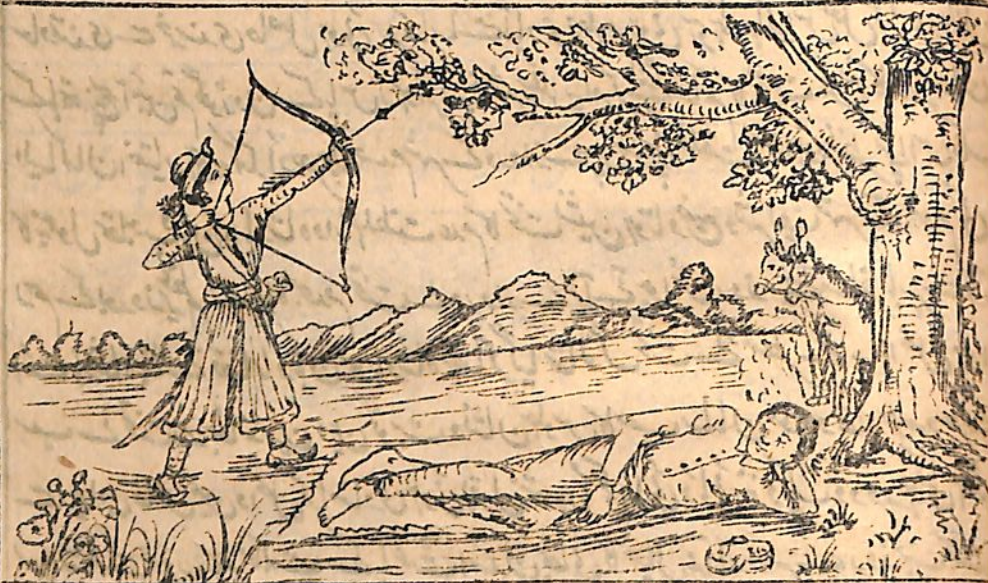
لب سوفار کان کے پاس آ بوعدۂ نشانہ سرگوشی کر کے روانہ ہوا قضا نے ہر چند انکے سر پر خبردار پکارا کمان کڑکڑا کر چلائی کہ وہ مارا رات کا تیر سراسری اٹکر لیس مگر مرگ جو در پے ہو گئی جان نہ بچی پیکان سے تا سوفار دو سار ہوا نہ مین پر چھد کر وہ دونون ایک تیر مین گر پڑے اسنے تکبیر کہکر ذبح کیا طائر روح اُنکا اُڑ گیا اون کی لکڑیان بچی سلگا کباب لگائے جس کے گوشت مین سلطنت کا دعوٰی سمجھا تھا اُسے خود کھایا دوسرا بھائی کے واسطے اُٹھا رکھا اور ایسا خوش ہوا کہ تمام شب آپ پاسبانی کی بڑے بھائی کو تکلیف نہ دی مگر معاملات قضا و قدر سے مجبور بشر ہے انسان کے

قبضۂ قدرت مین نفع ہے نہ ضرر ہی مصرعہ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ شعر

آنچہ نصیب است بہم مے رسد		ورنہ ستانی بستم مے رسد

جسوقت نازغ شب نے بیضہ ہاے انجم آشیانہ مغرب مین چھپائے اور صیادان سحرخیز دام بردوش آئے اور سیمرغ زرین جناح طلابال غیرت لعل قفس مشرق سے جلوہ افروز ہوا یعنی شب گذری روز ہوا بڑا بھائی اُٹھا چھوٹے نے وہ کباب پس ماندہ شب یعنی رات کے بچے ہوئے روبرو رکھے وہ نوش کر گیا اور کچھ حال نہ کہا دو گھڑی دن چڑھے جب لعل اوگلا تب سمجھا ہمنے بہت تدبیر کی مگر سلطنت بڑے بھائی کی قسمت مین تھی پھر وہ لعل بطریق نذر روبرو لایا اور رات کا فسانہ مفصل سب کہہ سنایا کہا اللہ کی عنایت سے جلد آپ کو سلطنت حصول ہو یہ نذر غلام کی قبول ہو اسکو اس کی سعادتمندی سے خرسندی حاصل ہوئی پھر کہا سامنے آبادی معلوم ہوتی ہی ہم جاکر اس لعل کو کسی دلال کے ہاتھ بیچ آئین تم گھوڑون کے پاس رہو اگر اپنے شہر چلکر یہ امر کرینگے حاکم کا خوف مانع کار ہی وہان ایسا کہان اختیار ہی یہ کہکر اُدھر چلا جسدم شہر کے دروازے پر پہونچا خلقت کا انبوہ نظر پڑا اس ملک کا یہ معمول تھا جب وہان کا بادشاہ دار سلطنت عدم کا تخت نشین ہوتا وضیع و شریف شہر کے سوم کی رسم کے بعد وزیر اعظم کے ہمراہ صبحدم تخت لے دروازے پر آتے جو اُس روز پہلے مسافر باہر سے آتا اُسے بادشاہ بناتے قضارا وہان کا بادشاہ قضا کر گیا تھا لوگ تخت لئے منتظر تھے یہ داخل ہوا سب نے تخت پر بٹھا نذرین دین نوبت و نشان جلوس کا سب سامان موجود تھا دھوم دھڑکے سے دیوان خاص مین داخل کیا منادی ہوئی بقول مشہور اُنکی رائی دُہائی نزدیک و دور ہو گئی اسکو سرور سلطنت اور حکام مملکت کے باعث اُسدن بھائی کا خیال نہ آیا دوسرے روز جب تخت پر رونق افروز ہوا بھائی یاد آیا فوراً جاسوس ہرکارے درخت کا پتہ بتا روانہ کیے کہا اس صورت کا جوان اور گھوڑے وہان ہین جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب دوپہر تک تمام جنگل کی خاک چھان حیران پریشان پھر آئے عرض کی تمام دشت مین پھر کر پاؤن توڑے نہ آدمی ملا نہ گھوڑے وہ کچھ رنجیدہ ہو سلطنت کے شغل مین مشغول ہوا بھائی بیچارے کو بھولے سے بھی کبھی یاد نہ کیا مگر وہ لعل جسے بیچنے کو لایا تھا جسکے بہانے مین تخت و تاج میسر آیا تھا فال مبارک اور بے نشان بھائی کی نشانی سمجھا ہر روز دربار مین لاتا اور ملازمون کو دکھاتا وہ سب بخاطر

شاہ تعریف کرتے اسکو خوشی حاصل ہوتی

نکو راس گرفتار پنجۂ اجل کا جانور کا اٹھا لے جانا کنوئین مین گرانا قافلے کا آنا پھر بلبت لعل شہزادی تک پہونچنا اور بہ حیلۂ ایلچی بھائی کی ملاقات

میادان طائر معانی ذہن رسی و دام داران بلبل خوش بیانی خانہ بدوش نے حال اس منتظر زیر درخت کا یہ لکھا ہے کہ ہنوز چشم محو انتظار بیرادر فراموش کار تھا نا گہان ایک جانور مہیب بہ شکل عجیب آیا اور پنجے مین داب کر اڑا گھوڑون نے ڈر سے باگ ڈور تڑا کر جنگل کا راستہ لیا کو دیکھے اللہ کی قدرت و دیکھئے بڑا بھائی سلطنت کا مالک ہوا چھوٹا بچارا موذی کے جنگل مین پھنسا واللہ اعلم بالصواب وہ جانور وہان سے کتنی دور اڑا آخر کار تھک کر ایک درخت کنوئین کی جگت پر تھا

اسیر جو بیٹھا یہ چھٹ کر کنوئین مین گرا جاہی

فغان زین چرخ دولابی کہ ہر روز		بجائے انگند ما بے دل افروز

تصویر جانور مہیب جو چھوٹے بھائی کو اڑا لے گیا اور وہ چھٹ کر چاہ مین گرا

الا رسن حیات مضبوط تھی نہ گر کر بیخ کی پہونچی نہ چوٹ چپیٹ گرنکی لگی میر حسن

کنوان وہ جو اندھا تھا روشن ہوا		جوان اسمین وہ سانپ کا من ہوا

وہ جانور تو اڑ گیا یہ بے پر کنوئین مین پڑا رہا اتفاقاً اسی روز ایک قافلہ گم گشتہ راہ وہان پہونچا آدمی پانی بھرنے کنوئین پر آئے یہ رسی کے سہارے سے باہر آئے جسنے اسکا جمال دیکھا یا شہزادہ غلام

کا شور برپا کیا دُنیا کے عجیب معاملے ہین شعر

روزے نگر کہ طوطی جانم سوئے لبش		بر بوئے پستہ آمد و بر شکر اوفتاد

جب لوگ حال پوچھنے لگے اُسنے جیسا موقع دیکھا ویسا بیان کیا غرضکہ میر قافلہ کی خدمت مین
رہنے لگا چندروز مین قافلہ منزل مقصد پر پہونچا اور مہینا بھی تمام ہوا جوان سنے دوسرا لعل اُگلا
رئیس قافلہ نے جو دیکھا تمام کمال بھولا با خود سوچا ایسی گران بہا شے کا سہل لے لینا مشکل
ہی مبادا فساد اُٹھے تدبیر شرط ہی جوان کو قید کرکے کوتوال پاس بھیجا کہا یہ میرا غلام ہی آج اسنے لعل چرایا
کچھ ایسا وسوسہ شیطانی دلمین آیا ہی نے آپکی خدمت مین بھیجا ہی اسے سزا ملے تا لوگ ڈرین عبرت سے ایسی
حرکت نہ کرین کوتوال نے قاضی سے مسئلہ پوچھا اُسنے ہاتھ کاٹنے کا فتوی دیا مگر اس شہر کا یہ دستور تھا جب
کسی شخص پر گناہ ثابت ہوتا تو مدعی اور مدعا علیہ بادشاہ کی بیٹی کے روبرو حاضر ہوتے اظہار حال کے بعد مرافعہ
ثانی مین جو اُسکی رائے معدلت پیرائے مین آمادہ ہوتا اسواسطے کہ بادشاہ مسن تھا بیٹی کے سوا اور کوئی تخت
سلطنت کا وارث نہ تھا اللہ رے اُسکے جمال کا جلوہ اور حسن کا غوغا پری کو ہزار جان سے اُسکی بردا حور
اُسکی شیدا خلق اللہ اس مہ سیما پر نثار آفت روزگار تھی حسن عالم فریب کے علاوہ طبع حلیم رائے سلیم نکتہ فہم فقیہ بس
اپنے عصر کی حکیم حقیقتاً قابل ریاست وہ صاحب فراست تھی غنچۂ خاطر اُس گل اندام یاسمین پیکر کا رونادیدۂ صبا
دہن صدف مراد تمنائے قطرۂ نیسان مین بند کوچۂ عصمت و عفت مین اس درج شہریاری کے وہم وفکر
تاجداران دہر کا گذر نہوا تھا اسدم تک نا کتخدا تھی جسوقت وہ دونون روبرو ہوئے پہلے شاہزادی نے
میر قافلہ سے پوچھا اُسنے جو کچھ کوتوال سے کہا تھا وہی بے کم وکاست پھر عرض کیا شہزادی بولی سودائی
باطل است آنچہ مدعی گوید + پھر جوان کیطرف مخاطب ہوئی بسکہ یہ زیست سے تنگ آمادہ مرگ تھا بے تامل
بولا شہزادی آپ روشن ضمیر ہین ہم مصیبت زدون کیطرح سلسلہ بجرمی مین اسیر ہین یہ شخص سچا ہی وہ تو
عقیلہ تھی زیادہ تنگ ہوا دل سے کہا آجتک کسی چور نے حاکم کے روبرو بجز انکار دست بُرد دفعتہً قرار
دزدی کیا نہین یہ بیگناہ ہی تقریر اس شاہد کی شاہد ہی خدا گواہ ہی کچھ اسمین بھید ہی قیافہ شناسی سے فرمایا
کل محکمے مین حاضر ہونا جوان کو ڈیوڑھی پر قید کیا یہ توحسین بلکہ مہر طلعت ماہ جبین تھا طالع کا ستارہ
جو چمکا شہزادی کا میلان خاطر جوان کی جانب ہوا شب کو تنہا بدلداری و تاسف استفسار حال فرمایا
اُسوقت جوان ناکردہ گناہ نے آہ سرد بھر مشرحاً از آغاز تا انجام عرض کیا شہزادی کا دل یہ نیا قصہ سُنکے بہ تمام مسرور

ہوا جوہری کا شک اس وزود کیجانب سے دور ہوا صبح کو بادشاہ کے حضور لا خود دست ادب باندھکر عرض کی قبلۂ عالم و عالمیان کی عمر دراز ہو قیصر وفغفور کی اس در پر جبین بہ نیاز ہو شہر کا قاضی اور کوتوال بے دریافت حقیقت حال حکم سزا بندہ ہائے خدا کو کرتا ہے روز جزا کی جوابدہی سے کوئی نہین ڈرتا ہے غضب کی جا ہے عجب ماجرا ہے واجب التعزیر صاحب تقصیر کو لعل ملے بیگناہ کا ہاتھ کٹے بادشاہ نے پھر دو تونگی زبان سے حال سُنا بسبب کبرسن کہ عقل کو زوال ہوتا ہے یہ وہ دن ہین کہ نسیان کمال ہوتا ہے ذہن نہ لڑا تامل کیا شہزادی نے التماس کیا حضور یہ امتحان بہت آسان ہے ایک مہینے اور اس جوان کو قید رکھیے اگر دوسرا لعل اگلا تو سچا ہے پھر ایسے در یتیم صدف راستی کو کیون بے آب و تاب کیجیے آبرو دیجیے وگرنہ بجاے آیندہ یہ بدکردار کا سزاوار ہے ہاتھ کاٹنے سے کیا ہاتھ آئیگا بادشاہ کو سر دست جواب بالصواب بیٹی کا بہت پسند آیا حاضرین نے تحسین و آفرین کی بادشاہ نے جوان کو اپنی آنکھونکے سامنے نظر بند کیا میر قافلہ کو شہزادی نے مجلس بھیجا قصہ کوتاہ وہ مہینہ بھی تمام ہوا اور راتنے دنونمین شعلۂ محبت مجمر سینے سے بھڑکنے لگا دم شہزادی کا پھڑکنے لگا حال طشت از بام افتادہ ہوا جوان نے عرض کی کل لعل اُگلون گا پھر صبح کو سورہا یہ روبرے حضار لعل بے بہا درج دہان سے نکالا سب کو حیرت شہزادی کو فرحت و مسرت حاصل ہوئی اُسی دم مال و اسباب قافلہ باشی کا جوان کو ملا اُسے تشہیر کر کے شہر سے بدر کیا جوان کی صورت دلپذیر فصاحت تقریر پسند خاطر صغیر و کبیر تھی بایماے شہزادی سب نے متفق اللفظ بادشاہ سے عرض کی کہ یہ شخص حضور کی عنایت کے لایق ہے تمناے ملازمت رکھتا ہے کفش برادری کا شایق ہے بادشاہ بھی اُس کی راستبازی سے خوش تھا راضی ہوا سعدی

راستی موجب رضاے خداست	کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

چند عرصے مین مقرب بارگاہ سُلطانی مورد عنایات جہانبانی ہوا ہر مہینے لعل اُگل حضور مین لانے لگا روز بروز ہم چشمون مین سرخروئی حاصل کر آبرو پانے لگا آخر کار بمشورہ ملازمان قدیم و تحریک حکما و ندیم بادشاہ نے اس گوہر مسلم سلک تاجداری کو برشتۂ عقد اُس لعل بے بہا سے منعقد کیا یہ دونون مشتاق بعد اشتیاق باہم لطف کے ساتھ بے اندیشہ و غم ایام گذاری بڑی دھوم اور تیاری سے کرنے لگے مگر ہر روز بلا ناغہ جوان بادشاہ کے حضور مین حاضر رہتا تھا ایکدن ایلچی اُسکے بھائی کا کسی تقریب مین وارد ہوا اور جواہر کا ذکر نکلا ایلچی نے عرض کی کہ ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل اس رنگ ڈھنگ کا ہے کہ آج تک جوہری

چرخ نے باوجود عینک مہر وماہ وگردش شام وپگاہ سال وماہ مین اُسکے سنگ کا کیا یا سنگ کے برابر
نہین دیکھا ہی یہ کلمہ سُنکر بادشاہ نے وہی لعل جو گنجینۂ سینۂ بے کینہ جوان سے نکلے تھے دس بارہ ایلچی
کو دکھائے وہ بھی جواہر شناس تھا سخت حیران تا دیر سر بگریبان رہا پھر عرض کی قبلۂ عالم عجب کی
جا ہی کہ رنگ وروپ نقشہ انکا اُسکا ایک سا ہی اتنا فرق مقرر ہی کہ وہان ایک ہی یہان ایک
سے ایک بہتر وبرتر ہی بادشاہ نے جوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرا فرزند ہر مہینے ایک لعل تھوکتا
ہی ایلچی نے جو غور سے دیکھا اپنے بادشاہ سے مشابہ کیا بعینہ پایا آخر رخصت ہوا جب اپنے بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا اُسکا تو معمول تھا جب تخت پر آکر جلوہ گر ہوتا وہ لعل پیش نظر ہوتا ایلچی کو
پھر وہ سانحہ یاد آیا عرض کی قبلۂ عالم اس لعل کو جُدا کرتے نہین بے اسکے قدم مبارک تخت پر
دھرتے نہین ان روزون خانہ زاد جس بادشاہ کے پاس گیا تھا نیا ماجرا دیکھا معدن جواہر
اور لعل کی کان کہ وہ امکان نہین لیکن وہ لعل کا پتلا زندہ اپنے پاس رکھتا ہی بادشاہ نے اُسکا
حال مفصل پوچھا اسنے سب بیان کیا کہ داماد اُس شاہ خجستہ نہاد کا ہر مہینے لعل اُگلتا ہی اور کیسا
گذارش کرون جیسی حضور کی صورت ملتی ہی حقیقی بھائی ایسے دکھائی نہین دیے یہ سُنتے ہی یقین ہوا
کہ اب پتہ ملا مقرر وہ بھائی میرا ہی۔ اُسوقت نامہ شوقیہ اُس کان گہر کے اشتیاق دید مین بادشاہ
کو لکھا کہ برائے چندے اگر اُس فرزند ارجمند کو ادھر روانہ کرو محبت دیرینہ سے بعید نہو ہمین
شوق دیدار از حد تحریر وظہار افزون ہی اور پوشیدہ خط تمنا بھائی کو رقم کیا کہ آجتک تیری مفارقت
سے تخت شاہی بدتر از بوریائے گدائی تھا اب ایلچی سے یہ خبر فرحت اثر سُنکر دلکو سرور آنکھونمین
نور آیا لازم کہ بمجرد ورود رقیمہ وداد ادھر کو روانہ ہو اور کچھ حسب ونسب کے سانحہ کا تفصیل وار
قلمبند کردیے ایلچی سے فرمایا کہ نامہ علی رؤس الاشہاد بادشاہ کو اور یہ خط خفیہ اُس غیرت ماہ کو دینا
قاصد صبا دم بھر قدم جلد تر اُس شہر مین وارد ہوا بادشاہ کو نامہ دیا اور خط پوشیدہ جوان کو حوالے
کیا وہ مکتوب محبت دیکھکر ایسا گھبرایا لہو نے جوش کھایا کہ اُسی دن رخصت کا ذکر بادشاہ سے لایا
آخر وہ عاشق برادر معشوقہ روح پرور کو لیکر جہاز پر چڑھ روانہ ہوا راہ مین ایلچی سے شہر کا نقشہ راہ کا
پتہ سب پوچھ لیا فرط شوق سے دن رات سرگرم رفتار تھا ساعت بھر کسی منزل کا مقام ناگوار
تھا کہ جلد پہونچون کہین نہ ٹھہرتا نیرنگ مانند کج سرشت بوقلمون کہ ہر دم وہر ساعت دگرگون ہو کیا ہون

جب دس بارہ کوس وہ شہر رہا جہاز تباہ ہوگیا جسکی قضا تھی تہ آب و گرداب رہا جسکی بقا تھی بہ نکلا یہ قصہ جانگداز دور روبرو بادشاہ پہونچا اسکے بھائی نے سنا فوراً ہزار سوار تیز رفتار دوڑائے کہ جس ڈوبتے اچھلتے کا پتہ پاؤ جلد حضور مین لے آؤ آخر کار شہزادہ جستجو ننگا پوشہزادی ہاتھ آئی انکی خبر نہ پائی اسے بادشاہ پاس حاضر کیا جوان کے ڈوبنے کا حال کہدیا پادشاہ بحال تباہ گرداب فراق مین پھنسا شہزادی صف نشین ماتم لجہ لطمہ اندوہ و غم مین الجھی جوان کا حال یہ ہوا کہ تختے کے سہارے سے بہتا بہتا پیاس کے صدمے بھوک کی موجین سہتا سہتا کئی دن مین کنارے پر پہونچا فی الجملہ جب تاب و طاقت آئی پوچھتا پوچھتا اس شہر مین داخل ہوا بادشاہ کو خبر پہونچی روبرو بلایا بسبب طول ایام مہاجرت و دوری زمانہ صعوبت نہ پہچانا استاد

اتنی مدت مین ملا مجھ سے وہ دھوکا دیکر		یاد ہی جب مجھے اُس شوخ کی صورت نہ رہی

ہیئت تبدیل خوار و ذلیل تھا اس اختلاف کو دیکھئے یہان صحرا نوردی بھوک پیاس مصیبت وہان حکمرانی و عیش و آرام و تخت سلطنت ناچار شہزادی کو طلب کیا اُسے بھی تامل ہوا وہ شخص بولا پہر بھر کا عرصہ باقی ہی آج لعل اُگلنے کا دن ہی پھر تم سب پہچان گے بادشاہ کو یقین ہوا کہا اگر یہ جھوٹا ہو تو ایک پہر کا وعدہ نکر یا شہزادی نے کہا تیری طبیعت کی جودت مشہور ہی ایک معما پوچھتی ہون اگر بدیہہ جواب پاؤن بیشک شک رفع ہوا بھلا وہ کیا شے ہی جسے گبر و مسلمان یہود و نصاری سب انسان کا فرقہ آشکار اکھاتا ہی مگر جب اسکا سر کاٹ ڈالو تو زہر ہو جائے کوئی نہ کھائے اور جو کھائے تو فوراً مر جائے جوان نے ہنسکر کہا شہزادی قسم ہی یہ کیا معما پوچھا ہی وہ بچھڑ گئی وحشت ہی دل کی بھڑک گئی ہیا کانہ علین اٹھا پروانہ کی طرح اس شمع بزم رفعت کے گرد پھری بادشاہ متعجب ہوا کہ ہم تو کچھ نہ سمجھے شہزادی کیا سمجھکر سامنے ہوئی جوان نے عرض کی قبلہ وہ چیز قسم ہی تمام عالم کھاتا ہی سر اسکا قاف ہی اسے کاٹو تو سم صاف ہی سم زہر کو کہتے ہین کون کھاتا ہی کھانیوالا مرجاتا ہی بادشاہ یہ سنکر بغلگیر ہوا اُسے لعل اگلا شادیانے بجے بچھڑے ملے اسیطرح جامع المتفرقین سب بچھڑونکی دوری کا بکھیڑا مٹائے جو جسکا مشتاق ہو جسکی جدائی سے شاق ہو وہ اُس سے ملجائے جوگی نے یہ قصہ تمام کرکے جانعالم سے کہا بابا شعر

	مشکلے نیست کہ آسان نہ شود		مرد باید کہ ہراسان نہ شود	

جوینده یابنده ہی یہانسے منزل دوست قریب ہی سب کچھ معلوم ہی الا کہنا منع ہی دنیا مقام حیف رہنے کا ہی اتنا اس جگہ وقفہ کر میری زیست کا ساغر بادۂ اجل سے لبریز ہی سمند جان کو نفس ہر مہمیز ہی مجھے زمین کو سونپ

تشریف لیجانا اور چند وصیتین کین جانعالم نے کہا یہ رنج و قلق کس سے دیکھا جائیگا یہ پتھر کا کلیجا کہان سے ہاتھ آئیگا کہ دوست و غمخوار کو اپنے جیتے جی زیر خاک کیجئے اُسکے ماتم مین گریبان صبر چاک کیجئے یہ کہکر رونے لگا گریبان تا دامن بارش اشک سے بھگونے لگا جوگی اسکی محبت کا بڑی گی ہوا کہا افسوس و انسوس دم مین کا یہ حلہ بہت کم دم نہین مار سکتے ہم وگرنہ تیرے ہمراہ شریک درد و غم ہوتا بھلا آخری فقیری کا ایک لٹکا سیکھ لے سائین جاہے تو کہین ٹھکانہ رہیگا قبر مین لیجا کر کیا کر دیگا پھر چند کلمے وہ بتائے کہ جس صورت کا دھیان لائے فوراً ہو جائے یہ مقدمہ بتا پھر گرو کا نام لیا پھر کلمہ جو پڑھا دنیا سے چل بسا دم نکلگیا جوگی مسافر عدم بیکنٹھ باشی رم گیا جانعالم کا روتے روتے دم گیا بتیابانہ نعرہ الفراق مارے مرید چیلے جمع ہو کر گرد گرد یا بادی کہکر بہت پکارے بولتا نکل گیا جوگی نے صدا نہ دی منزل مقصد کی راہ لی شہزادے نے بموجب وصیت غسل دیا کفنایا قبر مین اُتارنے کیوقت کچھ نہ پایا برابر کفن پھاڑ دیا آدھا چیلون نے جلایا نصف مریدون نے منڈھی مین گاڑ دیا ہندوون نے راکھ پر چھتری بنائی مسلمانون نے قبر بنا کے سبز چادر اُڑھائی وہ تنت مندر سبحہ و مصلے خرقہ و جبہ اُسکے منظور نظر کو دے جانشین کیا مرید چیلونکا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیا اُسے ایک ولولہ آیا از سر نو اُن سب کو یہ تلقین کیا کہ سنو بیجا گو جوگی ظاہر مین آنکھون سے نہان ہی مگر مرشد کا جلوہ سائین کا ظہور ہر برگ و بار بوٹے پتے گل و خار بلکہ در مسجد و دیوار کنشت سے دیدۂ دوربین مین عیان ہے عارف کا یہ کلام ہی سعدی

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار		ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

دیدۂ بینا گوش شنوا اس رمز کو درکار ہی ہر گوشے مین اُسی کا جھگڑا ہی نمونہ قدرت نشان وحدت دنیا کا نقش و نگار ہی بلبل کے پردے مین ترانہ سنجی ہوتی ہی قمری کی کوکو جویا کی جان کھوتی ہی اُسکے ذکر مین سرگرم ہی جسکی زبان و منقار ہی کسی کو حرم محترم مین نامحرم رکھا بھٹکایا کسی کو بیت الصنم مین بلا کر جلوہ دکھایا کعبے کا دھوکا دیر کا بہانہ ہی دور اکر تھکانا ہی اور جسنے من ہشیار کو رہبر کر کے ڈھونڈھا اُسنے گھر بیٹھے پایا ہے امیر خسرو

جن ڈھونڈھا تن پائیان گہرے پانی بیٹھ		مین بوری ڈوبن ڈری رہی کنارے بیٹھ

دنیا کا معاملہ مذہب و ملت کا جھگڑا یہ اچھا وہ برا ایز یان و بیسود ہی حق ہمیشک دائما ہر آن موجود ہے رنج مین دلکو خوش الم مین طبیعت کو شاد رکھو وحدہ لا شریک کے نزدیک شرکت کرنیوالا مشرک حماقت شعار ہی مرسلونکو ستگار جانو مرید بار سمجھکر با نو مرشد کی ذات گرو کی صفات ہر جلسے مین یاد رکھو بود و نابود کا غم نہ ہو

اور احباب کا دل کہ حباب سے نازک تر ہی خدا کا گھر ہی آشفتہ برہم نہو اللہ بس باقی ہوس یہ کہکر قصہ
مختصر کیلیے خبر ذنکو باخبر کیا جب اس صحبت سے جانعالم کو فرصت ملی چلنے کا عزم کیا اُس جانشین
جنت نے روکا اور دو چار دن خاطر سے مقام کیا پھر جسطرف جوگی نے بتایا تھا چل نکلا پہاڑ سے جب دم
آگے بڑھا دریا ملا ہر چند ڈھونڈھا ناؤ بیڑے کا تھل بیڑہ نہ لگا مگر ایک لعل درخشان برنگِ آب روان سامنے
آیا قریب اُسکے دوسرا نظر پڑا اسیطرح تھوڑے تھوڑے فاصلے سے بہت لعل بہتے دیکھے تازہ فکر
ہوئی کہ اس حال کو کیونکر دریافت کیجئے کنارے کنارے سیر دیکھتا چلا دو کوس جب راہ طے کی عمارات عالیشان
دیکھی اُس چشمے کو اُسکے اندر سے روان پایا دروازے اور در کی بہت تلاش کی تا اندر جانیکا باب مفتوح
ہو نہوا سوائے دیوار در نہ تھا اُسوقت بلبل بنکر دیوار پہ جا بیٹھا مکان رفیع الشان باغ بھی بہار کا مگر
سنسان انسان و حیوان فقط ایک بنگلہ نہایت نقش و نگار کا وہ نہر اُسی بنگلہ کے اندر سے جاری تھی
چمن خالی اور باد بہاری بھی آدمی یا جانور ناطق و مطلق مطلق نہ تھا باغ مین اُتر صورت قدیم بدلکر بنگلے
مین آیا منقش و مطلا سجا سجایا پایا لیکن طرفہ حال دیکھا ایک پلنگ زر کے پایون کا بچھا ہی اُسپر کوئی
دوشالہ تانے سو رہا ہی برابر یاقوت کی تپائی پہ پھولونکا دستہ آدھا سُرخ نصف سفید رکھا ہی جانعالم
نے قدم بڑھا دوشالہ سرکایا وہ تن پری پیکر بے سر نظر آیا حسرت سے کہا کہ کس ظالم ستم شعار بیرحم جفاکار
نے اس مہر و قمر خوبی سراسر دلبری و محبوبی کا سر کاٹا ہی بحیرت ہر طرف دیکھتا تھا چھت پر آنکھ
پڑی چھینکا بندھا سر بھی دھرا دیکھا سر کے نیچے نہر جاری ہی جو خون کا قطرہ اُس حلق بریدہ سے پانی
مین گرتا ہی اللہ کی قدرت کاملہ سے وہ لعل ہوکر تیرتا ہی اُسنے کہا سبحان اللہ مقرر یہ سحر کا کارخانہ ہی جب
جاکر غور سے جو دیکھا انجمن آرا کا چہرہ تھا پہچانتے ہی سر و تن کا ہوش نہ رہا چاہا کہ سر سے سر ٹکرا کر ہمسر ہو
کیسکو نہ خبر ہو لیکہ تجربہ کار ہو چکا تھا سوچا مرنا ہر وقت ممکن ہی پہلے حال مفصل معلوم کر لون کہین خوض کا سا دھوکا
نہو ہر چند غواص عقل رسا محیط فکر مین غوطہ زن و آشنا ہوا مگر گوہر مقصد صدف مراد سے ہاتھ نہ لگا معاملے
سے نا آشنا رہا شام نزدیک ہوئی تند ہوا چلی شور و غل مچا یہ سمجھا اب کسی دیو یا ساحر کی آمد ہی چھپا چاہیے
سر گلدستۂ گلبن محبت کے روبرو بھنورا بن کے بیٹھ رہا دفعتہً دیو آپہونچا قوی ہیکل بون شمائل مگر وحشی
سا ہر سمت بو سونگھنے لگا پھر اُسی گلدستہ سے سفید پھول توڑا اُس یاسمین پیکر کو سونگھایا سر اُچھلکر بدن
سے ملا انجمن آرا اُٹھ بیٹھی دیو نے میوہ تر و خشک روبرو رکھا مگر پریشان ہر سو متحیر نگران

شہزادی نے کہا خیر ہے اُسنے کہا آج غیر انسان کی بو آتی ہی خوف سے جان جاتی ہی وہ کہنے لگی ہمین آجتک جانور کی پرچھائین نہ نظر آئی تو نے آدمی کی بو پائی طرفہ خبط ہی یہ جملہ بے ربط ہی غرضکہ صبح تک مذکور ہر شہر و دیار عجائبات روزگار کا بیان رہا دم سحر اسی دستے سے سرخ پھول اُس خون آشام نے توڑ کر اُس لالہ فام کو سنگھایا سر تو چھینکے پر سر بلند ہوا تن نے پلنگ پر آرام فرمایا دیو دوشالہ

تصویر ایک مکان نفیس پلنگ پر انجمن آرا دوشالہ اوڑھے بے سر پڑی اور سر چھینکے پر
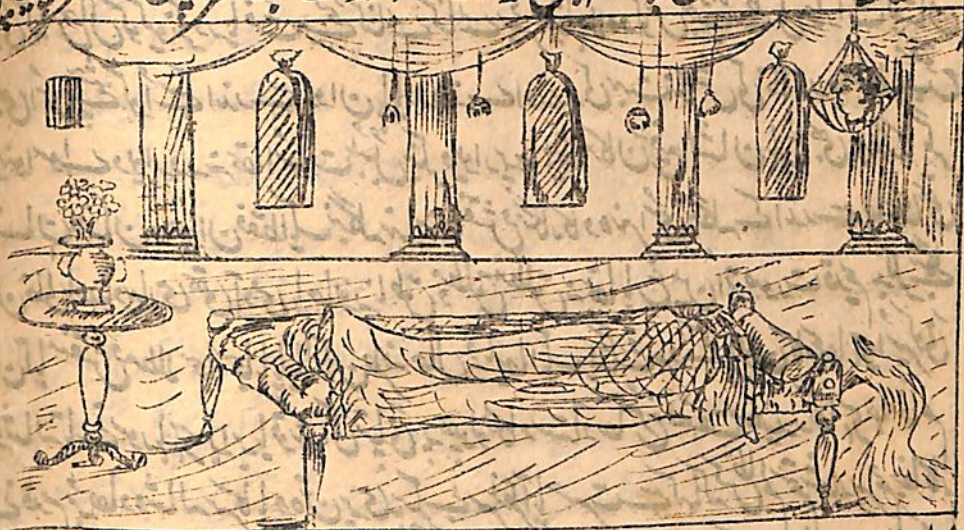
اوڑھا راہی ہوا جانعالم نے چار گھڑی بجبر صبر کیا پھر اپنی صورت اصلی بنکر وہی سفید پھول توڑ کر سنگھایا انجمن آرا بدستور اول اٹھی شہزادہ چیخ مار کر لپٹ گیا دونون مہجور اس زور و شور سے روئے کہ تمام باغ ہل گیا زمین آسمان ہل گیا جانعالم اپنے مقدمے وہانتک آنیکا حال فرقت کا درد و ملال کہنے نہ پایا تھا کہ انجمن آرا نے کہا اے ظالم

تجھ بن مری اوقات جو کچھ شر گذری	وہ حالت نزع سے بھی بدتر گذری
تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم	مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھ پر گذری

یہ کہکر پھر دونون چلا چلا آہ و بکا سے رونے لگے دنیا کے معاملے مین ہمیشہ سے کسی کی عقل نہین لڑی شکست ہوئی ہی شعر بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم + دگرگون می شود احوال عالم مولف

اک وضع پہ نہین ہے زمانے کا طور آہ	معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے

ہر عقدہ مالا ینحل ناگزیر کیواسطے ناخن تدبیر خلق مین خلق کیا ہی اور جہان مین جہان تدبیر کا دخل نہوا تقدیر کے حوالے کر دیا ہی اکثر جس بات مین عقل عاجز آتی ہی وہی طرفہ العین مین ہو جاتی ہی ناگمان ایک سفید دیو

زبردست زور کے نشے سے سرشار مست بڑا طاقت وار رستم کا یادگار ادھر سے گذرا نالۂ حزین صدائے غمگین کانمین آئی بسکہ باین زور و طاقت خداداد وہ دیو نیک نہاد رحم دل غم رسیدہ رنج کا شامل تھا گریہ وزاری سُنکر دلکو بیقراری ہوئی سمجھا کوئی انسان نالان ہی مگر اس صحرائے پُرخار وادی ہمہ تن آزار مین آدمی کا ہونا محال ہی اگر ہی تو حقیقت مین مبتلائے الم اسیر پنجۂ ستم خرابحال ہی یہ سوچ کر باغ مین آیا یہان روتے روتے دونون کو غش آگیا تھا دیو ڈھونڈھتا ہوا بنگلے مین آیا دیکھا مہر و ماہ گردش سپہر بہیر سے برج زمردین مین بیہوش ہین چہرے کے رنگ اڑے ہوئے سکتے کیحالت مین ہم آغوش ہین روئے یار آئینہ وار درمیان ہی فلک برسر امتحان ہی سمجھا مدت کے بعد دونون کا مقابلہ ہوا ہی اس سے کسوف خسوف کا رنگ ڈھنگ پیدا ہی سر بالین بیماران محبت بیٹھکر نہر سے پانی لیا دونون کے مُنھ پر چھڑکا آنکھین کھولین ہوش وحواس درست ہوئے دیکھا کہ ایک دیو سرھانے موجود ہی دیو سفید نے اُٹھکر سلام کیا تسلی کا کلام کیا کہا تشویش نہ فرمائیے بندہ دوستدار جان نثار ہی پہلے جانعالم اُٹھکر بغلگیر ہوا وہ حال پوچھنے لگا بسکہ شہزادہ جانعالم لسان وخوش بیان تھا اپنی رام کہانی چرب زبانی سے کہہ سُنائی دیو ماجرائے سرگذشتہ سُنکر بیقرار اشکبار ہوا عرض کی آپ بدلی تمام آرام کیجئے اب وہ قرمساق آئے تو عمل بد کی سزا پائے جانعالم بشدت لگاوٹ باز تھا اُس سے بھائی چارہ کیا صیغۂ اخوت پڑھا وہ بیچارہ بندۂ بدام حلقہ بگوش غلام ہوا وہان سے اُٹھکر باغ کی سیر کرتے تھے کہ وہ جفاکار بھی آپہونچا یہان اور رنگ دیکھا کہ شہزادی آدمی زاد کے ہمراہ پھرتی ہی سفید دیو کا ہاتھ ہاتھ مین ہی مصاحبت کرتا ساتھ ہی جلکر جانعالم پر جھپٹا دیو سفید نے بجلدی تمام اُس نطفۂ حرام کا ہاتھ پکڑا وہ کافر اُسی رحمدل سے لپٹا باہم کشتی ہونے لگی یہ کشمکش ہوئی کہ زمین جا بجا شق ہوئی الغرض بمدد مددگار وقوت پروردگار سفید دیو نے زمین سے لنگر اُکھاڑ سر سے اونچا کیا زمین پر پٹک چھاتی پر چڑھ بیٹھا جانعالم قریب آیا زور و طاقت کی تعریف کرنے لگا کہا کیا جناب باری سے تجھ مددگار بیکسان کی یاری کی جو ایسے مردود پر اِکدم مین تجھے فتح وظفر حاصل ہوئی اگر ناگوار طبع نہ ہو مین بھی ایک زور کرون وہ بولا بسم اللہ شہزادے نے ایک ہاتھ شانے پر دھر دوسرے سے گردن اُس سرکش کی مضبوط پکڑ دھڑ سے کھینچ کر زمین پر دھڑ سے پھینکدی دیو سفید یہ طاقت دیکھکر سفید ہوگیا شہزادے کا چہرہ سُرخ ہوا وہ زرد روبے دین

جان عالم اور دیو کی لڑائی اور دیو سفید کی مدد سے دیو کو پچھاڑنا

اسفل السافلین کو پہونچا اس عرصے مین سفید دیو کے ملازم حاضر ہوئے دعوت کی تیاری ضیافت کی اضافت لگی ایک ہفتہ اکل وشرب گانا ناچ رہا آٹھوین روز اُس ماہ دو ہفتہ یعنے انجمن آرا نے رنج جُدائی ملکہ مہر نگار مردمان لشکر کا لب پر لا انتظار بیان کر کے کہا بخدا مفارقت ملکہ مین خواب وخور حرام ہی تمھارے بار احسان سے دبکر کبھی ہنسی لب پر آگئی وگرنہ دور شراب وکباب خون دل لخت جگر تھا ہر گلاس برادۂ الماس تھا فقط تمھارا پاس تھا اُسنے عرض کی میرے آدمی جائین پتا لگا آئین انجمن آرا نے کہا اپنے تجسس مین زیادہ مزا ہی اپنا کام آپ خوب ہوتا ہی ناچار رخصت ہوکر چلے اور آنے جانیکے باہم وعدہائے مستحکم ہوگئے مگر ہر دم ملکہ کا خیال ہر گام دلبر فرقت کا ملال تھا کہ خدا جانے ڈوب گئی یا ہماری طرح کسی آفت مین پھنسی کبھی دو کوس کبھی چار کوس بہزار دقت چلتے دو تین دن مین پاؤن سوج گئے چھالے پڑ گئے قدم اُٹھانیکے لالے پڑے وہ سفر سخت یہ نازک مسافر کالے کوس پاؤن ٹوٹے کیطرح کا فر انجمن آرا جھلا کر بولی میر

کب تھا یہ شور نوحہ ترا عشق جب نہ تھا	دل تھا ہمارا آگے تو ماتم سرا نہ تھا

آپکی بدولت یہ ذلت و رسوائی بیادہ پائی صحرا نوردی عزیزونکی جدائی لڑائی آفت اُٹھائی میر سوز

چھڑا کر مجھ سے میرے خانمان کو	خدا جانے چلا ہے اب کہان کو

شہزادہ ہنسکر چپ ہو رہا پھر وہ عمل جو جوگی سے سیکھا تھا انجمن آرا کو بتایا دونون نے طوطے کی ہیئت بنائی اور توکلت علی اللہ کہکر نظر بخدا ایک سمت سرگرم پرواز ہوئے پہر دو پہر اُڑنا پھر کسی درخت پر بسیرا خیمہ نہ ڈیرا اس روپ مین قاصد سیر ہوئے سابق مصاحب انسان تھے اب ہمنشین طیر

ہوئے وزیبا پانی نیا دانت نیا آشیانہ کبھی بستی گاہ ویرانہ کسی کو اگر ہنستے دیکھ لیا تو رو دیا یاد کرکے اپنا زمانہ اور اکثر یہ شعر پڑھ دینا لا اعلم شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان + کہ در عالم کسے حوال فردا را امید اند

مذکور ملکہ مہر نگار کا تختے پر بہتے جانا بادشاہ کا جہاز پہ سیر کرتے ہوئے آنا رحم کھا کر جہاز پہ منگانا شہر مین داخل ہو کر مکان دینا پھر توتے کا اڑ کر پہونچنا اور نامہ لیکر روانہ ہونا

اے جنون تو دل شوریدہ کی امداد کو آ | تا لکھون حال مین اک اور ستم دیدہ کا
چین دنیا مین نہین عشق کے بیمارون کو | نت نیا رنج فلک دیتا ہے بیچارون کو
بار فرقت کبھی معشوق جو دھر جاتے ہین | جیتے جی دب کے یہ اس بوجھ سے مر جاتے ہین
زیست بے لطف گذر جاتی ہی بیچارون کی | کیا کہانی مین کہون تمسے دل افگارون کی

نگارندہ حال غریق شط فرقت و کشتی شکستہ لجۂ محبت بادبان گسستہ صرصر دوری و لنگر بریدہ کار مہجوری طوفان رسیدہ کنارہ کامیابی نہ دیدہ یعنی ملکہ مہر نگار خامۂ جگر افگار یون رقم کرتا ہی کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا یہ بھی ایک تختے کے ٹکڑے پر دل ٹکڑے ٹکڑے ڈوبتی ترتی چلی جاتی تھی ادھر سے کوئی بادشاہ عالیجاہ جہاز پر سوار سیر دیکھتا آتا تھا دور سے تختہ بہتا دیکھا جب قریب تر آیا آدمی اسپر نظر آیا خوف خدا سے جلد بنوئی کو دوڑایا جہاز پر منگوایا ملکہ کو تلاطم آب نے بیتاب کیا تھا اور جان عالم انجمن آرا کے صدمۂ جدائی سے جی ڈوب گیا تھا یعنی غش تھا لیکن صورت رعنا چہرہ زیبا مین فرق نہوا تھا بادشاہ بیک نگاہ والہ و شیدا ہوگیا جلد جلد عطر سنگھایا بازو باندھا اور تدبیرین کین دو تین گھڑی مین غش سے آنکھ کھلی دیکھا کہ نہنگ اجل کے منھ سے تو بچی آفت لطمہ و لجہ سے برکنار جہاز پر سوار ہون مگر شخص غیر سے دو چار ہون شرم سے سر جھکایا تمام جسم مین پسینا آیا بادشاہ نے پوچھا اسم شریف گو باعث حجاب بولنا گوارا نہ تھا لیکن بے جواب دیے چارہ نہ تھا آہستہ سے کہا محروم و ناکام آفت کی مبتلا ذلیل و خوار فلک در پے آزار پر آلام جگر خون دل شکستہ و محزون کشتی تباہ گم کردہ راہ ناخدا گم فتادہ تلاطم اسکی فصاحت و بلاغت چہرے کی شان و شوکت سے ثابت ہوا کہ یہ شہزادی ہی اور کلام دردناک نے گریبان صبر و طاقت چاک کیا بادشاہ رو دیا پھر خاصہ طلب کیا ملکہ نے انکار اُسنے بہت اصرار کیا لجاجت سے کہا آپ کھانا نوش فرمائین وطن کا پتہ بتائین جب تاب و توانائی تم مین آئے گی وہان بھجوا دین گے ملکہ نے کہا ہم جن کے دامن دولت سے الجھے تھے وہ تو گرد راہ کی صورت خار صحرا کی طرح جھاڑ

اس دریائے ناپیدا کنار مین ڈوبے خدا جانے کیا ہوئے کدھر گئے جیتے ہین یا مر گئے اگر سوے عدم ہمین روانہ کرو وہ بکھیڑا چھٹے غم و الم سے نجات ملے بڑا احسان ہو اُسنے کہا مولف

تم سلامت رہو نہ مانے ہین | ویسی باتین زبان سے نہ کہو

غرضکہ مجبورا کچھ کھایا دو چار دن مین طاقت گو نہ آئی اور جبانہ دار السلطنت مین پہونچا ملکہ کیواسطے مکان عالیشان خالی ہوا لونڈیان پیش خدمت آتون محلدار جو کہ قرینہ شاہ اور شہریار و نکا ہوتا ہی اور جسطرح شہزادیان رہتی ہین سب سامان مہیا کردیا ایک روز بادشاہ آیا کہنے لگا تم اپنا حسب و نسب چھپاتی ہو مگر ہمین معلوم ہوا کہ تم شہزادی ہو ہمارے بھاگ سے ملاقات اس حیلے سے بدی تھی اُمیدوار ہون بخوشی مجھے اپنے فرمانبردار و نمین قبول فرماؤ ملکہ نے کہا مین نے تمام عمر سلطنت کا نام نہین سُنا الا آپکو خالق نے بادشاہ کیا ہی انصاف فرماؤ شرط فرمانروائی ہی مین ظلم رسیدہ آفت کشیدہ فلک کی ستائی ہون خدا جانے کون ہون اور کسطرح یہانتک آئی ہون بقول اُستاد

دیکھتے آنکھونکے کیا کیا لوگ اُٹھے پیش چشم | ہون لب حیرت بدندان رنگ دنیا دیکھکر

اگر بیگناہ کا خون گردن پر لینا گوارا ہے تو مختار ہو مجھے کیا چارہ ہی اور جو میری خوشی منظور ہے تو برس روز کی مہلت دے اس عرصے مین اگر کوئی ڈوبا تر امیرے وارثونکا پتا ملا کوئی موا جیتا پھرا تو خیر نہین ہین تیرے قبضہ اختیار مین ہون جبر کرنا کیا ضرور ہی عدالت سے دور ہی بادشاہ دلمین سوچا آجتک ایسے غریق اُبھرتے نہین وہان سے گئے پھر ادھر قدم دھرتے نہین اتنے دنون کی فرصت دو حکومت نہ کرو آنکھ بند کرینمین سال تمام ہو جایگا پھر کونسا حیلہ پیش آئیگا کہا بہت خوب لیکن جو تمھین ناگوار نہو تو جی چاہتا ہی گاہ گاہ آنیکو تمھارے دیکھ جانیکو ملکہ نے یہ امر مغتنم جانا کہ حاکم و محکوم کا فرق سب کو معلوم ہی اب یہ انداز ٹھہرا پانچوین چھٹے روز پہلے خواجہ سرا اطلاع کرتا پھر بادشاہ قدم دھرتا دو چار گھڑی نشست ہوتی ہر شہر و دیار کا تازہ اخبار بیان کر اُٹھ جاتا یہان سے دو کلمے یہ سُنیے مسبب الاسباب کی کارسازی کے سامان دیکھیے وہ محل جو ملکہ کو ملا تھا اُسمین مختصر سا پائین باغ بہت کیفیت کا تھا طرح طرح کے میوے دار درخت باغ بہار یک لخت نئے نئے رنگ ڈھنگ کے وہ گل بوٹے جو باد خزان سے جھڑے نہ ٹوٹے پھل قصد سے مُنہ مین آجاے ہاتھ بڑھانیکی بار نہ آئے روشین مورت کی صورت کی سالم آب روان مین پری کا عالم بھدے نہ ہو فوارے سڈول سلیجے کے ڈھلے نازک

سنگ فوارہ کیاریان بیچ پار انین آبشار ریختہ ہر ایک کیاری سراسر گلکاری چمن بندی قطعدار جابجا جوبر ترے
معقول گل پیادہ و سوار پُر بہار چوکھرعرض وطول باغبانیان خوبصورت نوجوان بتکلف کے سامان طلائی
نقرئی گھرپیان مرصع کار زیب بیلچے ہاتھون مین غمزہ چال مین ادا دیکھ بھال مین لگاوٹ باتون مین کسیطرف
کنوئین کی جگت پر کیلے والے لال بیر نج وملال ہو رہا کوئی کچھ اُکھاڑتی کوئی توڑتی کوئی گرا ہوا پھول
پتی پھل اُٹھاتی گھانس گھُرپی سے چھیل ڈالتی کوئی ٹوٹا جھڑا پتا گرا پڑا کانٹا کیاری سے نکالتی سر شاخ
ہر گل رعنا بلبلون کا غنچہ سرو و شمشاد پر جوبن صدائے قمری طوق در گردن ایکطرف طاؤس کا رقص پر
نازہر ایک خوش آواز باغ کے گرد ملبب جھیل غنچون کا چٹکنا کوس رحیل کہین لالہ پیالہ در دست کسی جگہ
نرگس شہلا با چشم مست تاک انگور پر میخوار و نکی تاک عنبر بیز صحن گلشن کی خاک ملکہ گہ دگاہ شام و بیگاہ رفع پریشانی
و دفع سرگردانی کو وہان آ نظارۂ صحبت گل و بلبل سے رشک کھا بصد حسرت یہ غزل پڑھتی میر سوز

وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہان نہ ہو	مین ہون صنم ہو اور کوئی درمیان نہ ہو
گل ہو شگفتہ خاطر و گلزار خندہ رو	باد صبا بھی ہووے وے باغبان نہ ہو
گلشن ہو اور یار دلآرام اور مین	اپنا ہو قصہ غیر کی کچھ داستان نہ ہو

کبھی پیچ و تاب زلف اور گیسوے معنبر کی پریشان حالی جعد سنبل کو دکھاتی گاہ سیاہی داغ جگر لالے
کی لالی سے لڑاتی غنچہ افسردہ سے جو کچھ دل گرفتگی کی تسکین ہوتی تو گل کی ہنسی پر پھوٹ پھوٹ کے
خوب روتی اور اس غزل سے دل کو سمجھاتی مؤلف

جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو
گل خندہ زن ہین چہچے کرتی ہی عندلیب
تھکے ہو یار دیہ جرس کا رون نہو
لینا بجائے فاتحہ تربت پہ نام یار
مجنون کی بن پڑیگی اگر ساربان نہو

اللہ ری بیحسی کہ جو دنیا مین غرق ہون
پھولی ہوئی چمن مین کہین زعفران نہو
ہستی عدم سے ہی مری وحشت کی آگے تنگ
مرنے پہ یہ خیال ہی وہ بدگمان نہو
جاتو نے چرخ کی یہ مرا عزم ہی سر وہ

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو
تالاب کیطرح کبھی پانی روان نہو
بھاگو یہان سے یہ دل نالانگی ہی صدا
لے زلف یار پاؤن کی تو بیڑیان نہو
ناقہ چلا ہی نجد مین لیلی کا بے مہار
اُس سرزمین پہ جاؤن جہان آسمان نہو

گاہ لب جو کسی سرو کے پاس یاد قامت جا عالم مین مثل فاختہ کو کو کرتی دل بیتاب کو تڑپا کر لہو کرتی
غور کرو دنیا مین کسی چیز کو قرار نہین اسکا سب کارخانہ بیدا ہی کہ پائدار نہین کبھی تو روز روشن ہی کبھی اندھیری
رات ہی یہ کائنات کی کائنات بے ثبات ہی گلشن مین اگر بہار ہی تو خزان در پے آزار ہے بلبل کو

ہزار پیچھے یاد ہین پر باغبان آشیان اُجاڑنیکی فکر مین ہو دام لیے لاکھ صیاد ہین نوش کے ساتھ گزند نیش ہو کوئی دل شاد کسی کا سینہ ریش ہو عاشق ازل سے غم کا مبتلا ہو مثل مشہور ہو کہ معشوق کی ذات بیوفا ہو اور جو کبھی کسی قسمت کے زبردست کو وفادار ہاتھ آتا ہو تو سپہر کسی نہ کسی پیچ سے فلک تفرقہ پسند رشک کھا چھڑاتا ہو اسی سہالے پر لوگ جان دیتے ہین جی بیچکر یہ لوگ مول لیتے ہین یہ نہین معلوم القلیل کالمعدوم یہ جملہ تو معترضہ تھا پھر وہی قصہ شروع ہوا ایک روز فرح اندوز ملکہ بدستور قدیم بے یار و ندیم باغ مین گئی شاہزادے کی صحبت کا خیال انجمن آرا کی گرمجوشی کا ملال تنہائی مین اپنا خراب حال دیکھکر یہ شعر مؤلف کا پڑھا مؤلف

اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا	وہ صحبتین ہین نہ تو وہ ہمنشین ہے

پھر ایسا روئی کہ ہچکی لگی شام کا وقت تھا جانور درختون پر بسیرا لیتے تھے جس درخت کے تلے ملکہ کھڑی تھی ایک توتا اُسپر آبیٹھا گریہ و زاری اس غم کی ماری کی دیکھکر بیچین ہوا پوچھا شاہزادی حال کیا ہو کونسا صدمہ ایسا جانکاہ ہو جو سطح لب پر نالہ و آہ ہو ملکہ نے کہا سبحان اللہ قسمت کی گردش سے یہ حال بہم پہونچا کہ جانور مجھپر رحم کھاتے ہین احوال پوچھنے کو اُڑکر آتے ہین زیادہ بیقرار و اشکبار و سوگوار ہوئی یہ قاعدہ کلیہ ہو جب کسی دل شکستہ کی کوئی دلداری کرتا ہو بندھی بات ہو دل اُمنڈ آتا ہو ملکہ نے بے اختیار ہوکر کہا آصف الدولہ

جو دو شخص خندان بہم دیکھتے ہین	فلک کی طرف رو کے ہم دیکھتے ہین

اے جانور خوش بیان سخن سنج مہربان کیا بتاؤن گھر بار سے جدا بیکسی مین مبتلا ہون بسان آئینہ حیران مثل زلف سیہ بخت پریشان کیطرح نالان مورد صد اندوہ و بلا ہون شعر

بیکسی سوخت کسے می خواہم	نفسے ہم نفسے می خواہم

شام تیرہ بختی کی سیاہی مین بیقرار صبح قیامت کی صورت دامن چاک گریبان تار تار شعر

کس کو اب زیر فلک طاقت رسوائی ہے	کاش شق ہووے زمین اور سما جاؤن مین

دل مین الم سے خار غیر جنسو نکے دام مین گرفتار سخت مجبور و ناچار ہون طائر رنگ پریدہ ہزارون جور و ستم مین جریدہ روے راحت کو بے آشیان نہ دیدہ شب فرقت کے اندھیرے مین سوجھتا نہین خجستہ بار ہون ناسخ

صبح سے کرتے ہین معمار مرے گھر کو سفید	شام سے کرتی ہے فرقت کی شب تار سیاہ

توتے نے کہا مجھے تمسے بوے محبت آتی ہے تمھاری باتون سے چھاتی پھٹی جاتی ہے بولے خدا اللہ اکبر ستہ سے

مجھے آگاہ کرو للہ جلد مفصل حال کہو ملکہ نے قصہ عشق جانعالم انجمن آرا کا آنا وزیرزادے کی بُرائی
جادوگر کی کج ادائی جہاز کی تباہی اپنا وہان آنا اور ہر وکا پتا نہ پانا جانعالم کا چھٹ جانا سب بیان
کرکے کہا وہ شاہ گردون بارگاہ ہمین منجدھار مین ڈوبتا چھوڑ اپنا بیڑا پار لگا منھ موڑ خدا جانے کیا ہوا
ہم ہین اور رنج تنہائی مین بیتابی انیس ہے پریشانی مین ہمدم خانہ ویرانی جلیس ہے جو دم ہے دم شمشیر
ہے سانس ناوک کا تیر ہے توتا یہ باتین سُنکر زمین پر گر پڑا ہر پوچھنے لگا ملکہ مہرنگار گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہوا افسوس ہے

دیکھکر مجھکو وہ حاضر ہوا مرجانے کو		وہی غمخوار جو یان بیٹھا تھا سمجھانے کو

گھڑی بھر مین جب توتا سنبھلا بولا کہ اے ملکہ مہرنگار مین وہی توتا کمبخت جفا شعار ہون جنے
اُس رشک قمر کو دربدر کیا مجھ سے انجمن آرا کا ذکر سُنکر آوارہ ہوا تھا باقی حال تو آپ نے سب سنا ہوگا پھر تو ملکہ اُسے
گود مین اُٹھا یہانتک روئی کہ بیہوش ہو گئی شہزادے کے یہان کی باغبانیان دوڑین خدمتگزار جھپٹین
کہ آج ملکہ پر کیا حادثہ پڑا جب دونون کے ہوش وحواس درست ہوئے توتے نے کہا آپ دلکو تسکین
دین خاطر مبارک جمع رکھین جانعالم اور انجمن آرا دونون خیریت سے زندہ ہین مین نے یہ معتبر
منجمون سے دریافت کیا تھا بالاتفاق سب اُسپر ہین کہ رنج مفارقت کے سوا جان کی خیر ہے سب
آملین گے اب مجھے رخصت کرو صبح کو خدا جانے کسوقت بیدار ہو ملکہ نے کہا واہ بعد مدت کے
محرم راز ملا وہ بھی اتنا جلد چلا فلک برسر کجی ہے بے لطف زندگی ہے دیکھین یہ بُرے دن کب جاتے
ہین اور اچھے کیونکر آتے ہین اُستاد ایک عالم کو آزاد دیکھا + جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا + حال بد کا
شریک دنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا + کیون دلا ہم نہ تجھسے کہتے تھے + جی لگانیکا کچھ مزا دیکھا + پیچ کے
دنیا مرکز خانہ ہے + رنج مین سبکو مبتلا دیکھا + کیف مین کم بہت نوازش ہے + عشق خوبان مین جو نشا دیکھا
آخر شب رات کی رات تو توتا رہا صبح کو رخصت ہوا چلتے وقت ملکہ نے تھوڑا حال اپنا پرچے پر تحریر کر دیا
کہا جہان شہزادے سے ملاقات ہو یہ خط نشانی دیکر جو کچھ دیکھا ہے زبانی بیان کرنا وہ رقیمۂ شوق لیکر راہی
ہوا شہر بشہر خستہ جگر ڈھونڈھتا پھرتا تھا ایک روز قریب شام بادل ناکام تھک کر لب چشمہ کچھ درخت تھے اُنپر بیٹھکر
سیل سرشک چشم پُرنم سے بہاتا تھا اُسیدن جانعالم اور انجمن آرا توتے کی صورت بنائے اُسی درخت پر آ بیٹھے
یہ توتا ہمجنس سمجھ دیکھنے لگا وہ دونون مضطرب الحال ایک ٹہنی پر بیٹھ رہے توتا سمجھا کہ یہ منقار بستہ میری
طرح سے دلخستہ ہین پھر رونے لگا انجمن آرا نے کہا جانعالم دیکھا یہ توتا روتا ہے شاید ہماری صورت مصیبت دیدہ

مصائب کشیدہ ہی توتا باتین تو سمجھتا تھا پھر بیٹھا اور بولا خدائے کریم تجھین وہ رنج نہ دے عدو بھی
تمھارا یہ ستم نہ دیکھے مجھے وہ غم ہی اور دل پر ایسا الم ہی کہ ہر دم یہ دعا ہی دشمن کا دشمن یہ صدمہ جانکاہ
اور ایسے روز سیاہ نہ دیکھے میر سوز جو دم لیتا ہون تو شعلہ جگر کا جی جلاتا ہی + جو چپ رہتا ہون تو
اندر ہی اندر جان کھاتا ہی + جو کچھ احوال کہتا ہون تو سُننے والے روتے ہین + نہین کہتا ہون
تو کوہِ الم سینہ دباتا ہی + جو جنگل مین نکلجاتا ہون تو سب دشت بھٹکتا ہی + کبھی جو شہر مین آتا ہون تو گھر بھول
جاتا ہی + پہاڑ وغین اگر پھرتا ہون ٹکڑے ہو کے اُڑتے ہین + جو دریا پر کبھی جاتا ہون سر پر خاک اُڑاتا ہی
مجمع رنج و محن غریق شط خفت ہمہ تن ہون محسن میرا خانمان آوارہ ہوا یہ ندامت ہی مفارقت اُسکی
ظلم ہی قیامت ہی اُسکے درائے تازہ حال یہ کیھا ہی کہ ایک عاشق صادق اپنے معشوق سے جُدا غیر جنسونمین
اسیر بلا ہی اُسکے ناوک آہ سے چھاتی سوراخدار ہی سنان نالہ کلیجے کے پار ہی اگر گریہ وزاری یا تڑپ اور بیقراری
اسکی بیان کرون پتھر پانی ہو کر بہ جائے سیماب کی چھاتی خجلت سے پارہ پارہ ہو راہ چلتے انجان کو
رحم آئے جانعالم یہ سُنکر پھر بیٹھا کہا وہ کون تھا جو سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہوا اور وہ کون ہی جو
ناجنسون مین گرفتار ہوا توتے نے اُسکی داستان گذشتہ اور ملکہ کا حال بیان کیا انجمن آرا ملکہ کا نام
سُنکر شگفتہ خاطر ہوئی دونون نے صورت بدلی توتا پہچان کر پانون پر گر پڑا شہزادہ گلے سے لگا کر رو دیا

جانعالم اور انجمن آرا کا زیر درخت صورت اصلی پر آنا اور توتے کا پانون پر گرنا

کہاں اے ہمدم تمسے جو ہم جدا ہوئے کس کس رنج و مصیبت مین مبتلا ہوئے دشت بدشت کوہ بکوہ خراب و خستہ دربدر محتاج پھرے تم اسدن کے گئے آج پھرے پھر ملکہ کا حال پوچھا اُسنے خط حوالے کیا پہلے انجمن آرا نے آنکھو سے لگایا دل نے قرار پایا مضمون اضطراب بدحواسی کا مطلب سرنامے سے کھلا کہ جانعالم کی جگہ ملکہ اور ملکہ مہر نگار کی جا رقیمہ شوق جانعالم لکھدیا تھا اس انتشار کو سوچ شہزادے کے ہوش گم ہوئے بسکہ نامۂ شوقیہ پیچ و تاب دل اور اشتیاق ملاقات مین تحریر تھا جانعالم جب کھولتا تھا از شوق ہم آغوشی سے ہر بار خط ہاتھ مین لپٹا جاتا تھا مضمون مکرر سو سو حسن طلب دکھاتا تھا مولف

نامۂ شوقیہ جب مین نے رقم اس کو کیا	سو جگہ مضمون تب اس مین مکرر ہو گیا

آنسو دم تحریر یعنی لکھنے کیوقت جو خط پر ٹپکے تھے دھبے اور نشان اُسکے دیدۂ منتظر چشم حیرت زدہ کیطرح ہر سطر سے کھلے تھے اور سرخ ہالہ ہر حرف نے نکالا تھا ایک جدول خوبی ہویدا تھی لہو دینکی کیفیت پیدا لگتی لکھا تھا حافظ

	شعر	
از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ		انی رایت دہراً من ہجرک القیامہ
سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوئے تو		کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروئے تو

اے یار وفادار صادق الاقرار اللہ تجھے سلامت رکھے شرح اشتیاق داستان فراق قصہ طول و طویل ہے زندگی کا بکھیڑا قلیل ہے اگر ہماری زیست منظور ہے جلد آؤ صورت دکھاؤ نہین تو تاسف کروگے پچتاؤگے تمنے آنے مین اگر دیر کی تو ہمنے صدمۂ ہجر سے تڑپکر جان دی مٹی کے ڈھیر پر رو رو خاک اڑاؤگے مولف

شکل اپنی ہم کو دکھلاؤ خدا کیواسطے	جان جاتی ہے ابھی آؤ خدا کیواسطے

کوئی دم کا دم سینے مین مہمان ہے نام کو جسم مین جان ہے فلک نے ہماری صحبت کا رنگ کھایا ہے تفرقہ پردازی ظالم کو چین نہ آیا روز و شب رنج جدائی سے جان کھوتے ہین اتنا کبھی کا ہیکو ہنسے ہین ہنسے تھے جیسا اب بلک بلک کر فرقت کی راتو نمین روتے ہین میر - بیتابی دل کسے سنا ہین یہ دیدۂ تر کسے دکھائین + تمھاری تقریر دم بزبان ہے بے تصور سے باتین کیے چین کہان ہے اُستاد

یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھ سے خو کرتے	ترے خیال سے پہرون ہی گفتگو کرتے

ہمارے تڑپنے سے ہمسایہ سخت تنگ ہے دولتسرا زندان سے تیرہ و تنگ ہے میر گر یوہنی رہیگی بیقراری تو ہو چکی زندگی ہماری + وحشت پیرامون حال ہے ہر گھڑی فرقت کی مار ہے جو ہے دہ سال ہے میر دل کو ئی دم مین خون ہوئیگا + آج کل مین جنون ہوویگا + تمھاری صورت ہر پل روبرو ہے جسطرف

دیکھا تو ہی تو ہی چشم فرقت دیدہ دریا بار ہی آنکھ نہین چشمہ آبشار ہی جن آنکھون کو تم پرنم نہ دیکھ سکتے تھے اُن سے خون کے دریا بہہ گئے مؤلف

تم نے نہ ہماری پر خبر لی	چھاتی پتھر کی کیون جی کر لی

دن رات کٹی وہ صحبت تمھارے ساتھ کی جب یاد آتی ہی نیند اُچٹتی ہی بجنبی کی رات پہاڑ ہو جاتی ہی کاٹے نہین کٹتی ہی چارپائی تنہائی مین پلنگ بنکر کاٹے کھاتی ہی خواب مین نیند کا خیال کھانا پانی ہجر مین حرام ہی حلال نہین وہ سر جو اکثر آپکے زانو پر رہا ہی اُسکو سو سو بار بالش و بالین پر دے پٹکا مؤلف

جس مین باہین تری حمایل تھین	طوق حسرت مین اب وہ گردن ہی

میرے جاگنے کے لیے پیارے ستارے شاہد ہین گواہ شرعی زاہد ہین مرغ سحر کو بیقراری سے چونکاتی ہون موذن کی نیند آہ و زاری سے اُڑاتی ہون شب وصل یہ ہمین جگاتے تھے اب ہجر کی رات ہم انھین سونے نہین دیتے من مانتے بدلے لیتے ہین دل ہر ساعت گھڑی سے زیادہ نالان ہی ہر پہر گجر سے فزون شور و فغان ہی چشم ہر خہر معائنہ حال زار سے بحیرت ماہی چرخ گردان میری گردش دیکھکر چکر کر رہا ہے استاد

کھا لیجئے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہین تم اور کہین	کیا لطف ہی ایسے جینے کا ہم اور کہین تم اور کہین

افشائے حال باعث ندامت موجب دشمنون کی خوشی کا سبب دوستون کے ملال کا ہی لا اعلم دل من وا اندو من واہم و واند دل من + اگر جیتے جی ملجائینگے رنج فرقت کے دکھڑے مفصل زبانی کہہ سنائینگے اور جو فلک کو یہی منظور ہی تو ہمان مجبور ہین اس حسرت کو بھی در گور لیجائینگے سعدی لے بسا آرزو کہ خاک شدہ + بجائے نماز پنجگانہ مین دعا ہے جامع المتفرقین سے یہی التجا ہی کہ تمسے جلد ملاقات ہو جائے جان زار دل بیقرار کو چین آئے زیادہ ملاقات کا اشتیاق ہی کہ اشتیاق اور جدائی کا صدمہ جانکاہ سخت شاق ہی شاق خوگر وصل ہجر کے الم کا مبتدی ہی نہ مشتاق یہ خط کا مضمون جو پڑھا دونون نے رو دیا از سر نو معہ سر مہر سرنامہ بھگو دیا اُس رات کو تو چار و ناچار وہان مقام کیا صبح ہوتے ہی صورت بدلی کوچ کا سرانجام کیا آگے آگے تو ماہ مہر پیچھے پیچھے وہ دونون تیسرے دن

پہونچنا جانعالم اور انجمن آرا کا مع توتے ملکہ مہر نگار کے پاس پھر ملاقات ہمدیگر فوج بھیجنا وہان کے بادشاہ کا لوگون کا ملجانا بادشاہ کا آنا پھر اُسکی گرفتاری اور جانعالم کی سیر چشمی

پلا دے تو ساقی مے لالہ فام	ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام	وہ مے دے کہ ہو دور دل سے الم
کہ ہوتے ہین معشوق و عاشق بہم	جدائی کے ایام طے ہو چکے	شب ہجر مین خوب سا رو چکے

مناؤن کوئی دم بھلا چھپے   کہ رنج جدائی بہت سے سہے   مثل ہی یہ مشہور اے ذی شعور
کہ ہی رنج کے بعد راحت ضرور

محرران حال طالب و مطلوب و حاکیان حکایات خوب لکھتے ہین کہ وہ پرندہ ہوائے شوق یعنی جانعالم مع انجمن آرا توتے کے ساتھ آٹھوین روز ملکہ کے پاس پہونچا یہان جسدن سے توتا رخصت ہوا تھا ملکہ مہرنگار دونون وقت بلاناغہ اُس درخت کے تلے جہان توتا ملا تھا آکر یہ کہتی تھی میر سوز مانند جرس پھٹگئی چھاتی تو فغان سے + فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے + اسطرح روز موافق معمول وہ دل ملول قریب شام درخت کے نیچے حزین و زار توتے کے انتظار مین کھڑی تھی اور آنکھ ٹہنی سے لگی تھی اور دیدۂ خونبار سے تا دامن یاقوت اور موتیون کی لڑی تھی جب دل سوختہ گھبراتا تو آہ سوز درون مثل دخان لب پر آتی جی بہلانیکو یہ غزل پڑھتی مؤلف

آتش فرقت سے سینہ جب سے مجمر ہوگیا   پھنک کے لخت دل مرا ہر ایک اخگر ہوگیا
باعث افشائے ذلت دم نہ مارا مین نے گاہ   ورنہ زیر آسمان کیا کیا نہ مجھپر ہوگیا
نزع تک تو آمد جانان کا کھینچا انتظار   وہ نہ آیا وعدہ اپنا یان برابر ہوگیا
کیا ڈراتا ہے ہمین واعظ سنا شور نشور   شام فرقت یان عذاب روز محشر ہوگیا
اب جو ہنستا ہون تو ہنستے ہنستے بھی گرتے ہین اشک   روتے روتے آخرش رونے کا خوگر ہوگیا
فکر پھر کسکو ہے دیوان جمع کرنے کی سرور   اپنا جب مجموعۂ خاطر ہی ابتر ہوگیا

دفعتہً توتے نے سلام کیا وہ خوش ہوکر بولی اے قاصد نیک صدا و ہدہد شہر سبا میرے سلیمان حسن و خوبی کا پتا پایا اُس بلقیس محبوبی کا سُراغ ہاتھ آیا توتے نے کہا اے ملکۂ عالم قدردان خبردارونکو خلعت و انعام دیتے ہین جب دوست کا پیغام پوچھتے ہین علی الخصوص یہ خبر فرحت اثر پہلے یہ ارشاد ہو کہ اگر سنا دونگا اُسکی اجرت کیا پاؤنگا یہ سنکے ملکہ کی جان رفتہ بدن مین آئی یقین ہوا اُسنے خبر پائی یہ کہا اُستاد

پیغام دوست جلد تو پیغام بر سنا   گھبرا کے دم ہی جائے نہ میرا امین الٹ

توتا عرض کرنے لگا حضور کا فرمانا بجا ہی مگر ایسی بات کا جلد کہنا حمق کا مقتضا ہی اُستاد

دفعتہً خوگر فرقت کو نہ دے مژدۂ وصل   خبر خوش نہین اچھی جو یکایک ہووے

توتا بات کو طول کردیتا تھا کبھی خوش گاہ ملول کردیتا تھا ملکہ بیچین ہوئی جاتی تھی ادھر شاہزادے سے زیادہ انجمن آرا گھبراتی تھی غرض وہ اسکی صورت بدلی جانعالم مجسم ہوکے سامنے آیا ایتمین عاشق و معشوق و معشوق و عاشق گلے ملکر

تصویر انجمن آرا و جان عالم اور ملکہ مہر نگار کی باہم ملاقات ہونا

روئے غبار کلفت پارینہ داغ مہاجرت دیرینہ دل کھول کر صفحۂ سینے سے دھوئے رونیکی آواز
سے مغلانیان خواصین جمع ہوئین جنکی آنکھ ان دونون پر پڑی دوڑ کر صدقے ہوئی اور پاؤنپر
گر پڑی جل جلالہ حسن خوب سے کوئی چیز زیادہ دلکش اور محبوب نہین دوست تو دوست ہے
دشمن غش کرجاتا ہے لڑکا ہو یا بوڑھا شیدا نظر آتا ہے مال تو کیا مال ہے سوت کی آنٹی بھی اگر پاس ہو
تو انٹی ماری سے خریدار بنجاتا ہے جان عزیز نہین حرمت کچھ چیز نہین غلام کی غلامی پر آقا فخر
کرتا ہے جان تازہ پاتا ہے جو کوئی کہتا ہے کہ یہ اُسپر مرتا ہے عیاذاً باللہ یہ امر محمود نہین اسمین غیر ضرر
کچھ سود نہین غرضکہ خرم و خندان بارہ دری مین آئے انجمن آرا سے ملکہ نے حال پوچھا اُسنے
دیو کا اُٹھا لیجانا باغ کی بیسر و پائی پھر جانعالم کی رسائی اور سفید دیو کا آنا باہم کی لڑائی آفت
سے چھڑانا اپنی پیادہ پائی صحرا نوردی ہوا آگرہم پانون کا ورم پھر وہ عمل جوگی کا بتایا ہوا شہزادے
کا سکھانا توتے سے درخت پر ملجانا سُنا دیا پھر اُسنے جانعالم سے سرگذشت پوچھی اپنی صعوبت
کی گذشتہ کا حال مین ذکر کرکے جو کچھ دھیان بندھا پھر سب رونے لگے تو تا بدمزہ ہوا کہا
صاحبو اب یہ قصہ بکھیڑا دور کرو ہنسی خوشی کا مذکور کرو یاد رکھو یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی

جز حسرت و افسوس نہین ہاتھ کچھ آتا — ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجے

ملکہ بولی اے شیرین مقال مبارک قدم خجستہ فال شہزادہ سا عقل کا دشمن دیکھا نہ سُنا سوز

معلوم ہم کو دل کے سلوک کون سے یہ ہوا — نادان ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا

اُسنے جتنی محنت و مشقت اُٹھائی اپنی بد عقلی کی سزا پائی بھلا عالم تنہائی مین جو کچھ کیا سو کیا دو تین بار
اپنے ساتھ ہم دونون کو خراب آفت کا مبتلا کر چکا ہی آگے دیکھئے کیا ہوتا ہی یہ کہکر روبروے دشمنان نیز
دوست بادل خرسند باہم بیٹھے اور دور ساغر بے دغدغہ فلک تفرقہ پسند و سفلہ پرور شروع ہوا مطرب
نے سازکی ناسازگی پر گوشمالی دی صداے عیش و طرب بلند ہوئی یہ خبر بارہ دری مین مشتہر ہوئی اور
وہان کے بادشاہ کو پہونچی کہ ایک مرد صاحب جمال دوسری عورت پری تمثال ملکہ کے پاس تازہ وارد
ہوے کہنے لگا الحمد للہ ایک موجود تھی دو اور آئے پھر دو ہزار سوار جرار اور دو سپہ سالار تجربہ کار
نگہبانی کو بھیجے جانعالم نے یہ ماجرا سنا کہا فضل الٰہی چاہیئے بعد مدت یہ صحبت ہمدگر میسر ہی صبح سمجھ
لین گے سوار تو باغ گھیرے رہے یہ تمام شب جلسے کیے گئے جو وقت خسرو خاور آرامگاہ مشرق سے
برآمد ہو کر جلوہ گر تخت زرنگاری ہوا اور سپہ سالار انجم مع سواران سیارہ کوہ مغرب کیطرف فراری ہوا
جانعالم حمام سے غسل کرکے نکلا اُس لوح سے اسم تسخیر پڑھتا باغ کے دروازے پر آیا جسکی نگاہ پڑی
اسم کی برکت سے آداب بجالایا دست بستہ روبرو آیا وہ دو ہزار مع سپہ سالار فرمانبردار ہوے پھر
تو دروازہ بکشادہ پیشانی کھولا یہ خبر وحشت اثر اُس بادشاہ کو پہونچی اور سوار پیادے لڑائی کے آمادے
بھیجے وہ بھی جب سامنے آئے حلقۂ غلامی کان مین ڈالا جنگ کا خیال نہ رہا پھر تو مشہور ہوا کہ ساحر
ہی المختصر تمام فوج آکر حاضر ہوئی اُسوقت وہان کا تاجدار تیش کھا کر سوار ہوا کہان ایک سوار کجا انبوہ بیشمار
تلوار چلی دس پانچ زخمی ہوے کچھ جان سے گئے اور فوج نے زغہ کر جان سے تو نہ مارا کمند و غمین
پھنسالیا اور جانعالم کے حوالہ کیا شہزادہ عالی حوصلہ خوف خدا سے اور نحوست طالع نارسا سے مثل بید
کانپا اور فرمایا اللہ وہ وقت کسی کو نہ دکھائے جو دوست دشمن ہوجائے یہ ارشاد کر اُس سے بغلگیر ہوا
برابر بٹھایا قتل سے ہاتھ اُٹھایا وہ بیچارہ نادم و پشیمان سر در گریبان گھٹنے پر گردن جھکا منفعل خاموش
بیٹھا شہزادے نے کہا مسافر کشی صفت شاہی سے بعید ہی ہم تمہارے مہمان تھے تمنے دعوت کے بدلے
عداوت کی اللہ کو یہ بات پسند نہوئی عبرت کا تماشا دکھایا یہ سلطنت آپکو مبارک مین غریب دیار کمر باندھے
چلنے کو تیار ہون اس لڑائی کا قصہ فسانہ ہوجائیگا امروز فردا مسافر روانہ ہوجائیگا وہ اس کی فصاحت
و بلاغت اور یہ سیر چشمی دیکھکر حیران ہوا کہ دشمن کو گرفتار کیا پھر ملک بخشدیا سر جھکا کر بولا بخدا سے عز و جل
لایق حکومت قابل سلطنت آپکی ذات فرخندہ صفات ہی جانعالم نے کہا آپ یہ اپنی تعریف کرتے ہین

وگرنہ من آنم کہ خوب میدانم القصہ وہ محجوب ہوکر رخصت ہوا فوج کو صلح جو ثابت ہوئی اپنے بادشاہ کے ہمراہ چلی جب یہ جنگ زرگری ہوگئی مکان پر آکر بہت تیاری سے دعوت کی اور عذر تقصیر کر عفو کا اُمیدوار ہوا شہر مین یہ چرچا ہوا اہل شہر مشتاق ہو غول کے غول آنے لگے روز باغ کے روبرو میلا ہوتا تھا کسوقت شہزادہ نہ اکیلا ہوتا تھا پھر جاسوس نشتر سوار ہر کا لیے فوج کے تجسس مین روانہ کیے چالیس منزل پر لشکر ملا جانعالم کی مفارقت سے کسی مین جان نہ تھی فرمان کی مُہر دیکھکر جان تازہ پائی پھر آنکھوںنے لگائی رات دن کوچ کرتی بیش پچیس دنمین برسم یلغار فوج داخل ہوئی شہزادہ لشکر کو ملاحظہ فرماکر مسرور ہوا ملال بھولا ارکان سلطنت نے ملازمت حاصل کی سب نے نذر دی موافق قدر و منزلت خلعت اور انعام خاص و عام کو مرحمت ہوا اور رعایا برایا بازاری اہل حرفہ کو بھی کچھ دیا فوج کے سردارونکو خلعت جواہر نگار سپر و شمشیر مرصع کار عنایت کیے دو ماہہ تمام فوج کو انعام مین دیا از سر نو لشکر چمکا دیا پھر وہان سے کوچ ہوا وہی راہ مین جلسے اختلاط فسانے حکایات عیش و نشاط نوا سنجا تار ہزو کنا یے کرتا لطیفے سُنا تا دل بہلاتا ہر صبح باخاطر شگفتہ مثل نکہت گل کوچ ہر شام بسان فصل بہار با آسائش مقام روز و شب براحت و آرام رو براہ ہوئے

ورود لشکر نصرت آمود پُر بہار جنگل مین جاڑے کی شدت صحبت شراب کے نشے کی ترنگ مین خیالات فاسد کا آنا کج بحثی باہم کی پھر توتے کا سمجھانا شہزادے کا پچھتانا

ناگاہ ایک روز گذر موکب حشمت و جلال بافر و شوکت کمال ایک صحرا ے باغ و بہار دشت لالہ زار مین ہوا فضاے صحرا قابل تحریر کیفیت دشت گلشن آسا لائق تقریر بو باس ہر برگ و گل کی رشک مشک اذفر صفحہ بیابان معنبر و معطر چشمون کا پانی صفا مین آب گہر سے آبدار تر واقعی مین بہ از شیر و شکر سیلے کے جاڑے کڑاکے کی سردی تھی گویا کہ زمین سے آسمان تک یخ بھر دی تھی پرند اور چرند اپنے اپنے آشیانون اور کاشانون مین جمے ہوئے بیٹھے بھوک اور پیاس کے صدمے اُٹھاتے تھے دھوپ کھانے باہر نہ آتے تھے قصد سے تھرتھراتے تھے سردی سے سب کا جی جلتا تھا دم تقریر ہر شخص کے مُنھ سے دھواں دھار دھوان نکلتا تھا آواز کسی کی کان تک کسی کے کم جاتی تھی مُنھ سے بات باہر آئی اور جم جاتی تھی مار سیاہ اوس چاٹنے باہر آتا تھا سردی کے باعث دم بکے بانبی مین

بھاگ جاتا تھا زمانہ کے کاروبار مین خلل تھا ہر ایک دست دربغل تھا عاشق و معشوق بھی اگر ساتھ
سوتے تھے گھٹتے تھے مگر گھٹنے سے جدا نہوتے تھے اشک شمع انجمن لگن تک گرتے گرتے اولا تھا
پروانون نے گرد پھرتے پھرتے ٹٹولا تھا شعلہ کانپتا تھا فانوس کے لحاف مین مُنھ ڈھانپتا تھا
شمع کا جسم برف تھا پگھلنے کا کیا حرف تھا ہر سنگ کے سینے مین آگ تھی گواہ شرعی شرر تھا لیکن
سردی کو بھی یہ لاگ تھی اور جاڑے کا ایسا اثر تھا کہ سلیمن کی سلیمن جمی پڑی تھین فولاد سے زیادہ
کڑی تھین تنور فلک چہارم کی جھانی سُرد تھی گلخن مین یہ برودت تھی کہ کشمیر گرد تھی لنجون نے بیٹر پکڑے
ہوے لولون کے ہاتھ آئے لنگڑے ہرن باندھ لائے سرزمین ہند مین مُردے نہ جلتے تھے زندون
کے ہاتھ پانون گلتے تھے آتش رُخسار گل شبنم نے بجھائی تھی باغ مین بھی جاڑے کی دہائی تھی خوبی
اُس برگ و بار کی صنعت پروردگار کی دکھاتی تھی مرصع کاری یک لخت نظر آتی تھی دانہاے اشک شبنم
خواہ بڑے یا ننھے سے تھے ہر شجر کے پتے اور شاخ مین الماس او ہیرون کے آویزے تھے عذار لالہ احمر
رشک زعفران تھا طلائی درختون کی ٹہنیان کہربائی پتے بہار مین رنگ خزان تھا اس سردی کا کہین ٹھکانا
تھا حمام نہ خانہ کا شخانہ تھا آگ پر لوگ جی نثار کرتے تھے زردشت کا طریق اختیار کرتے تھے اُس زمانہ مین
جاڑے کی یہ ترقی تھی کہ آجتک بتون کی سرد مہری نہ گئی آفتاب عالم ہمیچ حل تھا آتش پرستون کا عمل تھا زیست سمندر
کے عنوان تھی آگ خلقت کی جان تھی عاشق تو کیا معشوق ٹھنڈی سانس بھرتے تھے گرمی نکرتے تھے
دانت سے دانت بجتا تھا ہونٹ نیلم کو شرماتے تھے پان کے لاکھے مین سوسن کی پنکھڑی سی نظر آتی
تھی عاشق تن پریون کو ساتھ سُلاتے تھے اپنے بستر کو گرم نہ پاتے تھے جاڑے مین ہر ایک الگست تھا عالم
اللہ کا آتش پرست تھا جاڑے سے اُس دشت مین ایسا پالا پڑا تمام اہل لشکر کو تپ لرزے کا عالم تھا بانکے
ترچھے اینٹھے جاتے تھے ڈھال تلوار کھڑکھڑانیکے عوض دانت کڑکڑاتے تھے تپنچے چقماق پتھر کلے لاٹھی
سے بیکار ہوگئے تھے چاپ کے پتھر آگ نہ دیتے تھے اور توڑے دار کا یہ حال تھا کہ بوجھ کندھا توڑے
دیتا تھا قدم اُٹھانا محال تھا توڑا ہر ایک گل تھا توتے کی جگہ شور بلبل تھا ہوش لوگون کے کانپتے تھے کچھ
کی مٹی کو الاو سمجھ پھونکتے پھونکتے ہانپتے تھے تمام لوگون کے حواس جم گئے تھے جگنو کو چنگاری کے دھوکے اُٹھانیکو
تھم گئے تھے سردی بسکہ کار فرما تھی ایک کو دوسرے کی تمنا تھی یہانتک جاڑے کا زور و شور عالمگیر ہوا تھا
کہ کُرہ نار ٹھہریہ ہوا تھا جانعالم نے فرمایا آج خیمہ ہمارا یہین ہو بعد ورود تو بہ ہامان عاشق نشاط ہوا ملکہ اور انجمن آرا سے

پری پیکر محبوب توتا مصاحب بے بدل بدل مرغوب دور شراب کا گردش مین الاکشتی شراب کی نہ چلتی تھی اور کباب بھوننے کو آگ نہ جلتی تھی گلاس شراب کا برف کی قفلیو نکو شرماتا تھا قطرہ مے ایمین گرتے ہی جم جاتا تھا مینائے بیزبان کے مُنھ پر روئی تھی ایسی سردی ہوئی تھی گلا بیٹھا تھا جب بہت غل کرتی تھی تب قلقل کرتی تھی لب ساغر خشک جسم پر پسینا تھا پانی کا پیالہ فخر آبگینہ تھا جاڑے کا لشکر مین ہرطرف شور و غل تھا بازار مین روئی کا لین دین بالکل تھا جب دور آفتاب ماہ جبینون مین چمکا عالم سرور مین جانعالم کو خیال نزدیک و دور آیا دلین سوچا کہ اتنے عرصہ دراز زمانہ دیر یاز تک ملکہ اور انجمن آرا کو ہمسے فرقت غیر و نسبتے قربت رہی رنڈی کا اعتبار کیا ہی یہ قوم قدیم سے بیوفا ہی فردوسی

زنان را مزن نام بودے نہ زن	اگر نیک بودی سر انجام زن

یہ نشیب و فراز جو ذہن مین آیا جلی کٹی ہونے لگی کج بحثی صحبت کا لطف کھونے لگی وہ سبز پوش خانہ بدوش موقع شناس مزاجدان و لسوز ادب آموز بیزبان بلبل ہزار داستان دلکا حال جانتا تھا اڑتی چڑیا پہچانتا تھا سمجھا جانعالم کی طبیعت کبیدہ ہوئی قریب وہ وقت آیا چاہتا ہی کہ ایسی گفتگو آغاز ہو جس کا انجام یہ صحبت درہم برہم کرے بات کو کاٹ طبیعت کو اچاٹ کہنے لگا شہزادے نشہ اُس کیفیت سے حرام ہی کہ اسکی ترقی مین عقل کو تنزل ہی خیالات لاطائل آتے ہین احسان بھول جاتے ہین فقط گمان بیجا اور خیال وہ بھی نشّے کے حال کا اسیر حق خدمت سہو کرنا روکھی صورت بنانا فوراً بگڑ جانا آدمیت سے بعید ہی ایکساعت ادھر مخاطب ہو جسے اس مدت مفارقت مین جو جو سانحے دیکھے افسانے اپنے بیگانے کے یاد کیے ہین اگر بگوش ہوش نہین سنیے تو یہ تخیلات فاسد دور ہون جانعالم نے کہا ایسی بات اسوقت و جیات سے ہی جلد کہ

توتے کا بیان کرنا قصہ شاہ قوم بنی اسرائیل کا بھاوج پر فریفتہ ہونا دین و ایمان کھونا پھر سنگسار کرنا عورت کی بادیہ گردی پھر اسی شہر مین آنا

توتے نے کہا جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک بادشاہ تھا نیک طینت باصفا سخی و شجاع عابد پارسا اُسکے عہد دولت مین دو بھائی تھے ایک تو شہر کا قاضی ایک مفتی بظاہر مرد مسلمان صاحب ایمان مفتی کی بی بی نہایت شکیلہ بہت جمیلہ تھی اتفاقاً عند الضرورت مفتی کو بادشاہ نے کہین دو چار منزل بھیجا وہ اپنی عورت دم رخصت بھائی کو سونپ گیا قاضی گاہ گاہ خبر کو اُس عورت کے پاس جاتا تھا پر وہ اسی واسطے خوب ہوتا ہے جتنا دنیا کا قصہ بکھیڑا ہے

سب آنکھون نے دیکھا سُنا ہی وہ بدرجہ حسین تھی قاضی کی آنکھ پڑی فریفتہ ہوا چند روز مین ولولۂ
طبیعت حد سے فزون بلکہ قریب بجنون ہوا مگر وہ عورت جیسی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ
عصمت و عفت رکھتی تھی ایسا حسن حُسن اتفاق سے ہوتا ہی قاضی نے ایک روز اس سے سوال
وصال کیا اُسنے اس امر سے از حد انکار کر خوشامد کا کچھ نہ خیال کیا قاضی سمجھا یہ راضی نہوئی اور
نہو گی خفت مین دور اندیشے ہوئے ایک تو محرومی وصال دوسرے افشائے راز کا خیال گھبراکر
بادشاہ سے عرض کی کہ دم رخصت میرا بھائی اپنی جورو مجھے سونپ گیا تھا اُس فاحشہ نے اسکی
غیبت مین زنا کیا مجھے ثبوت کامل ہوا بادشاہ نے مرد متشرع سمجھ صاحب زہد و ورع جانکر اختیار
دیا قاضی نے اُسکو تنہا لیجاکر سمجھایا کہ ابتک خیر ہی مجھسے راضی ہو نہین بڑا شر ہوگا تیرا ضرر ہوگا دلبر
جبر اختیار کرونگا تجھے سنگسار کرونگا وہ عورت شیر صفت اُسکی گیدڑ بھبکی سے نہ ڈری مرگ پر
راضی ہوئی اس کمبخت شہوت پرست نے شہر کے باہر لیجاکر اُسکو سنگسار کیا خلق خدا عبرت کنان
خائف و لرزان لپنے اپنے گھر پھری وہان حافظ حقیقی نے شیشۂ حیات اُس نیک صفات کا
سنگ ستم قاضی سے بچا لیا ہوس نہ کی خواہش بیجا مین ایسا ہی ہوجاتا ہی عقل پر پتھر پڑ جاتے ہین
شب کو عورت پتھر سر کا ایک سمت پیادہ پا روانہ ہوئی جنگل مین ایک ویرانی تھا مرد خدا پرست
بستی کو چھوڑ اہل دنیا سے منہ موڑ دشت بسایا تھا یہ جب وہان پہونچی اُس حق پرست نے اس کی
غریب الوطنی پر رحم کھایا لڑکا اسکا خرد سال تھا اسکی خبر گیری کو اپنے پاس رکھا اس دیرانی کا ایک
غلام سخت نطفۂ حرام تھا بد ذات کمینہ مثل مشہور ہی لاخیر فی عبیدی رنڈی جوان دیکھکر عاشق ہوا
بہت چاپلوسی کی وہ ڈھب پر نہ چڑھی اُس شقی نے دیرانی کا لڑکا ذبح کر تہمت اُس عورت
پر کی اولاد کی محبت مشہور ہی امیر ہو یا فقیر آئین محبوبہ ہی دیرانی کو بشدت رنج ہوا لیکن وہ صابر و شاکر
تھا عورت سے کچھ نہ کہا بجز کہ رضینا بالقضا اور بیس دینار زاد راہ دیکر رخصت کیا وہ بیچاری مصیبت
کی ماری پھر چل نکلی ایک شہر مین وارد ہوئی بازار مین بھیڑ دیکھی شور و غل برپا تھا اور ایک شخص کو
زنجیر و طوق مین پھنسا کشان کشان لوگ لیے جاتے تھے عورت نے پوچھا اس سے کونسا
جرم قبیح سرزد ہوا جو ایسی آفت مین مبتلا ہی لوگون نے کہا یہ بیس دینار کا قرضدار ہی ادا کی طاقت
نہین اسکے بدلے بیان کے سردار نے دار کا حکم دیا ہی عورت کو رحم آیا دہی دیرانی کے دینار دیکر قید سے

چھڑادیا وہ مکار بدباطن عیار تھا رنڈی جو خوبصورت دیکھی جی بھر بھرایا کہا تو تو میری محسنہ ہی
مین تیرے ہمراہ رہونگا خدمتگذاری کرونگا اس حیلے سے ساتھ ہوا کچھ دور شہر سے نکلی تھی راہ مین
دریا ملا یہ مدت سے نہائی نہ تھی کپڑے بھی کثیف ہوگئے تھے ایکطرف لباس دھوکر نہارہی تھی
ناگہان ایک سمت سے دو جہاز وہان آئے اہل جہاز نے دیکھا عورت قمر طلعت ہی اُس حرامزادے
سے پوچھا یہ کون ہی اُسنے اپنی لونڈی بتایا مول تول درمیان آیا غرضکہ مبلغ کثیر بیچکر کسی بہانے سے جہاز پر
چڑھادیا روپے لیکر چل نکلا وہ دو سوداگر تھے دونون اسپر مائل ہوئے قصے فساد حائل ہوے پھر یہ صلاح
ٹھہری کہ بالفعل مال کے جہاز پر یہ رہے جب اسباب بک چکے اُسوقت عورت جسے قبول کرلے
وہ لے جھگڑا مٹایا اُسے مال کے جہاز پر بٹھایا ایک روز آندھی چلی طوفان آیا جس جہاز پر سوداگر تھے وہ
تو ڈوبگیا مال کا جہاز اور یہ جا بانہ سلامت رہی چند عرصے مین جہاز اُس شہر مین آیا جہان سے یہ سنگسار
ہوکر نکلی تھی دو کلمے یہ سنو جس شخص نے اسکو بیچا تھا کسی تقریب سے وہ یہان کے بادشاہ کا بخشی ہوا اور دربانی
کا غلام بہ بدوایام پایۂ وزارت پاگیا اور مفتی صاحب سفر سے پھر کر مفت جورو کے الم مین مبتلا تھے
جسدن جہاز اس شہر مین پہونچا وہان کے پیغمبر کو حکم آلٰہی آیا کہ ہمارا ایک خاص بندہ جہاز پر آیا ہی یہان کا بادشاہ
وزیر بخشی اور قاضی و مفتی کو لیکر اُسکے پاس جائے اور اُس سال مین جو جو گناہ ان سب سے عمداً اور سہواً سرزد
ہوے ہون اُسکے روبرو بیان کرین جو وہ خطا معاف کرے تو ہم بھی درگذرین وگرنہ بلائے آسمانی آفت
ناگہانی اس زمین پر نازل کرونگا پیغمبر نے بادشاہ سے کہا وہ سب کو ساتھ لے کر جہاز پر آیا عورت

تصویر زن عابدہ کے آنے کی اور بادشاہ مع قاضی و مفتی و بخشی

پردہ چھوڑ کر آبیٹھی تقریر شروع ہوئی پہلے بادشاہ نے کہا مین سیہ کار از سرتاپا گناہگار معصیت کا بتلا ہون مگر یہ خدشہ تازہ ہوا ہی کہ قاضی کے کہنے سے مفتی کی جورو کو بے تحقیقات جرم سرزنش کا حکم دیا ہی عورت بولی غفر اللہ لک یعنی بخشے خدا تجھے پھر مفتی نے کہا مجھے جورو کیطرف سے گمان بد ہی اُسے کہا تو ابھی چپ رہ بیٹھ پھر قاضی نے بیان کیا مجھ سے بدولت نفس امارہ یہ حرکت ناکارہ ہوئی کہ بیجرم و خطا ایک بیگناہ کو سنگسار کیا اُسنے کہا اللہ تیری مغفرت کرے بعد اسکے وزیرہ ویرانی کا غلام آیا ندامت سے سر جھکایا پھر کہا بندہ سے بتحریک شیطان اور جوشش شہوت جرم قبیح ہوا کہ آقا کا لڑکا مار کر صاحب عصمت کا قصور ٹھہرایا وہ بولی عفور رحیم تجھپر رحم کرے جب بخشی آیا وہ بیچنے کا ماجرا زبان پر لایا عورت نے کہا تو محسن کش ہی خدا تجھے نہ بخشے گا الغرض بخشی کی جان بخشی نہوئی پھر وہ پردہ اُٹھا باہر آئی مفتی سے کہا تو نے مجھے پہچانا یہ سب قصہ میری عفت کا فسانہ ہی آجتک خدا کی حفظ و عنایت سے عزت و آبرو بچی اب خلع کی اُمیدوار ہون یہ مال و متاع تو اپنے صرف مین لا مین تنہا گوشہ عزلت مین بیٹھکر عبادت کرون اسی شغل مین مرون یہ ماجرا دیکھکر حاضرین صحبت ناظرین جلسہ تھرائے بادشاہ سلامت منفعل گھر آئے وہ عورت تو حجرہ بنا طاعت یزدان مین مشغول ہوئی دولت کونین حصول ہوئی توتا یہ قصہ تمام کر کے بولا جانعالم جو ثابت قدم ہین اُن کا ہر وقت اللہ یار ہے ہر بے کنارے سے اُنکا بیڑا پار ہے فرد

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

یہ نقل سنکر شہزادے کا نشہ ہرن ہوا دو تونکی مشقت اور ایذا اُٹھانی خانہ ویرانی بادیہ پیمائی یاد آئی خوف خدا سے شغل بید کا نیا ندامت سے عذر کیا کہ حالت نشہ مین جھک مارا قصور ہوا پھر ہنسی خوشی وہان سے کوچ ہوا

یہ خاتمہ داستان ہی اور وطن پہونچنا شہزادہ جانعالم کا زیارت والدین اور نوک جھونک ماہ طلعت کی توتے سے ملکہ اور انجمن آرا کا دل بہلانا پھر وزیر زادے کا قتل سلطنت ترک کرنا بخت کا فیروز

چل اے توسن خامہ منزل رسان	کہ اب گھر پہونچتا ہی یہ کاروان
پھرا گھر کو شہزادہ خوش سیر	جھگڑے کا عالم بہت گرد فر
وہ اس طرح پہونچا وطن کی طرف	بہار آئے جیسے چمن کی طرف

بڑی فکر رہتی تھی ہر صبح و شام ‏ ‏ ہوئی فضل حق سے کہانی تمام
وہ بچھڑے تو سب ہو گئے ایک جا ‏ ‏ ہوئے اپنے مطلوب سے ہم جدا
رہی شرح جور فلک ناتمام ‏ ‏ سرور حزین توسن خامہ تھام

غرضکہ شہزادہ جانعالم منزل بمنزل مسافت طے کر مع الخیر وطن پہونچا دو کوس شہر سے باہر خیمہ برپا ہوا لشکر ظفر پیکر اُترا یہ خبر فسحت آباد مین گھر گھر مشتہر ہوئی کہ کوئی غنیم فوج عظیم لیکر وارد ہوا شہر کا یہ نقشہ تھا جس روز سے جانعالم مفقود الخبر دربدر ہوا تھا ویران پڑا تھا اور بادشاہ گریبان چاک سر پر خاک نہ تخت کی خبر نہ سلطنت سے سروکار نہ ملک سے مطلب نہ دربار سے غرض دیوانہ وار باول بیقرار محل مین پڑا رہتا تھا اور شہزادے کی مان بھی غمگین اندوہناک بے چین دن رات غم کی حکایات اندوہ کے بین نصیب کی شکایت لب پر شور و شین خلش نشتر غم سے کوئی ساعت قرار نہ باقی تھی ہر وقت بلبلاتی تھی یہان تک دوری دلبند مہجوری فرزند مین دونون روئے تھے کہ آنکھین ان عزیزون کی یوسف گم گشتہ کے فراق مین دید کے اشتیاق مین ہمچشم دیدۂ یعقوب علیہ السلام ہوگئی تھین بحکم آیہ وافی ہدایہ وَابْیَضَّتْ عَیْنَاہُ مِنَ الْحُزْنِ فَھُوَ کَظِیْمٌ۔ سچ ہی فراق نور چشم مین نور چشم کب رہتا ہے رات دن آنکھین یکسان ہر وقت سراسیمہ و پریشان مگر ارکان سلطنت نمکخوار قدیم کوشش عظیم سے دریدہ ریاست کا کام سنبھالے تھے جب ورود لشکر باین کر و فر سنا وزیر اعظم کو جانعالم کے پاس حال دریافت کرنیکو بھیجا بسکہ شہزادہ با امتیاز کی مفارقت کو زمانہ دراز گذرا تھا سوا ساماں جاہ و حشم لشکر کا حجم و خم فوج ہزار در ہزار انبوہ بشمار خزانہ لا انتہا دیکھکر وزیر گھبرایا اپنے شہزادے کا وہم و گمان نہ آیا دست بستہ عرض کی قبلۂ عالم گردش طالع واژدن نیرنگی گردون سے وارث تخت سلطنت یہان کا دفعتہً گم ہوگیا بادشاہ آسمان جاہ ہمارا مصیبت کا مارا جگر گوشے کی مفارقت مین دامان صبر گریبان شکیب پارہ پارہ کر نور نظر بھی اُس اپنے قرۃ العین طاقت بصر کے ہجر مین گریہ کی نذر کر چکا ہے ہنوز اُس عین الکمال کے قدم کی خاک سرمۂ چشم مشتاقان کحل الجواہر دیدۂ منتظر نہین ہوئی بعد سلام حضور کو یہ پیام دیا ہی کہ اگر خواہش تخت یا تمنائے تاج منظور خاطر ہے بسم اللہ کل نہین آج حاضر ہے مگر

سامان جنگ وجدال گرم بازاری عرصۂ قتال خونریزی بندگان خدا ناحق روا ہی مجھے تخت سلطنت تختۂ تابوت سے بدتر ہے الامعاملہ قضا وقدر سے مجبور ہر فرد بشر ہی ہر چند جینے سے سخت جی بیزار ہے لیکن مرنے کا کسے اختیار ہے شعر

زندگی اب گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون		مرنے کو مین تو راضی ہون موت کو موت آگئی

شرح سخت جانی موجب پریشانی گوش حق نیوش جان گر طول کو مختصر کیا جانعالم یہ سنکر رو دیا وزیر کو گلے سے لگایا خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر کہا افسوس تمنے گودکے پالے عرصۂ قلیل مین بھلا ڈالے بعد آداب وکورنش عرض کرنا کہ بدولت الفت پدری وتاثیر دعاے سحری سے خانہ زاد بامراد زندہ وسالم شرف آستان بوس سے مشرف ہوا اُسوقت وزیر نے پہچانا قدمونپر گرا پھر سر اُٹھا کر بے اجازت بھاگا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پکارا مبارک ہو

	اُستاد بوے یوسف سوے پیغمبر کنعان آئی	

اے بادشاہ باقبال والے صاحب جاہ وجلال بعنایت جامع المتفرقین بہ باعث برکت دعاے مہاجرین نیر اوج بختیاری کوکب درخشندۂ سپہر شہریاری با فوج ولشکر و مجمع حوران پری پیکر یہان آیا اور اس اُجڑے نگر کو آباد کیا بسایا مشتاقون کا دل الم رسیدہ شاد کیا شکر صد شکر نالۂ شبگیر باتاثیر تھا بادشاہ کو تو مرتبۂ یاس حاصل تھا وزیر سے یہ کلمہ فرمایا میر تقی

شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہین		وہ اور ہوگی وقت سحر ہو جو مستجاب

وزیر نے مکرر عرض کی بسر حضور رشک ہ محبوبہاری یمین قدم سے شمع انجمن افروز سلطانی کے روشن ہوئی اس گفتگو مین وزیر تھا کہ جان عالم تنہا داخل ہوا محل مین محشر کا قیام ہوا رونا پیٹنا مچا رنڈیون کا اژدحام ہوا مان باپ نے گلے سے لگایا شہزادہ بالراس والعین آداب بجالایا عین عنایت الٰہی دیکھئے اُسیدم دونون کی

جان عالم کی والدین سے ملاقات اور تخت پر بیٹھنا اور بعیش و عشرت بسر کرنا
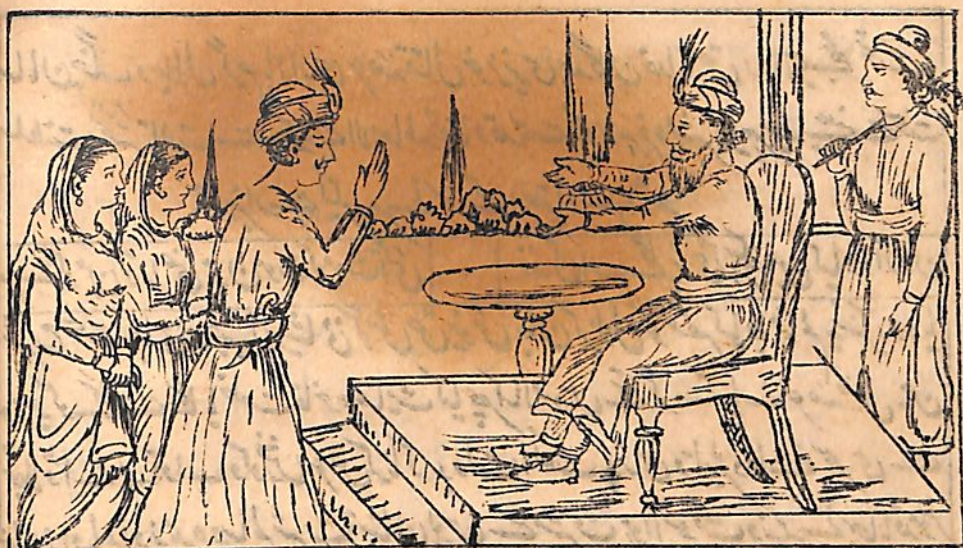
آنکھون مین بینائی جسم مین تاب وتوانائی آئی بادشاہ جلد سوار ہوا بہودن سے لشکر مین جا کر
دوچار ہوا شہر والون نے سُنا صغیر وکبیر برنا و پیر دوڑے دونون لشکر جلو مین ہمراہ آگے آگے
جہان پناہ روپیہ اشرفی دو رویہ تصدق ہوتا محلسرا مین لا کر اُتارا جانعالم کی مان نے انجمن آرا
اور ملکہ مہر نگار کو دیکھا جان و دل دونون پر نثار کیا بہت سا پیار کیا مُبارک سلامت کی صدا
در و دیوار سے پیدا ہوئی جس نے دیکھا وہ شیدا ہوئی دوسرے دن ملکہ اور انجمن آرا نے شاہ
فیروز بخت سے عرض کی کہ اگر حضور کی اجازت ہو تو شہزادے کے محلسرائے قدیم مین ہم جائین
ماہ طلعت سے ملاقات کر آئین بادشاہ نے فرمایا وہ عورت بدبخت سخت مُنہ پھٹ بڑھ بولی
فضول ہے اُسے شرمندہ کرنے سے کیا حصول ہے میان مٹھو بھی حاضر تھے بول اُٹھے قبلۂ عالم
یگانگت مقتضائے ملاقات ہے خفت و ذلت کی کیا بات ہے بادشاہ چپ ہو رہا شہزادیون نے
سواری طلب کی طائر پران نے پیشقدمی کر ماہ طلعت کو سلام کیا اُسنے سر جُھکا لیا یکایک سواریان
آپہونچین اُسوقت وہ بیچاری خفت کی ماری اُٹھی استقبال کیا دونون نے گلے سے لگایا
مسند پر جا بیٹھین ملکہ بڑی مقرر خوش بیان تھی انجمن آرا اتنی طرار کہان تھی سلسلۂ کلام بدلداری
تمام کھولا کہ ہماری جانب اور گمان نہ لانا ہم بہر حال شریک بشاشت رفیق ملال ہین تو تا انجمن آرا
کے سامنے آیا ماہ طلعت سے کہا حضرت سلامت اتنا زبان مبارک سے فرماؤ کہ آج سچا کون ہے
جھوٹے کے منہ مین کیا ہے اور تو کیا کہون آپکی کج بحثی سے جانعالم کے ہاتھ یہ لوگ جھین یا سیماب ہوئے گو تنہا چکر ہوا

میرے سبب سے آپکو ندامت ہوئی جھوٹے کے منھ مین گھی شکر ہوا انجمن آرا تو سیدھی بھولی تھی لونے
سے بدمزہ ہوئی فرمایا دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی پھر ماہ طلعت سے کہا سنو میری جان یہ جانور
بے شعور عقل سے دور حیوانیت سے مجبور ہی دنیا کا کارخانہ فسانہ ہے رہا یہ حسن و خوبی عارض
عارضی ہی اسپر کیا اترانا ہی یہ کیفیت یہ جوبن یہ سن چار دن کا ہی ناپائدار اسکا کیا اعتبار رنگ
چمن دنیا جاودان نہین کونسی بہار ہی جسے خزان نہین حسن پر غرور بیجا ہے سرو یہ کہتا ہی شعر

بہتا دریا ہی یہ حسن آمین ادے دھولے ہاتھ	بیخبر اتنا ہے کیون بر سر ساحل بیٹھا

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام نظم

نظر پڑا چمن دہر مین جو ہم کو مکان	ہزار خار ہوئے دیکھی بلبل نالان
ہمارے زعم مین اس سا نہین کوئی نادان	جو اپنے حسن دوروزہ پہ کچھ ہوا نازان
شکستہ رنگی گل شاہد چمن ہی یہان	کہ اس بہار کا انجام آخرش ہی خزان
گھمنڈ اسپہ حماقت کی بس نشانی ہی	مقام عبرت و حیرت سرائے فانی ہی

آخر کار ماہ طلعت کو شیرین زبانی اور اپنی خوش بیانی سے شگفتہ خاطر کیا دو چار گھڑی ہنسی خوشی
اختلاط رہا مگر توتا نوک جھوک چھیڑ چھاڑ کیے گیا پھر رخصت ہوئین اُسنے حاضر ہونے کا وعدہ کیا
واقعی جنھین اللہ حسن بیمثال مرتبہ جاہ و جلال دیتا ہی ان لوگون کا دل صفا منزل غبار کلفت
اور عجب و نخوت سے صاف اور مرآت سینہ زنگ حسد و کینہ سے شفاف ہوتا ہی القصہ باہم
بے رنج و الم رہنے لگے سب شاد ہر روز خندان و خرم و فرحان بسر کرنے لگے نئے سر سے وہ اُجڑا شہر
بسا بنائے ظلم و ستم منہدم ہوئی مروج عدل و داد ہوا دونا سابق سے حال مین آباد ہوا خزان چمن
سے دور ہوئی بلبل نالان مسرور ہوئی ایک روز جانعالم نے تمام خلقت کو در شہر پناہ پر طلب کرکے
وہ بکری کا بچہ دکھا نگرامیان اُسکی سُنا جلاد سے حکم کیا اسکے اعضا اعضا سے جدا بدست و پاکرد
زاغ و زغن کو گوشت کی بوٹیان اُڑا کر کھلا دو شکاری کتون کو لہو بہا کر چٹا دو بمجرد ارشاد سر اُس
بدنہاد کا تیغ جلاد سے جدا ہو گیا خلق خدا یہ حال دیکھ ماجرا اُسکے تھرا گئی سب نے اُس
بدین پر لعنت اور نفرین کی جانعالم نے دولتسرا کی راہ لی اُسی روز فیروز شاہ نے تاج و تخت
بیٹے کو حوالہ کیا خود گوشۂ تنہائی لیا بادشاہ شب اپنی عبادت اور بیداری مین سحر کرتا تھا

وہ تو صائم النہار قائم اللیل مشہور ہوا جانعالم ہر روز تخت پر جلوہ افروز ہوا عدل کی داد دیکے شب کو پری پیکر دن مین بسر کرتا تھا یہ عادل و سخی و رحیم و شجاع یکتاے روزگار مشہور ہوا ذکر دونون کا تا قیام قیامت صفحۂ روزگار ورق لیل و نہار پہ اور بر زبان یگانہ و بیگانہ رہا بات باقی رہگئی نہین تو دور دوران مین کسکا دور رہا کسکا زمانہ رہا جسطرح جانعالم کے مطلب ملے اسیطرح کل عالم کی مراد اور تمناے دلی اللہ دے علی الخصوص سامعین ناظرین راقم و مؤلف کی خواہش و آرزو بتصدق رسول عربی برآئے بحرمتہ النبی و آلہ الامجاد بالنون والصاد بانیا ظاہر یہ فسانہ نادر زمانہ مضمون چکیدۂ دل و تحریر خامہ ہی اگر دیدۂ غور د نظر تامل سے ملاحظہ کرو تو حقیقت مین کارنامہ ہی فقط جبدم نظر فیض اثر سے جناب کعبہ و قبلہ مخدوم و مکرم آغا صاحب قبلہ آغا نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی صاحب کے یہ گذرا بعد اصلاح شاگرد نوازی فرما قطعۂ تاریخ سے زینت بخشی قطعۂ استاد

برائے خاطر یاران و احباب	سرور این قصہ راچون کرد ایجاد
بجستم سال تاریخش نوازش	فلک این گلستان بیخزان داد

ایک دوست بندے کے زمانہ کے تعلق سے مغل سرو آزاد لالہ درگا پرشاد تھے ہنر مین عیب پوش تخلص مدہوش خم محبت سے مے الفت جوش مین آئی تاریخ مستانہ زیب فسانہ فرمائی

مدہوش

کہا فسانہ جو یہ عجائب سرور و نجستہ و خمرین سنے	کہ جسکی تاثیر سے بیان کے ہر ایک دل بیقرار دیکھا
جہان یہ کچھ گل کی گفتگو ہے وہان یہ کچھ اور رنگ و بو ہے	جہان خزان کی خلش ہے آئین وہان یہ کیا کیا نہ خار دیکھا
جہان کیا غم نے ہی جگر خون نظر پڑا دان شفق کا عالم	کہین جو ہے داغ دلکا پھولا تو اوس جگہ لالہ زار دیکھا
کہین جو چشمے کا ماجرا ہی دکھائی وہ آب و تاب اُسنے	کر چشمہ چشم سے ہر اک کے روان ہوا چشمہ سار دیکھا
کہین جو دریا کا ذکر آیا تو کشتی دل ہی نذر طوفان	جو کوہ نے سر کہین اُٹھایا تو جان کو سنگسار دیکھا
ہوا ہی جس جس جگہ یہ آئین بیان سحر و طلسم و جادو	تو قدرت حق سے اُس مکان پر نئی طرح کا حصار دیکھا
جو قید مین دیو کی پھنسا ہی کسی جگہ پہ کوئی پری رو	تو کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہان پر بروے کار دیکھا
کسی جگہ پر جو جوگ آسن کا جو گیونکے بیان ہی آئین	تو خوب چھانا ہے اسجگہ کچھ نہ غیر مشت غبار دیکھا

کہین جو آمد کی یار کے کچھ خبر کا چرچا کیا ہی اُسنے — تو دیدہ ہر اہل دید کا وانیہ وقف صد انتظار دیکھا
جو وصل کی شب کا کچھ بیان ہی تو جمع ہی خاطر پریشان — جو روز ہجران کا غم لکھا ہی تو داکو کیا انتشار دیکھا
جو بزم کا کچھ بیان کیا ہی تو کوئی محفل نہ دیکھی ایسی — جہانیہ کچھ رزم کا بیان ہی ہر اک کو سفند یار دیکھا
کہین کھینچی ہی جو تیغ ابرو تو ہو گئے دلکے ٹکڑے ٹکڑے — کہین جو تیر نگاہ چھوٹا تو صاف سینہ کے پار دیکھا
خرابی حال عاشق ایسی کہ جسپہ رونا فلک کو آئے — کہین پہ معشوق کی ہی خوبی کہ ملک تک زر نگار دیکھا
نہ پوچھو حال اس فسانہ کا تم کہ ڈھنگ کیا کیا بھرے ہین اسمین — جو حسن دیکھا تو زور دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا

ہوئی جو مدہوش کو یہ خواہش کہ سال تاریخ اسکا لکھیے
تو کھینچ کر آہ دل سے نکلا خزان سے رنگ بہار دیکھا
۱۲۴۰ھ

تاریخ از مصنف

جس نے کہ سنا اس کو جی مین یہ لگا کہنے — یا رب یہ فسانہ ہے یا سحر ہے بابل کا
تاریخ سرور اس کی منظور ہوئی جس دم — بے ساختہ جی بولا نشتر ہے رگ دل کا
۱۲۴۰ھ

تقریظ

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی — کس بیکمال ہیچ نیرزد عزیز من

دنیا مین کمال ایک ایسا جوہر نفیس ہی کہ جسکے سبب سے انسان ہر دلعزیز ہوتا ہی اپنا بیگانہ مزرعۂ دلمین اُسکا تخم محبت بوتا ہی - حاضر و غائب لوگ اُسکے ثنا خوان رہتے ہین دور دور اُسکے کمال کے بیان رہتے ہین آدمیت عقل و فہم و ادراک سے عبارت ہی اسپر اگر کسیطرح کا کمال بھی حاصل ہی تو یہ جوہر تیغ شرافت ہی بیکمال کی انفس الامر مین کچھ حقیقت نہین گو صاحب دولت ہو مگر عزت نہین کامل کے خواہشمند ہزار ہین - یہی لوگ دنیاے ناپائدار مین یادگار ہین فی زماننا ذی کمالون مین بلبل خوش الحان حدیقۂ معانی طوطی شکرین مقال بوستان سخندانی مہر سپہر سخنوری گوہر بحر معنی گستری مضمون آفرین بعدیل شاعر نامی و جلیل و بیر سحر تحریر منشی عطارد نظیر انشا پرداذی مین معروف نزدیک و دور یادش بخیر مرزا رجب علی بیگ تخلص سرور قسم مرحوم و مغفور جنکے اشعار خوب و نثر ہائے مرغوب اطراف جہان و اکناف عالم مین مشہور ہین ؎

فلک تفرقہ انداز کی کج بازی سے — وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جسکے گمان

المختصر فسانۂ عجائب جو تحریر فرمایا ہی زور طبیعت دکھایا ہی فی الحقیقت یہ فسانہ یادگار ہی شاہد ہمتبالی مرزا صاحب ذی وقار ہی جب پڑھیے وہی لطف قبول خاطر پیدا ہو سبحان اللہ کیا کہنا عہد شباب کا لکھا ہی ہر چند اور لوگون نے تتبع کیا قدم بہ قدم چلے مگر توبہ کیجیے کیا ہوتا ہی نہ پھولے نہ پھلے

این سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

الحق فسانۂ عجائب عجیب رنگین و دلفریب قصہ ہی۔ مرزا صاحب ممدوح کا حصہ ہی زبان کوثر کی دھوئی شستہ و رفتہ سبکو مرغوب روزمرہ محاورے بہت اچھے نہایت خوب اُردوے معلے سراسر تجلی فقرے چست لفظین درست عبارت سلیس فصاحت آمیز معانی لطیف بلاغت انگیز سرور افزاے دل انجمن آراے جہان جانعالم ہے جتنی کہانی لاثانی دل لگی کی نشانی کی تعریف لکھیے کم ہے جہان وصل کا بیان ہے عجیب لطف نہایت مزے کی داستان ہے جہان ہجر کا ذکر ہے وہان مرجانیکی فکر ہے جہان معرکۂ نبرد ہے وہان شاہنامہ فردوسی طوسی گرد ہے جہان سحر کا بیان طلسم کی تقریر ہی وہان اور بھی نیرنگی تحریر ہی جہان جس چیز کا بیان ہے وہان ویسا ہی سامان ہی جہان لکھنؤ کا حال لکھا ہی وہان اس شعر کا مصداق پیدا ہی

اگر فردوس بر روے زمین ست — ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

مرزا صاحب موصوف کے اوصاف جمیلہ محامد جلیلہ کالشمس فی نصف النہار ہین کمالات صوری و معنوی مین یادگار دیار و امصار ہین خداوند عالم ان کی مغفرت فرماوے اور اس فسانہ کی یوماً فیوماً زیادہ تر شہرت فرماوے۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین آباد

فدا علی عیش

تاریخ طبع سابق از فضل الامثال والاقران مولنا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ عملہ تصحیح

سرور نکتہ دان مرحوم و مغفور
مقر ہر ذی سخن اس بات کا ہی
کچھ ایسا اُسنے لکھا یہ فسانہ
نہ ایسا گوش سامع نے سُنا ہی
فسانے سب ہین اسکے سامنے ہیچ
سراپا خوبیون سے یہ بھرا ہی
زبان کی کیفیت اسمین الگ ہی
مقلد وہ اسی مرحوم کا ہے
جناب حضرت آغا نوازش
یہ بُلبُل بھی اسی گلزار کا ہی
یہ مطبع بھی اسی مطبع کی ہی شاخ
کہ جسپر بخششون کا خاتمہ ہی
نمکخوار و نمین اُسکے جو ہوا وہ
کہ خاصیت مین مثل کیمیا ہی
جہان مین کون ایسا ہی کہ اُسکا
شجاعت مین وہ رستم سے سوا ہی
مگر ایجنٹ مطبع بھی ہی وہ شخص
بڑا لایق بڑا ذی مرتبہ ہے
کہون جو کچھ مین ان دونونکو حق ہی
مری یہ آخری اب التجا ہے

عجب ذی مرتبہ شاعر ہوا ہی
وہ اس فن مین ہوا نقاش اول
کہ جسکو دیکھئے اس پر فدا ہی
فسانہ اسطرح یہ اُسنے لکھا
کوئی قصہ نہین اس لطف کا ہی
یہ افسانہ ہوا مشہور عالم
عبارت کا مزہ اس مین جدا ہی
ہی اس استاد نامی کا جو اُستاد
غزل خوانی مین جو یکتا ہوا ہی
اودھ اخبار مطبع ہی جو نامی
یہان بھی بارہا چھاپا گیا ہی
پراگ اول مین نارائن ہوا آخر
امیرانہ بسر فرما رہا ہے
مطابع اُسنے وہ جاری کیے ہین
دل و جان سے نہین مدحت سرا ہی
بہر صورت وہ ہی ممدوح کونین
نہین مانند اُسکے دوسرا ہے
دیانت قابلیت مین ہے یکتا
لکھون جو کچھ انھین مین وہ بجا ہی
غرض تاریخ کی مجھ کو ہوئی فکر

کلام اسکا ہی مقبول خلایق
اُسی ملکے اسکی گویا ابتدا ہی
نہ ایسا چشم بینا نے ہے دیکھا
کوئی لکھے جواب مقدور کیا ہی
ہی خوبی دیکھنے پر اسکے موقوف
اس افسانہ کی شہرت جا بجا ہی
لکھا بعد اسکے جس نے جو فسانہ
اُسے بھی ایک عالم جانتا ہے
غزل گوئی مین بھی وہ فرد گذرا
اُسی مین بارہا یہ چھپ چکا ہے
مگر مطبع کا مالک بھی ہی وہ شخص
کہ یہ نام مبارک کا پتا ہی
در دولت پہ اُسکے کیون نہو فیض
کہ جن سے دین و دنیا کا بھلا ہی
سخاوت مین ہی حاتم سے زیادہ
خدا نے نام نیک اُس کو دیا ہی
دیال آخر مین ہی اول مین بھگوان
یہ منشی جی کو قسمت سے ملا ہے
رہین یہ سب کے سب دلشاد و خرم
کہا ہاتف نے کیون تو سوچتا ہی

	اگر تاریخ کی ہی فکر حامد		لکھا یہ بھی داستان فرحت فزا ہی ۱۳۲۶ھ	

تاریخہائے طبع سابق از عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل بیکنٹھ باشی

چو شد مطبوع این نادر فسانہ پے تاریخ ہجری گفت عاقل		ز تصنیف سرور خوش بیانی سرور آئین چہ نادر داستانی ۱۲۶۲ھ
	ایضاً	
طبع شد این فسانہ نادر گفت تاریخ ہجریش عاقل عماد		بخدا ہست خوشنما قصہ فرحت انگیز دلکشا قصہ ۱۲۶۲ھ
	ولہ	
یہ وہ قصہ ہے جان فزا بخدا سال ہجری میں تو بھی اے عاقل		جس سے دل کو سرور وافر ہے کہہ یہ زیبا سرور خاطر ہے ۱۲۶۲ھ

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ قصہ نادر و غرائب اسم بامسمےٰ فسانۂ عجائب معروف و مشہور نزدیک و دور من تصنیف انیف ماہر نکات سخنوری واقف رموز شاعری سخنور ذی شعور فخر الشعرا مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم و مغفور تلمیذ ارشد کلیم سخندانی موجد شعر خوانی آغا نوازش علیخان معروف بہ مرزا خانی بہ مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع شہر لکھنؤ بہ حسن اہتمام کیسریداس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بہ تصحیح تمام و تنقیح مالاکلام بماہ ستمبر ۱۹۳۲ء پیتیسوین بار بحسن و خوبی طبع ہوا

اعلان

حق تصنیف اس فسانۂ عجائب کا مصنف نے بحیات خود بذریعہ تحریر مطبع منشی نول کشور کو ہبہ کیا اور بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء حق تصنیف بر جسٹری ہوئی

Fassana-e-Ajaib
By

Mirza Rajab Ali Beg Saroor
Lucknawi

Belongs to

Mir Ghulam Mohammad
Ram Bagh Pacca,
Srinagar-5 (Kmr)

Purchased at Meerut
on 14.3.72